نادر مکتوبات

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

﴿ اردو ترجمہ ﴾

جلد دوم

تحقیق و ترجمہ

حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی

حضرت شاہ ولی اللہ اکیڈمی پھلت (ضلع مظفرنگر)

نادر مکتوبات

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(نسخہ جامعہ عثمانیہ)

جلد دوم

(اردو ترجمہ)

فراہم کردہ:

حضرت شاہ محمد عاشق پھلتیؒ

تحقیق و ترجمہ:

حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہیؒ

نظر ثانی

پروفیسر نثار احمد فاروقی

(شعبۂ عربی، دہلی یونیورسٹی، دہلی)

ناشر

حضرت شاہ ولی اللہ اکادمی پھلت (ضلع مظفر نگر)

۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء

جلد دوم : (نسخۂ جامعہ عثمانیہ)

اشاعت : اوّل

سال طباعت : ۱۹۹۸ء

تعداد : ایک ہزار

کتابت : نورالدّین قاسمی اور عبیدالرحمٰن المحمّدی

مطبع : بھارت آفسیٹ، دہلی۔6، فون: 3284486

قیمت : ایک حصّہ -/۲۵۰ روپے، مکمل سیٹ (۲ حصّے) -/۵۰۰ روپے

ناشر : شاہ ولی اللہ اکیڈمی، پھلت (ضلع مظفر نگر)

تقسیم کار:

اسلامک بک فاؤنڈیشن۔ نئی دہلی ۱۷۸۱۔ حوض سوئی والان، نئی دہلی۔۱۱۰۰۰۲

ملنے کے پتے:

- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
- حضرت شاہ ولی اللہ اکیڈمی۔ پھلت (نزد کھتولی) ضلع مظفر نگر (اترپردیش)
- اورینٹل سوسائٹی (رجسٹرڈ) جھنڈا شہید۔ امروہہ ۲۴۴۲۲۱ (اترپردیش)
- دانش محل بک سیلرز۔ امین الدّولہ پارک۔ لکھنؤ۔۱۸
- انجمن ترقی اردو (ہند) اردو گھر۔ راؤز ایونیو۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

انتساب

میں اس مجموعۂ مکاتیب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو
استاذُنا و مرشدُنا شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی اور
شیخ التفسیر حضرت مولانا عُبیدُ اللہ سندھی ولی اللّٰہی رحمہما اللہ
کے نام مُعنوَن کرتا ہوں۔

یہ دونوں بزرگ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ محدث
دیوبندیؒ کے اُن ارشد تلامذہ میں سے تھے جنھوں نے اپنے
استاذِ معظم کے قدم بہ قدم چل کر حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات
کی روشنی میں ملّتِ بیضاء کی فلاح و بہبودی کے لیے اور پوری
دنیائے انسانیت کے واسطے، اپنی جد و جہد سے ایسی شاہراہ
عمل پیش کی جس پر چل کر دارین کی کامیابی اور تسکینِ قلب و روح
کی کنجی بآسانی حاصل ہو سکتی ہے۔

نسیم احمد فریدی عفرلہٗ

فہرستِ مکتوبات

جلد دوم (اردو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد خاتم المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ وذریاتہ اجمعین ومن تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین

یہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے نادر غیر مطبوعہ مکتوبات کی دوسری جلد ہے۔ ان مکتوبات کو حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدیؒ نے دریافت کیا تھا۔ وہ برسوں تک ان کے متن کی تصحیح اور ترجمہ و حواشی کا کام کرتے رہے۔ اس کی تفصیل پہلی جلد کے مقدمے میں بیان کر دی گئی ہے۔ یہ خطوط حافظ شاہ محمد عبدالرحمٰنؒ بن شاہ محمد عاشقؒ جمع کر رہے تھے کہ اسی دوران میں اُن کی وفات ہوگئی۔ اس کام کو اُن کے والد شاہ محمد عاشق پھلتیؒ نے جاری رکھا جو حضرت شاہ ولی اللہؒ کے ماموں زاد بھائی بھی ہیں، سمدھی بھی۔ اُن سے بیعت بھی ہیں، ان کے خلیفۂ مُجاز بھی۔ انھیں شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا محرمِ اسرار (صاحب السرّ) کہا گیا ہے۔ شاہ صاحب کی بیشتر کتابوں کے مسودے انھوں نے صاف کیے، اکثر کتابوں کا نام بھی انھوں نے تجویز کیا۔ وہ شاہ صاحبؒ کے خلوت و جلوت کے رفیق رہے۔ سلوک طے کرنے کے علاوہ اُن سے علوم ظاہری بھی حاصل کیے۔ سفرِ حج میں بھی ان کے ساتھ رہے۔ شاہ صاحب کی حیات اور ملفوظات و معارف پر مشتمل کتاب القول الجلی بھی شاہ محمد عاشق کے عارفانہ ذوق کی شاہد ہے۔ وہ شاہ صاحبؒ کو خط لکھ کر ان کے علوم و معارف، مکاشفات و مشاہدات معلوم کرتے رہتے تھے۔ غالباً ان کے ایما سے ہی ان کے فرزند حافظ محمد عبدالرحمٰنؒ نے حضرت شاہ صاحب کے مکتوبات جمع کرنے شروع کیے تھے۔ اُن کی جوانا مرگی ایک بڑا سانحہ تھی مگر شاہ محمد عاشقؒ نے اپنے فرزند کے اس کام کو نامکمل نہیں رہنے دیا، خود اس کی تکمیل کرتے رہے۔ اس طرح جلد اوّل کا پہلا حصّہ شاہ عبدالرحمٰنؒ کا اور دوسرا حصّہ ان کے والد شاہ محمد عاشق کا مرتب کیا ہوا ہے۔ ان مکتوبات پر مشتمل قلمی نسخہ مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ کے کتب خانے میں تھا جو اب کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں منتقل ہو چکا ہے۔ اس کے دریافت ہونے کی کہانی جلد اوّل کے مقدمے میں بیان کر دی گئی ہے یہاں اس کو دوہرانا مقصود نہیں۔ دوسری جلد کے بارے میں جس کا قلمی نسخہ عثمانیہ یونی ورسٹی (حیدرآباد) کے ذخیرۂ مخطوطات کی زینت ہے تا بحد یقین گمان یہ ہے کہ اس کے مرتب بھی شاہ محمد عاشقؒ ہی ہیں۔ اس میں کچھ خطوط وہ ہیں جو نسخہ چاندپور میں بھی موجود ہیں انھیں یہاں شامل نہیں رکھا گیا۔ نسخۂ چاندپور میں کچھ مکتوبات اس عہد کی سیاسی شخصیات اور امراء وغیرہ کے نام بھی ہیں ایسے ۴۵ خطوط حضرت مولانا فریدیؒ نے فارسی متن کی تصحیح اور ان کا اردو ترجمہ کرنے کے بعد اپنے خواہر زادے پروفیسر خلیق احمد نظامی مرحوم کو دے دیے تھے جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات کے نام سے شائع ہوئے۔ باقی سب خطوط جو یہاں پیش کیے جا رہے ہیں غیر مطبوعہ ہیں اور پہلی بار منظر عام پر آ رہے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی قدّس اللہ سرّہٗ العزیز ایک نابغۂ عصر شخصیت کا نام ہے۔ ان کا مختصر تعارف جلد اوّل کے مقدمے میں پیش کیا جا چکا ہے، کچھ حالات کا علم ماہنامہ الفرقان (لکھنؤ) کے اس خصوصی شمارے سے ہو سکتا ہے جو مولانا فریدیؒ کی یادگار کے طور پر ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا تھا۔ وہ ولی اللّٰہی فکر اور خاندان ولی اللّٰہی کی تاریخ پر آخری سند کا درجہ رکھتے تھے۔ اس کا اندازہ صرف اسی بات سے کیا جا سکتا ہے کہ انھوں نے ۱۹۴۲ء سے اپنی وفات (۵ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ - ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۸ء) تک پورے ۴۵ سال ان خطوط پر کام کیا اور انھیں ایک دولت بیدار کی طرح اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ وہ کامل ترک و تجرید و تفرید کا ایک مثالی نمونہ تھے۔ انھوں نے ہزاروں انسانوں کو اپنے ظاہری علم اور روحانی قوت سے فائدہ اور فیض پہنچایا مگر کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ ان کے اس عزیز ترین سرمائے کی حفاظت و اشاعت کا بھی خیال کرتا۔ راقم الحروف کی درخواست پر عالی جناب الحاج حکیم عبدالحمید دہلوی نے اللہ انھیں صحت کے ساتھ سلامت رکھے، اتنا سروسامان فراہم کر دیا تھا کہ بینائی سے معذور ہو جانے کے باوجود حضرت مولانا فریدیؒ ایک معاون کی مدد سے یہ کام جاری رکھ سکے۔ اس میں خاص طور پر میرے برادر عزیز انیس احمد فاروقی سلّمہ اللہ وعافاہ نے ان کی مدد کی اور تمام مسودات کو بار بار صاف کیا۔

اب مولانا فریدیؒ کی وفات کے دس برس کے بعد حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الندوی مدظلہ العالی کی سرپرستی اور مولانا محمد کلیم صدیقی پھلتی زید مجدہ کی توجہ سے یہ مکتوبات اس طرح شائع ہو رہے ہیں کہ پہلی اور دوسری جلد اردو تراجم و حواشی پر مشتمل ہے تیسری اور چوتھی جلد میں مکتوبات کا اصل متن پیش کیا گیا ہے۔ خاکسار راقم الحروف نے اس کے متن اور ترجمے پر مکمل نظر ثانی و مراجعت کے علاوہ اس کا مقدمہ بھی لکھا ہے جو اگرچہ خاصہ طویل ہو گیا ہے مگر اب بھی اس میں تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔ بعض ضروری مباحث جان بوجھ کر مختصر کر دیے گئے یا انھیں ترک کر دیا گیا۔ اگر ممکن ہوا تو کچھ اضافوں کے ساتھ اس مقدمے کو علیحدہ کتاب کی صورت میں بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

ان خطوط کی طباعت میں جناب فراست علی رامپوری (اسلامک بک فاؤنڈیشن دہلی) نے غیر معمولی محنت اور انہماک کا مظاہرہ کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور انھیں بہترین جزا دے۔

نثار احمد فاروقی (دستخط)

(پروفیسر) نثار احمد فاروقی

شعبۂ عربی، دہلی یونی ورسٹی، دہلی

۲۰ مئی ۱۹۹۸ء - ۲۴ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

مکتوب

﴿۱﴾

مخدوم محمد معین ٹھٹوی (سندھی)

کے نام

حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے آل واصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کی برکت سے مخدومِ اعزّ واکرم کے ظاہر وباطن پر انعام باری تعالیٰ کی بارشیں ہمیشہ ہوتی رہیں اور وہ اپنے نام کی طرح سے حق اور دین کے برابر معین ومددگار رہیں۔

امّا بعد ـــ فقیر ولی اللہ عُفیَ عنہ سلام خلّت التزام، شوقِ فراواں اور آں مظہرِ علومِ الٰہی و منبعِ فیوضِ نامتناہی سے ملاقات کے شدید تعطّش و اُوَام (پیاس) کے (اظہار کے) بعد لکھتا ہے۔ آپ کا نامۂ مشکین شمامہ پہونچا۔ اور چونکہ وہ آپ کی صحت وعافیت کی اطلاع دینے والا تھا، اِس لیے اُس نے خوش اور مسرور کیا۔

آپ کا خط بطریقِ اقتضار اِس بات پر دلالت کرتا تھا کہ کچھ عرصے پہلے فقیر کی جانب سے ایک خط مسئلہ وحدتِ وجود وشہود کی بحث میں (سندھ) پہونچا۔ یہ بات حیرت اور اچنبھے کا باعث ہوئی۔ اِس لیے کہ فقیر نے نہ تو (اب تک) اِس بارے میں کچھ لکھا اور نہ اختلافی مسائل سے کبھی تعرّض کیا، چاہے وہ اصول میں ہوں یا فروع میں۔ بلکہ فقیر علمار، فقہار اور صُوفیہ میں سے تمام اشخاص کے ساتھ، چاہے وہ شہرِ دہلی کے رہنے والے ہوں یا باہر کے ہوں، کسی قسم کی کوئی کاوش (مخالفت وعداوت) نہیں

رکھتا ہے۔ پس میں آں منبعِ فیوض سے مخالفت کس طرح کرتا جبکہ آپ کے صفائے مشرب کو میں یقین کے ساتھ جانتا پہچانتا ہوں ؟ فقیر کو تو بعض معاصرین اُمر بالمعروف اور (نہی عن المنکر) کے اندر نرمی کرنے پر طعن و تشنیع کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں ___ اور اِس بارے میں میرے پاس ایک عذرِ (معقول) ہے جس کو میرے معاصرین نہیں سمجھے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے معاصرین کو اپنی رحمت کے اندر ڈھانپ لے۔

یا اللہ! شاید ایسا ہو کہ میرے اس رُقعہ میں اُس شہر (ٹھٹھ) کے بعض رہنے والوں نے کوئی گڑبڑ کی ہو (اِس رقعہ میں کوئی تحریف کی گئی ہو) یا اُن لوگوں نے اس رقعہ کے کسی لفظ سے بطریق اشارہ قائل کے قصد و ارادے کے برخلاف یہ مضمون و مفہوم برآمد کیا ہو۔ اِن دو احتمالوں میں سے کون سی بات رونما ہوئی، اِس کی تفتیش کرنی چاہیئے۔

آپ نے اپنے خط میں اشارہ کیا تھا کہ میں مسئلہ وحدتِ وجود کے بارے میں اپنا مختار و پسندیدہ قول لکھوں ___ یہ مسئلہ بہت طویل ہے، اِس کی تصویر و تحریر ایک بڑی فرصت چاہتی ہے۔ اگر حضرتِ باری جلَّ مجدُہٗ کی مدد شاملِ حال ہوئی تو ممکن ہے کہ اِس مضمون کو احاطۂ تحریر میں لایا جائے۔

(فی الحال) اِس قدر لکھنا ضروری ہے کہ فقیر تمام (اُصولی) مسائل میں عقیدے کے لحاظ سے اَشعری ہے، اور میں نے اِن مسائل کی جن پر میرے عقائد کا دارومدار ہے، بزرگانِ صوفیہ کی قرارداد کے موافق کشف و بُرہان کے طریقے سے تصحیح کی ہے۔ لیکن مکاشفاتِ شیخ اکبرؒ و شیخ کبیرؒ ___ اللہ تعالیٰ علیین میں اُن دونوں کے درجات کو بلند کرے ___ کا معتقد ہوں اور اُن دونوں کو اَشاعرہ کے مخالف نہیں جانتا ہوں اور (فقیر) فروع میں اِمام ابوحنیفہ رضؓ اور امام شافعیؒ پر اعتماد رکھتا ہے۔ ملتّوں کے جزئیات کی نقل ملتّوں کے اماموں سے دو طریقوں پر سمجھی گئی ہے۔ ایک صاحبِ ملتؑ کے لفظ کی بعینہٖ نقل جیسا کہ محدثین نے اِس کام کا جھنڈا اُٹھایا ہے۔ دوسرے صاحب

ملتؒ کے معانی کی نقل، اپنی عبارات اور اپنے استنباطات کے ساتھ، جیسا کہ فقہار نے اس بات کو اختیار کیا ہے۔ یہ دونوں طریقے آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنیوالے ہیں۔ اگر کسی مسئلہ میں ان دونوں مذہبوں نے اتفاق کیا ہو، یا کسی میں اختلاف کیا ہو تو جو بات بھی احادیثِ صحیحہ کے زیادہ موافق ہو، اُس کو اختیار کرنا چاہیئے ـــــ

فقیر آں منبعِ فیوض کے ساتھ ایک ایسا قوی رابطہ اور اخلاص رکھتا ہے کہ جس کی حقیقت سوائے عَلّامُ الغیُوب کے اور کوئی نہیں جانتا۔ فقیر آپ کے صفائے مشرب کا معتقد، اور آپ کی ظاہری و باطنی خوبیوں کا تصدیق کنندہ ہے۔ (ایسی صورت میں) بھلا ان کا دشوں (اور عداوتوں) کی کیا گنجائش ہے۔ یہ کاوشیں اور عداوتیں) تو نصیبِ دشمناں ہو جائیں۔

والسلام

مکتوب

مخدوم محمدؐ معین ٹھٹوی (سندھی) کے نام

(ترجمہ عربی سے)

اللہ تعالیٰ ہمارے مخدوم معظّم، جامعِ کمالات اور مقاصد میں سبقت لے جانیوالے دوست کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور اُنکو اُن کے نام کی طرح سنّت اور دین کا معین و مددگار بنائے۔ (یعنی اسم بامسمّٰی بنادے) اور اُن کو علم الیقین و عین الیقین کے خزانوں کا امین بنادے۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے فقیر ولی اللہ عُفیَ عنہ آپ کو سلام پیش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے لیے اُمید و قبولیت والے اوقات میں دعا کرتا ہے۔

آپ نے مجھ سے بندرگاہ سوٗرت کی طرف منتقل ہونے اور پھر وہاں سے ایک اور جگہ منتقل ہونے کا مشورہ لیا ہے۔ میں حجِ بیت اللہ اور زیارتِ روضۂ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے برابر کسی چیز کو نہیں قرار دیتا۔ پس اگر کسی سبب سے وطن سے نکلنے کا اتّفاق ہو تو اس صورت میں ہرگز مناسب نہیں ہے کہ اِن دونوں جگہوں (مکّہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ) کے سوا کہیں اور کا قصد کیا جائے۔ آپ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ زادِ سفر کم ہے۔ آپ اللہ کے اوپر توکّل کریں۔ اُسی پر بھروسا رکھیں، اور تمام کاموں کو اُسی کے سپرد کردیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے: "اے بلالؓ! خرچ کر اور عرش والے کی طرف سے تنگی و قلّت کا خوف مت کر"۔

بہرحال وطن کی طرف نہ لوٹنے کے عزم کو آپ ظاہر نہ کریں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شرحِ صدر کردے یا (آپ کے اِس مسئلے کے لیے) کسی اور (مخلص) شخص کے سینہ کو کھول دے۔ الحمد للّٰہ أولاً و آخراً

مکتوب

خواجہ نُور اللہ کشمیریؒ

کے نام

عزیز القدر برادرم خواجہ نور اللہ ــــ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی مرضیات کے نور سے منوّر اور روشن کرے۔

اِس فقیر کی طرف سے سلامِ محبّت اِلتیام مطالعہ کریں۔

آپ کے کئی خطوط پہونچے، اور وہ چونکہ آپ کی صحت و عافیت کی اطلاع دینے والے تھے، اِس لیے اللہ کا شکر ادا کیا گیا ــــ

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ "اپنے نفس کو کسی کام میں مشغول رکھ، اِس سے پہلے کہ نفس تجھ کو کسی چیز میں مشغول کر دے"۔

تمام اوقات میں علماء و صوفیہ کی ملاقات سے، اور ایسے بزرگوں کی کتابوں کے مطالعے سے جو علم ظاہری و باطنی کے جامع تھے، اپنے آپ کو علیحدہ نہیں رکھنا چاہیئے اور اپنے اوقات میں ایک فرصت ڈھونڈنی چاہیئے، جس میں اپنے آپ کو ذکر کے اندر مشغول رکھیں۔

والسّلام والاکرام

مکتوب
۱۴

شاہ محمد عاشق پھلتی رح
کے نام

(ترجمہ عربی سے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ثابت ہیں جو مُنعِم حقیقی ہے، فضیلت بخشنے والا ہے اور کریم و مُتعَال ہے، اُس کی تمام نعمتوں پر ـــــ منجملہ اُن نعمتوں کے آپ کی سلامتی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عافیّت کو دائم رکھے، اور اپنے فضل سے آپ کی دلی تمنّاؤں اور مقاصد کو پورا فرمائے، بلکہ اُن تمناؤں کو بھی پُورا فرمائے جو قلبِ بشر پر نہیں گزریں ـــــ اور اللہ کے نزدیک یہ بات کچھ مشکل نہیں ـــــ

ایک مدّت کے بعد آپ کا خط پہونچا۔ آپ جہاں بھی رہیں ہم (دعاؤں کے لحاظ سے) آپ کے ساتھ ہیں ـــــ اِن شاء اللہ تعالیٰ ـ

(ترجمہ مصرعہ عربی) "جہاں وہ ہیں، وہاں ہم ہیں۔ جہاں ہم ہیں وہاں وہ ہیں"

اللہ تعالیٰ نے اِن ایّام میں ہمارے لیے مقدّر کیا ہے کہ ہم کتاب قرۃ العینین فی تفضیلِ شیخین کو موقع و مقام کے مناسب بسط و تفصیل کے ساتھ لکھیں، اور اُس کے پانچ جزو مکمّل ہو گئے ہیں۔ اندازہ یہ ہے کہ یہ کتاب دس جزو کے قریب ـــــ

ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی تحریر پر پوری پوری ہمت عطا کر کے ہمارے اُوپر احسان فرمایا ہے، اور اُس نے یہ بھی احسان کیا ہے کہ ہمیں ایسے علوم مناسبہ کا الہام فرمایا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اِس نہج وطریقہ پر اہتمام کی دعا کرتے ہیں ـــــــــ

لا حول و لا قوۃ الاّ باللّٰہ العلی العظیم

برخوردار عبدالرحمٰن مع اہل و عیال بخیریت و عافیت (دہلی) پہونچ گئے اور ہم نے اُن کو اچھی طرح سے تعلیم و تلقین کر دی ہے۔ برخوردار مذکور نے مجھ سے کتاب الفوز الکبیر کا کچھ حصّہ پڑھا ہے۔ اُمید ہے کہ وہ اس کتاب کو اِسی طرح (سبقًا سبقًا) پڑھتا رہے گا، اور بالآخر اس کو ختم کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ـــــ

والسّلام

مکتوب

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(ترجمہ عربی سے)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر برادرم میاں محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالےٰ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ مودّت انتظام کے بعد مطالعہ کریں۔
عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اور اُس کے فضل سے التجا ہے کہ وہ ہمیں اور آپ کو مقعدِ صدق میں اپنے نزدیک جمع کرے .... اِس حال میں کہ ہم نُورِ بسیطِ قاھر سے قریب ہوں اور اُس میں گھرے ہوئے ہوں۔ اپنے نفسوں سے فانی ہوں اور اس نُور کے ساتھ باقی ہوں ـــ اِس مقام پر ایسا بسط ہو جس کے بعد قبض کی کیفیت نہ ہو، اور ایسا وصل ہو کہ کوئی فصل یا جُدائی اُس کو مخدوش و مقطوع نہ کرے ـــ آمین، آمین، آمین!

مکتوب

﴿۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(بعض شبہات کے جوابات)

عزیز القدر، حقائق و معارف آگاہ برادرم میاں محمد عاشق سلمہ اللہ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام محبت مشام مطالعہ کریں۔

آپ کا مرسلہ خط پہونچا۔ آپ نے لکھا تھا: ایک شخص سوال کرتا ہے کہ صحیح بخاری میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کے اندر) اوّلاً دعویِ میراث کیا، اور اُس کے بعد ہبہ کا دعویٰ کیا۔ کتاب فصل الخطاب[1] میں لکھا ہوا ہے کہ دعویِ ہبہ بالکل ثابت نہیں ہے۔ اس بارے میں صحیح کیا ہے؟

جاننا چاہیئے کہ صحیح بخاری میں دعویِ ہبہ کا بالکل ذکر نہیں ہے، اور جو فصل الخطاب میں لکھا ہوا ہے وہی صحیح ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ ہاں امام رازی نے متأخرینِ معتزلہ کی طرف سے چند شبہات اپنی کتاب اربعین میں نقل کیے ہیں، اور وہ اِن شبہات کے جوابات کے درپئے ہوتے ہیں۔ منجملہ اُن کے قصّۂ ہبہ بھی ہے۔ امام رازی کی عادت یہ ہے کہ شبہات کے جواب میں جلدی کرتے ہیں، بغیر اس کے کہ کتبِ حدیث سے اُن کی تصحیح کر لیں۔ قاضی بیضاویؒ اور قاضی عضدؒ نے

---

[1] فصل الخطاب مؤلفہ خواجہ محمد پارساؒ

بھی مسئلہ ہبہ میں معتزلہ کے تمام شبہات اور اُن کے جوابات اپنی اپنی کتابوں میں بغیر تحقیق کیے من وعن نقل کر دیے ہیں۔ حق وہ ہے جو لکھا گیا۔ (یعنی ہبہ بخاری میں مذکور نہیں ہے) آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ حدیث:

إنّی ترکتُ فیکمُ مَا إنْ أخَذتمُ بِهِ لَنْ تَضِلّوا .... الخ

"میں نے تمہارے اندر ایک ایسی چیز چھوڑ دی ہے کہ اگر تم اُس کو اپنا لو تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔"

کی توجیہ کیا ہے؟

جاننا چاہیئے کہ یہاں پر 'اخذ' سے مراد اہلِ بیتؓ کی تعظیم و توقیر اور اُن کے حق میں ترکِ طعن ہے و لن یتفرقا حتی یردا عليّ الحوض کے معنی یہ ہیں کہ محبّتِ اہلِ بیت کا واجب ہونا قرآن سے مقرون و متصل ہے۔ جب تک کہ عمل بالقرآن واجب ہے، محبتِ اہلِ بیتؓ بھی واجب ہے، اور حوضِ کوثر کی حاضری کے وقت لوگ جس طرح قرآن پر عمل کرنے سے منفعتیں دیکھیں گے، اُسی طرح محبتِ اہلِ بیت سے بھی ثواب دیکھیں گے۔ یہ حدیث جس سبب سے وارد ہوئی ہے، وہ بھی اِسی معنی پر دلالت کرتا ہے۔ چند دوسری حدیثوں میں بھی یہ مضمونِ مُشاکلت موجود ہے۔ بندے نے اس مبحث کو کتاب قرۃ العینین میں لکھا ہے۔ اِسی وجہ سے اِس کی تحقیق میں یہاں طول نہیں دیا گیا ۔

مکتوب

﴿ ۷ ﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

تقریظ بر شرح الاعتصام

(ترجمہ عربی سے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رَبِّ العالمین و الصّلوۃ و السّلامُ الأتمّان وَ الأکمَلانِ علی سیّدِ المُرسَلین محمّد و آلہ و صَحبہ أجمَعین۔

بعد حمد وصلوۃ کے ___ مبارک ہو ہمارے صالح اور فلاح یاب بھائی کو جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بہت سے بندوں پر فضیلت دی ہے، اور جن کے قلب کو قدیم اور جدید علوم سے پُر کردیا ہے، اور جن کا نام محمد عاشق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو کمالات کی بلندیوں پر فائز کردیا، اور اُن کو ایسی عظیم وکثیر خوبیوں سے مالا مال کردیا، جن کو زبانیں بیان نہیں کرسکتیں۔ اِن خوبیوں میں سب سے بڑی خوبی وہ ہے جو اللہ نے اِس رسالہ شرح الاعتصام میں آپ کے اُوپر کھولی ہے۔ یعنی یہ کہ مفصل کی تشریح اور مجمل کی تفصیل کی ہے۔ پوشیدہ رمزوں کو بیان کیا ہے، اور پردے میں چھپے ہوئے اسرار کو کھولا ہے۔ میں نے مذکورہ کتاب کا شروع سے آخر تک مطالعہ کیا ہے۔ میں نے اُس کو معانی کے لحاظ سے صحیح اور بنیادوں کے اعتبار سے قوی پایا ہے۔ پس اِس کتاب میں اور اس جیسی کتابوں میں مُتَنافِسُون (یعنی مسابقت کرنے والوں) کو تنافس (مسابقت

کرنا چاہیئے اور قاصدون (قصد کرنے والوں) کو اس جیسی کتاب (کے لکھنے کا) قصد کرنا چاہیئے۔ اس کتاب کے بارے میں میں نے چند اشعار لکھے ہیں:۔

(۱) (ترجمہ اشعار عربی): مبارکباد آپ کو اس کتاب کے حق کو پورا پورا ادا کرنے اور اس میں غور و فکر، تحقیق و تفتیش اور فہم و فکر کرنے پر۔

(۲) آپ کی بحث علوم کے تہہ کرنے اور کھولنے میں، اور آپ کی نظم یہ سب قسم قسم کے جواہرات اور موتی ہیں۔

(۳) آپ کا رمزِ خفی کو اُس کی جگہ سے لے اُچکنا، اور آپ کا ایسے سمندر میں غوطہ زنی اور غوّاصی کرنا جو بہت ہی زیادہ بحرِ زخّار کہلانے کا مستحق ہے، یہ سب باتیں بھی قابلِ مبارکباد ہیں۔

(۴) پس وہ چیز اللہ ہی کے لیے ہے جو بڑے مقاصد سے آپ کو دی گئی ہے اور جو کچھ آپ کو عطا کیا گیا ہے عظیم فخر و منزلت سے وہ بھی اللہ ہی کے لیے ہے۔
حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے شروع میں بھی، آخر میں بھی، ظاہر میں بھی باطن میں بھی۔

فقیر ولی اللہ عُفِیَ عنہ

مکتوب

۸

شاہ محمّد عاشق پھلتیؒ کے نام

(ترجمہ عربی سے)

اللہ تعالیٰ ہمارے برادرِ صادق محمد عاشق کے ساتھ دنیا اور آخرت میں اچھا معاملہ کرے۔

اَمّا بعد — ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں، اُس کی نعمتوں پر — اور اُس کی بارگاہ میں آپ کی عافیتِ تامّہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔

ہم آپ کے اُن مکاتیب کے انتظار میں رہتے ہیں جو آپ کی خبروں پر مشتمل ہوں، اور ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ کو مکان "مَقْعدِ صِدْق" میں جمع کرے — و السّلام علیکم و رَحمة اللّٰه

مکتوب

شاہ عبید اللہ پھلتی رح

کے نام

بگرامی خدمت مشفق مہربان، اعتقادی و استظہاری ماموں جیو (جی) سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد گزارش ہے کہ آپ کا عنایت نامہ پہنچا، اور وہ دعائیں، جو عبدالعزیز کے بارے میں تحریر فرمائی تھیں، معلوم ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ آں عنایت فرمائے گرامی قدر کے نفسِ نفیس کی برکت سے عبدالعزیز[1] کو اور برخوردار محمد[2] کو صحت و سلامتی کے اندر رکھ کر جو کچھ مناسب اور بہتر ہو اپنی مرضیات کے ساتھ عنایت فرمائے۔

والسلام

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح

[2] صاحبزادۂ شاہ ولی اللہ دہلوی رح جو زوجۂ اولی کے بطن سے تھے۔

مکتوب

﴿۱۰﴾

شاہ عبید اللہ پھلتیؒ کے نام

اُن کے چھوٹے بھائی شیخ حبیب اللہ قُدِّسَ سِرُّہٗ کی تعزیت میں

بگرامی خدمت مشفقِ مہربان، اعتضادی و استظہاری ماموں جیو (جی) سلمہ اللہ تعالیٰ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام گزارش ہے کہ ماموں صاحب مرحوم و مغفور (شیخ حبیب اللہؒ) کے ہولناک واقعہ (وفات) کی خبر پہنچی۔ جس نے ایسے بزرگوں سے دنیا کے خالی ہو جانے پر غم و الم کے علاوہ، تمام گذشتہ دَور کے غموں کی یاد کو تازہ کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون (ہم اللہ ہی کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)

اللہ تعالیٰ آن مشفقِ مہربان کی ذاتِ اقدس کو سلامت رکھ کر اور ظاہری و باطنی افادیت کو روز بروز بڑھا کر حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل و اصحاب کے طفیل میں غم و الم سے تسکین فرمائے۔

مکتوب

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

(سوالات کے جوابات)

حقائق و معارف آگاہ برادرِ عزیز میاں محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ بعد از سلامِ محبت مشامِ مطالعہ کریں۔

رقیمۂ کریمہ پہونچا۔ جو چند سوالوں پر مشتمل تھا۔ آپ نے لکھا تھا کہ ایک شخص ہوتا ہے کہ اُس کو احوال و واقعاتِ عجیبہ پیش آتے ہیں، لیکن اُن کا راز اُس پر اچھی طرح واضح نہیں ہوتا ہے لیکن ہر واقعہ، حال اور معرفت جس کو کوئی شخص اُس پر پیش کرتا ہے وہ اُس کا بھید اور راز پالیتا ہے، اور اُس کو اُن معانی سے ایسی ٹھنڈک اور بُرودت حاصل ہوتی ہے کہ صاحبِ واقعات و احوال کو اُن اسرار کے مطلع ہونے سے پہلے اُس طرح کی ٹھنڈک حاصل نہیں ہوتی۔ پس اِن دونوں میں افضل کون ہے؟

(اِس کا جواب یہ ہے کہ) اُن دونوں شخصوں کے اختلاف کا سبب یہ ہے کہ اُن میں سے پہلا شخص قوائے علمیہ بہت تیز رکھتا ہے، اور دوسرا قوائے عملیہ بہت زیادہ رکھتا ہے۔ جب کوئی شخص خدائے تعالیٰ کی جانب متوجّہ ہوا اور برکاتِ غیبیہ اُس پر نازل ہوئیں تو (قوّتِ علمیہ و عملیہ میں سے) اُسی قوّت نے جو اُس کی اصلِ فطرت میں زیادہ قوی و توانا تھی پیش دستی کی۔

نفسِ ناطقہ میں دو قوّتیں ودیعت کی گئی ہیں۔

(۱) قوّت ہیولانیہ ـــــ جو اُس کے علم کی جانب میں پوشیدہ و مُضمَر ہے اور اُس کی صفت "الوانِ معقولات" سے رنگا رنگ طریقہ پر ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) قوت ہیولانیہ ـــــ جو اُس کے عمل کی جانب میں پوشیدہ ہے اور اُس کی صفت "الوانِ احوال" کا گوناگوں طریقہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

ان سب باتوں کی اصل یہ ہے کہ جب نفسِ کُلیّہ، نفسِ جزئیہ ہوگیا تو نفسِ کلیہ کی ہیولانیت میراث کے طریقہ پر اُس کی دونوں طرفوں (جانبوں) ہیں جاری ہوگئی۔ اِس اعتبار سے قدیم حکیموں میں جس نے بھی کہا ہے، صحیح کہا ہے کہ نفسِ ناطقہ جس "معقول" کی طرف متوجّہ ہوتی ہے، اُس "معقول" کا 'عین' ہو جاتی ہے۔ اُس کہنے والے کی غرض یہ ہے کہ جس طرح 'مادہ' کو کہا جا سکتا ہے کہ پانی ہوگیا اور ہوا ہوگیا۔ ایسے ہی نفسِ ناطقہ کو بھی اُس کے طرفینِ ہیولانیت کے اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ "عینِ معقول" یا "عینِ حال" ہوگیا' اور اِس جگہ "عینیت" یہی معنیٰ رکھتی ہے۔ اور آپ نے یہ جو پوچھا ہے کہ اِن دونوں شخصوں میں افضل کون ہے؟ تو اِس کا کوئی جواب نہیں ہے، اِس لیے کہ تفضیل باعتبار ایک قوّت کے ہی جا سکتی ہے نہ کہ دو مُتبَاین و مُتضاد قوتوں کے اعتبار سے ـــــ مثلاً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ پتھر بھاری پن ہیں گلاب کے خوشبودار پھول سے افضل ہے۔ (یعنی پتھر کے بھاری پن اور گلاب کی خوشبو کا موازنہ نہیں کیا جاتا ہے)

آپ کا یہ قول کہ مذاکرۂ ترجمۂ قرآن مجید کے اثنار میں شارع علیہ السلام کی بعض احادیث کے اسرار کی وجہ سے بڑا اطمینان حاصل ہوتا ہے' اور ایک ایسی ٹھنڈک اور ایسا یقین پیدا ہوتا ہے کہ جس میں "احتمالِ نقیض" نہیں ہوتا ـــــ

الحمد للہ و المنۃ یہ حقیقت اِس فقیر کے نزدیک وہ ہے جس کو تاویلُ الاحادیث کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ یوسف) میں

فرمایا ہے :

وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الأحاديث [يوسف : ٦]

" اللہ تعالیٰ تم کو تاویل الاحادیث (تعبیرِ خواب) کا علم دے گا۔"

آپ نے لکھا ہے چنانچہ ایک دن (اِس فقیر کے دل پر) ظاہر بھی ہوا کہ قیامت کا ظہور عالم کون و مکان کے لوازم میں سے ہے ' اس لیے کہ عالم ' آثارِ مختلفہ اور احکامِ متباینہ کے ظہور کا مقام ہے ' اور ظہورِ قیامت کی گھڑی پر اللہ تعالیٰ کے سوا کہ جس کا علم ازل و ابد کو محیط ہے ' کسی اور کا مطّلع نہ ہونا ' خواہ وہ کوئی بھی ہو ' لزومِ عقلی کے طور پر لازم ہے ۔ حق یہ ہے کہ قیامت کا ہونا اِس عالمَ دنیا کے لیے لازمی ہے ۔

اِس مسئلہ کا راز یہ ہے کہ شخصِ اکبر کا مادّہ جو کہ نفسِ کلیہ ہے جب تک کہ کسی صورت فیضان کے قابل نہیں ہوتا ہے ، وہ اس صورت پر ابتدار میں متحقق نہیں ہوتا ہے ۔ اِس مادۂ مطلقہ نے سب سے پہلے جو چیز قبول کی وہ ذاتِ بحت کی صورت ہے ' اور اُس کا لازم ہونا بطریقِ وجوب ہے ۔ اِس کے بعد اُس صورت کی شرط کے ساتھ ایک چیز دوسری چیز کے بعد ظاہر ہونا شروع ہوگئ ۔ یہاں تک کہ " اشخاصِ کائنہ فاسدہ " کی نوبت پہونچی ۔

اِن ہی اشخاصِ فاسدہ سے ایسی ہیئت و شکل نمودار ہوئی کہ عالمِ مثال و برزخ میں عقوبات و آفات کے اِفاضہ کا سبب ہوگئ ۔ یہ عقوبات ' آفات اور نامرضیات سب کے سب ایک بگولا بن کر اُٹھے ہیں ' اور اِنھوں نے عالم مثال میں بُری صورت پیدا کرلی ہے ۔ وہ صورت پھر نیچے اُتری اور اُس سے شدید شر نمودار ہوا ' اور اس طرح سے دَور ہوتا رہا یہاں تک کہ ہلاکتِ عام فائض ہوگئ ' اور اِن تغیّرات میں ہر ہیئتِ سابقہ بعد ہیئتِ لاحقہ کے ہے ـــــ

آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ دوسری بات یہ واضح ہوئی کہ اِس عالمِ ناسوت کی

اشیاء کے عدمِ بقاء کا راز یہ ہے کہ یہ عالم ہر شئے کے تعیّن و تشخّص کا مقام ہے اور جو اِس عالم سے اوپر ہے، وہ اِس عالم کی بہ نسبت ایک قسم کا اِطلاق رکھتا ہے۔
جب ہر ظاہر اپنی اصل کے اعتبار سے تقاضائے اطلاق اپنی ذات میں رکھتا ہے اور اِس تقیّد و تشخّص کے ختم اور دور کرنے کا حریص و طالب ہے، تو یقینی طور پر اس عالمِ ناسوت کی صورت کا زوال و اِنعدام لازم ہے۔

خواجہ تحریر ہے کہ در حقیقت اِس عالمِ دنیا کے حقائق اور اُس عالمِ آخرت کے حقائق سب کے سب ہیولائے عالم یعنی نفسِ کلّیہ میں متعیّن ہو گئے ہیں۔ اِس کے باوجود عالمِ آخرت یعنی "معنیٔ متاثّر" کے مقابلے میں "معنیٔ مؤثّر" زیادہ قوی ہیں۔ اِس عالمِ ناسوت کے برعکس نفسِ ناطقہ جب تک مؤثّر کی طرف مائل نہ ہوگا، مہذّب نہ ہوگا۔ اِس لیے معنیٔ مؤثّر کی قوّت کے سبب سے نفسِ ناطقہ کا کمال، صورتِ ذاتِ بحث اور اُس سے جو قریب کرے اُس کی طرف رغبت و میلان کرنا ہے۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اِس قول میں اِسی راز کی طرف اشارہ ہے کہ:

"اے اللہ! مجھے عطا فرما اپنی محبّت اور اُس شخص کی محبّت جو تجھ سے محبت کرے، اور ایسے عمل کی محبّت جو مجھے تیری محبّت سے قریب کر دے۔"

اِس کو خوب ذہن نشین کر لیں۔

حمد ہے اللہ کی شروع میں بھی، آخر میں بھی، ظاہر میں بھی، باطن میں بھی۔

مکتوب

میر رحمت اللہ نگلوی ؒ کے نام

قید خانے سے آئے ہوئے اُن کے خط کا جواب

برادرم میر رحمت اللہ سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

تمہارا رقعہ پہنچا۔ عزیزِ من! تم قید کو مصیبت جانتے ہو لیکن درحقیقت وہ ایک نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال کو ملاحظہ کیا کہ تمہاری توجہ اُس کی جانب حالتِ خلاصی و رہائی میں جیسی ہونی چاہیئے، ویسی نہیں ہوتی اور زمینداری کی وجہ سے ایسے معاملات رونما ہوتے رہیں جو اللہ کے پسندیدہ نہیں۔

اب تم پکّی نیت کر لو کہ جب قید سے رہا ہو جاؤ گے تو ان ناپسندیدۂ خدا کاموں کے قریب بھی نہ پھٹکو گے ـــــ تم نفل کے طور پر جو ایک سو پچاس رکعتیں پڑھتے ہو بہت خوب ہیں۔ بعض اوقات میں ایک ہزار مرتبہ درود شریف حضورِ دل اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے تصورِ مبارک کے ساتھ پڑھ لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کوئی لطیفۂ غیبیہ بھیجے گا۔

تم نے اپنے حال کے مطابق کوئی وصیّت (نصیحت) طلب کی تھی۔ اِس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں کہ تم اپنے آپ کو مُردہ خیال کرو تاکہ دنیا سے پوری طرح خلاصی پاؤ اور اس بات کو ایک نعمت سمجھو۔ چنانچہ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ "مرنے سے پہلے مرو"۔ اِس کے بعد یہ نصیحت ہے کہ (ذکر) نفی و اِثبات حضورِ تمام کے ساتھ کرو اور یہ خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا میرا کوئی مقصود و مطلوب نہیں ہے۔

والسّلام

مکتوب

میر رحمت اللہ نگلوی کے نام

صلاح آثار میر رحمت اللہ، فقیر ولی اللہ کی طرف سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔
تمہارا خط چند ضروری مسائل کے استفسار میں پہونچا۔ راہِ ترقی یہی ہے کہ ہمیشہ عجز و انکسار کی صفت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب منتظر رہا جائے، اور اللہ کے ماسوا سب چیزوں کو ترک کرنے کے ساتھ ساتھ اسی طرز کی پابندی کی جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ترقیات واقع ہوں گی۔

تم نے یہ جو لکھا تھا کہ عالم بشکلِ حباب فہم میں آتا ہے، تو یہ بات صحیح ہے اور یہ "توحیدِ صفاتی" کی ابتدا ہے، پھر کیوں کہتے ہو کہ ترقی نہیں ہے؟ یہ علم اگر اپنے کمال کے ساتھ ہو تو ترقی ہی ترقی ہے۔

تم نے (قید خانے میں) کھانے پینے کے متعلق سوال کیا تھا۔ اس حالتِ قید میں جو کچھ تمہیں پہونچے، اُن اقسام میں سے جن کو تم نے لکھا تھا، تمہارے حق میں یقیناً حلال ہے۔ اس لیے کہ تم مضطر ہو اور بے بس ہو ــــ اس بارے میں دل کو پریشان اور مشغول نہ رکھو۔ کم کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن تدریجاً آہستہ آہستہ کھانے میں کمی کرو۔ اس حد تک کہ (کم خوری) زیادہ ضعف پیدا نہ کرے۔

والسلام

مکتوب

﴾۱۴﴿

میر رحمت اللہ نگلوی رح کے نام

تم نے لکھا تھا کہ انتظار تو اُس وقت متصوّر و متحقق ہوتا ہے جبکہ غیبت اور اور عدمِ حضور ہو۔ لیکن حضوری کی حالت میں انتظار کس طرح کا ہوگا؟

جاننا چاہیئے کہ مطلوب یہ ہے کہ عجز و انکسار کے طور پر مبدأ حقیقی کی طرف نفس کا میلان ہو، اور انتظار سے مراد یہی معنی ہیں ــــ

چاہیئے کہ دل کی آنکھ حضرتِ مبدأ حقیقی کی جانب رہے، اور غفلت کو اپنی طرف راستہ نہ دیا جائے۔ جس طرح سے بھی میسّر ہو، خواہ انتظار کی شکل میں خواہ "یافت" کی شکل میں ــــ اِس اختلافِ احوال (یعنی انتظار و یافت) کے حالات کو نسبتِ بیرنگی کی اصل و حقیقت میں کوئی تاثیر و دخل نہیں ہے۔

والسلام

مکتوب

﴿۱۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(ترجمہ عربی سے)

اللہ تعالیٰ آپ کو معارجِ کمال پر چڑھائے اور حقائقِ جمال و جلال کے اُس مقام تک پہنچائے کہ جس کا انسانی عقول احاطہ نہ کرسکیں ــــ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو "مقعدِ صدق" میں "ملیکِ مُقتدر" کے نزدیک جمع کرے، اور ہماری آنکھوں کو اُن نعمتوں سے ٹھنڈا کرے جو قائم اور پایدار ہوں اور جو ختم ہونے والی نہ ہوں، دشوار و مُتعذر بھی نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اُس کی نعمتوں پر اور اُس سے کرم مزید کا سوال ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

مکتوب

۱۶

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

(ترجمہ عربی سے)

حقائق و معارف آگاہ، برادرِ عزیز میاں محمد عاشق سلمہ اللہ۔

فقیر ولی اللہ عفیٰ عنہ کی طرف سے سلام محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اور اُس سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اور آپ کے لیے عافیت کو دائم و برقرار رکھے، اور ہمارا اور آپ کا انجام ایسا کرے جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہو اور حظیرۃ القدس میں لذّتِ عظیمہ بن جائے۔

بعد حمد و دعا کے واضح ہو کہ بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک سرِّ عظیم ہے۔ اُس کی مخلوق کے اندر ــــ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ محکم کے اندر اس (سرِّ عظیم) کی طرف، اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:

يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ وَ عِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَاب [الرعد ۳۹]

(اللہ محو کر دیتا ہے جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے۔ جو چاہتا ہے اور اُس کے پاس "اُمّ الکتاب" ہے۔"

بے شک اُن چیزوں میں سے جن کو اللہ نے ثابت کیا ہے، بعد اس کے کہ

ثابت نہیں تھیں، ایک شخص کی عمر میں زیادتی بھی ہے۔ (ایک شخص سے مراد یہاں خود ہیں) کہ جس کی بقا کے ساتھ عنایتِ تشریعیہ متعلق ہوئی ہے۔ میں نے بعض خلوتوں میں اِس بھید کا آپ سے تذکرہ بھی کیا ہے۔۔ لیکن ہاس وقت یہ کہنا مقصود ہے کہ زیادتی کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے، اُمید ہے کہ اس زیادتی کی ایک خاص شان (حیثیت) ہو، اس عنایتِ خاصہ کی رُو سے ـــ چونکہ تفصیل کی اجازت نہیں ملی ہے۔ اِسی لیے ہم نے اس سے زیادہ نہیں بتایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ حقائقِ اُمور کو خوب جانتا ہے۔

مکتوب

﴿۱۷﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(ترجمہ عربی سے)

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور ہم اُس کی درگاہ میں اپنے اور آپ کے لیئے دائمی عافیت کی دُعا کرتے ہیں۔ نیز ہم اللہ تعالیٰ سے بڑی نعمتوں اور حظیرۃ القدس کے اندر اُس کے چہرے کی طرف نظر کر کے لذّت حاصل کرنے کا سوال کرتے ہیں۔

ہم اس سے یہ بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے نفسوں میں اور آپ کے نفسوں میں، ہماری اولاد میں، اور آپ کی اولاد میں برکت عطا فرمائے اور اس برکت کو عام کر کے ہمارے تمام اصحاب و احباب کو شامل کرے ——

آمین یا ربّ العالمین

مکتوب

۱۸

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حدیث تہلیل و تسبیح کے معانی کے اظہار میں

(ترجمہ عربی سے)

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور آپ کو فوق الفوق تک پہونچائے۔

امّابعد! آپ کا خط پہونچا۔ اس میں آپ نے دریافت کیا ہے کہ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس قول کے مطابق کہ جس شخص نے صبح و شام سَو سَو مرتبہ سبحان اللہ کہا وہ اُس شخص کے مانند ہے، جس نے سَو حج کیے اور جس نے صبح و شام سو سو مرتبہ الحمد اللہ کہا، اُس شخص کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے اللہ کے راستے میں سَو گھوڑوں پر (مجاہدین) کو بٹھایا ہو۔ یا یہ فرمایا کہ وہ اُس شخص کے مانند ہے جس نے سو جہاد کیے ہوں۔ اور جس شخص نے لَااِلٰہَ اِلاَّ اللہ کہا۔ سَو مرتبہ صبح اور سَو مرتبہ شام، وہ ایسا ہے، جیسا وہ شخص جس نے اولادِ حضرت اسمٰعیلؑ میں سے سَو غلام آزاد کیے ہوں اور جس شخص نے سَو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام اللہ اکبر کہا اُس سے زیادہ کوئی شخص بھی نیکی لے کر نہیں آتا ــــ لیکن وہ شخص مستثنیٰ ہے جس نے وہی کلمات کہے ہوں جو اُس نے کہے یا اُس سے زیادہ کلمات کہے ہوں۔ اِن کلماتِ مذکورہ میں سے ہر ہر کلمہ کے لیے ایک ایسی فضیلت کی تخصیص جو دوسرے کلمے میں نہیں ہے۔ اب میں اس کا راز بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ تسبیح 'نفی' و 'سلب' سے مناسبت رکھتی ہے اور اسی لیے اس کو حج سے تشبیہ دی گئی ہے، کیوں کہ حج پچھلے تمام گناہوں

کو ختم کر دینا ہے اور اس لیے بھی کہ بالتحقیق حج کے اندر اہل و عیال، مال اور وطنوں سے مفارقت ہوتی ہے اور مفارقت میں نقض ونفی کے معانی میں سے ایک معنیٰ رکھے ہوئے ہیں ــــ

الحمد ﷲ میں ثبوت سے مناسبت ہے، اس لیے غنائم کے جمع کرنے سے تشبیہ دی گئی جو جہاد، اعلاءِ کلمۃ اللہ اور اثباتِ کلمۃ اللہ کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے اور تہلیل (لاالٰہ الا اللہ کہنا) سے مقصود ایثار کے راستے سے غیر اللہ کو ہٹانا ہے۔ اسی لیے اس کو غلاموں کے آزاد کرنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ کیوں کہ قلب کا کسی چیز سے ہر تعلق ایک حبس و قید و بند ہے۔ پس جبکہ اُس نے غیر کو ایثار کے راستے سے ہٹا دیا تو اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو قید سے رہا کر دیا۔ گویا کہ اُس نے ایک غلام یا کئی غلام آزاد کر دیے۔ اپنے نفس میں ذکر کی تاثیر کے بقدر ــــ تکبیر (اللہ اکبر کہنا) مرتبہ میں بلندی اور ارتفاع سے مناسبت رکھتی ہے۔ پس اِس کا ثواب اور بدلہ اُس شخص کا اپنے اَمثال و اَقران میں امتیازِ تام حاصل ہونا ہے۔ اور اُس کی عزّت و منزلت کا اُس کے اَمثال و نظائر کے مرتبوں سے بلند ہونا ہے۔ اِس بات کو غور سے پڑھیں ــــ الحمد للہ أولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً

مکتوب
﴿۱۹﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حضرت خواجہ بیرنگ (خواجہ باقی باللہ) قُدِّسَ سِرُّہٗ کے ایک قول کی حقیقت کے بیان میں

الحمد للّٰہ و السّلام علی عبادہ الذین اصطفی

أمّا بعد السّلام! حقائق و معارف آگاہ شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب بہجت اُسلوب پہنچا۔ (اس میں آپ نے خواجہ بیرنگ، (خواجہ باقی باللہ) قُدِّسَ سرّہ کے ایک قول کا راز معلوم کیا ہے (جو) کتاب اسراریہ میں منقول ہے کہ " حضرت خواجہ بیرنگؒ مسجدِ فیروزی میں تشریف لائے اور فرمایا کہ یہاں بُوئے بد" آتی ہے۔ شاید کسی شخص نے (عملیات میں سے) کوئی عمل پڑھا ہے۔ چنانچہ تحقیق کرنے کے بعد اُسی طرح ظاہر ہوا جیسا کہ حضرتِ والا نے واضح کیا تھا۔"

(جواباً تحریر ہے کہ) اس میں شک نہیں کہ اللہ کی طرف توجہ کرنے والے بزرگ مختلف نسبتیں رکھتے ہیں۔ وہ نسبت جس کو اس طائفۂ عالیہ (گروہِ صوفیہ) نے اپنے قصد و ارادہ کا مُربّی بنایا ہے، بے نشانی کی نسبت ہے۔ جب کہ نسبتِ علیہ کہ اُس سے مراد نورِ طہارت اور نورِ عبادت ہے، اُس نسبتِ بے نشانی کے مقابلے میں کوئی اعتبار نہیں رکھتی۔ جیسا کہ کتاب رشحات میں بھی بہت سے قصے اِس بات پر دلالت کرتے ہیں۔ نسبتِ دعوت و عملیات تو ایک کیفیتِ سفلیہ ہے جو بدرجۂ اُولیٰ نسبت

بے نشانی کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ دعوت و عملیات سے مقصود دنیوی مقاصد یعنی مال و جاہ کے واسطے ملائکہ سفلیّہ کو مُسخّر کرنا ہے۔ اِس لیے یہ نسبتِ دعوت و عملیات مرتبہ میں نسبتِ بے نشانی سے بہت ہی زیادہ پست ہوگی۔ اگر ہم اس کو "بوُے بڈ" سے تعبیر کردیں تو کیا بعید ہے۔ یہ تو اس صورت میں ہے کہ جب کہ دعوتِ ملائکہ سفلیّہ ہو۔ اگر خبیث جنوں کے مسخّر کرنے کے لیے عمل کیا گیا ہے اور یہ مقصد اُس کے (عامل کے) نفس کے اندر جاگزیں ہوگیا ہے، تو اگرچہ وہ بظاہر مسجد میں نشست و برخاست رکھتا ہو، اُس کے متعلق تو کوئی سوال اور اِشکال وارد ہی نہیں ہوتا۔ (یعنی وہ تو بہت ہی پست درجہ ہے)۔

والسلام والاکرام

مکتوب

﴿۲۰﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے اقوال سے متعلق چند سوالات کے جوابات

الحمد للّٰہ و السّلام علیٰ عبادِہ الذینَ اصْطفیٰ

اَمّا بعد السّلام عزیز القدر برادرم محمد عاشق سلّمہ اللّٰہ تعالیٰ مطالعہ کریں۔

آپ نے شیخِ اکبر رح کے رسالہ مَا یعول علیہ ولا یعول علیہ میں مندرجہ چند اقوال کے اسرار سے متعلق استفسار کیا تھا۔ اگرچہ اِن اقوال کی تشریح ایک تفصیل چاہتی ہے جس کی وقت میں گنجائش نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی یہ مقولہ پیشِ نظر ہے کہ اگر کُل کو نہ پایا جا سکے، تو کُل کو چھوڑا بھی نہ جائے۔

شیخِ اکبر رح کا قول ہے:

کلّ خطاب اِلٰھی یکون معہ مُشاھدۃ لا یَعول عَلیہ وَ لا علیٰ المشاھدۃ

("ہر وہ خطابِ الٰہی جو مشاہدہ کے ساتھ ہو تو نہ اُس خطاب پر اعتماد کیا جاتا ہے اور نہ مشاہدہ پر۔")

فقیر جو کچھ اِس قول سے سمجھتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ بات برزۂ ثالثۂ تجلّیِ اعظم کی

نسبت سے ہے جو کہ صورتِ مثالیہ ہے اور یہ مشہور شعر اس صورت مثالیہ کے قال و حال کا مصداق ہے ؎

تو از تمکین، من از حیرت، نہ ایمائے نہ تقریرے
بدان ماند کہ ہم بزم است تصویرے بہ تصویرے

(اے محبوب تو تمکین کی وجہ سے اشارہ و تقریر نہیں کر رہا اور میں حیرت کی وجہ سے اشارہ و تقریر نہیں کر رہا ہوں۔
اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک تصویر دوسری تصویر کی ہم بزم ہو اور آپس میں بات چیت نہ کر سکتی ہو۔)

پس عارف کا حال بلحاظ اس "برزہ" کے دو کیفیتوں سے باہر نہیں ہے۔ ایک "اتّصال" کہ لطیفۂ سِرّ اُس کے ادراک پر فائز ہوتا ہے، اور لطیفۂ روح اوّلاً "بوئے الفت" اُس سے سونگھ کر آخراً اُس میں لپٹ جاتا ہے، اور اس 'برزہ' سے مل جاتا ہے۔ اس صورت میں اُس کی عقل اور قویٰ یقینی طور پر بے کار ہو جاتے ہیں، اور 'خطاب'، جو کہ قوائے عقلیہ کا ایک شعبہ ہے، گنجایش نہیں رکھتا۔

اور دوسری کیفیت 'اِنتّصال' سے ہبوط و نزول کی معلوم ہوتی ہے۔ پس لطیفۂ سِرّ اپنے سے ایک رنگ عقل کے حوالے کرتا ہے، اور لطیفۂ روح ایک 'اُنس' طبیعت کی طرف بھیجتا ہے۔ اِس مقام کے اندر مخاطبات اور مکالمات ظہور پذیر ہوں گے، اور ان مخاطبات سے مراد "احادیثِ نفسی" ہیں جو کہ ان ہی دونوں کیفیتوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر یہ "حدیثِ نفس" اُس کے دل میں آئے کہ اُس کا محبوب کہتا ہے کہ تو تیرا محبوب ہے، اور عالم کون و مکان کا خلاصہ ہے اور اِسی کی مثل ——— اور اِس جگہ اس کی گنجایش نہیں ہے کہ 'اتّصال' ہو۔ اس لیے کہ اتّصال حیرتِ محض کا نام ہے اور رنگین ہونا ہے نہ کہ اَور کچھ۔

پس جس شخص پر 'خطاب' اور 'مشاہدہ' دونوں ظاہر ہوئے ہیں تو یہ اُس کے خیال کا تصرّف ہے ــــ خطاب اور مشاہدہ پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ــــ اِس لیے کہ یہ معلوم ہوگیا کہ "سِر" نے کوئی رنگ عقل کے حوالے نہیں کیا' اور روح نے کوئی اُنس طبیعت کی طرف نہیں بھیجا۔ پس اب محض حدیثِ نفس ہی ہے اور اُس کا کوئی اعتبار نہیں ہے ــــ

شیخِ اکبر قدّس سرّہ کا ایک دوسرا قول ہے:

كلّ اعتبارٍ لا يُردكَ منَ الحقّ إليكَ لا يعُول عليه۔

وَ كلّ اعتبار يخرجكَ منكَ إلى الحق لا يعول عليه

(یعنی ہر وہ اعتبار جو تجھے تیری طرف واپس نہ کرے حق سے' اُس پر کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا اور وہ ہر اعتبار جو تجھ کو تجھ سے نہ نکالے حق کی طرف اُس پر بھی کوئی اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔"

" اعتبار" کے معنیٰ یہ ہیں کہ کوئی آیت یا حدیث سننے اور تحتَ اللفظ معنیٰ سے دوسرے ایسے معنی کی طرف (ذہن) منتقل ہوجائے جو (بظاہر اس آیت یا حدیث کا) مدلول نہیں ہے' وضع کے اعتبار سے ــــ بلکہ" علاقۂ انتقال" بعض حدیثِ نفس کو بھی بعض کی طرف کھینچتا ہے' جیسا کہ ہر شخص اپنے اوپر تجربہ کرتا ہے کہ ایک حدیث سے اُس کا ذہن انتقال کرتا ہے۔ دوسری حدیث کی طرف بغیر علاقہائے مشہورہ کے ــــ مثلاً قصّۂ موسیٰؑ و فرعون سنا اور اُس کا ذہن منتقل ہوا اِس طرف کہ نفس کو کس طرح سے توڑنا چاہیئے، اور نورِ حق جو کہ موسیٰ علیہ السّلام کے مانند ہے' کس طرح سے نفس کی زَجر و توبیخ کرتا ہے (اُس کو ڈانٹتا پھٹکارتا ہے) اور نورِ حق کس طرح سے آیاتِ بیّنات مثلاً عصا اور یدِ بیضا کا اظہار کرتا ہے۔ وغیر ذٰلک ــــ یہ حدیثِ نفس اور بعض باتوں سے بعض باتوں کی طرف ذہن کا منتقل ہونا' اُس شخص کو جلدی میسّر آتا ہے جو اپنی فکر کو علومِ معاملات یا علومِ مکاشفات کی جانب مشغول رکھے

ہوتے ہے، اور یہ ملکہ، ملکہ شعر گوئی و لطیفہ گوئی سے زیادہ نہیں ہے، جب تک کہ اِس میں دو شرطیں نہ پائی جائیں۔ جب یہ دو باتیں اُس میں مقرون ہوگئیں تو (حدیثِ نفس مثلِ) تعلیماتِ الٰہیہ ہوگئی ___

شرطِ اوّل یہ ہے کہ یہ جانے کہ یہ بات اللہ کی طرف سے عطا کی ہوئی ہے۔ تمام الہامات کی طرح سے ___ اور قوتِ فکریہ کو اِس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ اِسی معنیٰ کی طرف اشارہ کیا ہے شیخ اکبرؒ نے جہاں فرمایا ہے،

کل اعتبار لایردّك من الحق إلیك الخ

دوسری شرط یہ ہے کہ یہ انتقال، اِرہاصِ[1] حال، اِتّصال اور عدم یا اُس کے مانند نہ ہو۔ اِس لیے کہ جب حال آدمی پر وارد ہوتا ہے تو اُس شخص کے قوائے عملیہ استقرارِ حال سے پہلے والے (حال) کا رنگ قبول کر لیتے ہیں، اور اُسی حال کے موافق اس کی احادیثِ نفس ہو جاتی ہیں، اور یہ "اعتبار" نہیں ہے بلکہ 'ارہاصِ حال' ہے۔ ضرورت کے طور پر ایک حال نے نفس میں گزر کیا۔ جیسا کہ عادۃً بھوکا آدمی مزیدار کھانوں کی دل ہی دل میں گفتگو کرتا ہے، اور پیاسے آدمی کی اکثر حدیثِ نفس مزیدار مشروبات کے بارے میں ہوتی ہے، اور مردِ بے عورت کی حدیثِ نفس محاسنِ نساء کے بارے میں ہوتی ہے، یا مجامعت کی صورتوں میں ہوتی ہے، مگر جوں ہی بھوکے نے کھانا کھایا اور پیاسے نے پانی پی لیا اور ناکتخدا (غیر شادی شدہ) کتخدا (شادی شدہ) ہوگیا تو وہ تمام خطرات دور ہو گئے۔ ایسے ہی غضب اور ندامت وغیرہما بعض احادیثِ نفس کو جوش میں لے آتے ہیں۔ اِسی طرح احوالِ الٰہیہ دلوں کو جنبش دیتے ہیں، اور وہ حدیثِ نفس کے کھینچنے میں فکر کے مشابہ ہیں اور اِس معاملہ میں بھی فکر کے مشابہ ہیں کہ اس کے وجود کا سبب اُمورِ عادت میں سے ایک امر ہے نہ کہ تعلیمِ الٰہی، قبیلِ تدلّی سے ___ اِسی شرط کی طرف شیخِ اکبرؒ نے اشارہ کیا ہے جب کہ انھوں نے کہا ہے: کل اعتبار یُخْرِجك إلیٰ الحق الخ ___ یہی وہ تحقیق ہے جس کی تحریر فی الحال میسّر آئی۔ والسلام والاکرام

---

[1] اِرہاص = سختی سے نچوڑنا

مکتوب

﴿۲۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی[7] کے نام

(بعض آیاتِ قرآنی کی تحقیق میں)

(ترجمہ عربی سے)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر برادرم میاں محمد عاشق سلّمہ اللہ۔
فقیر ولی اللہ عُفیَ عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے فضل و کرم سے درخواست ہے کہ وہ ہمارے اور آپ کے لیے عافیت کو دائم رکھے۔ آمین۔

امّا بعد — اللہ تعالیٰ قرآن عظیم کی دو سورتوں میں ابرار اور مقرّبین کے درمیان فرق بیان فرماتا ہے:

سورۃ ہَلْ اَتٰی (سورہ دہر) میں چشمۂ کافور اور چشمۂ زنجبیل کو اصالتًا مقربین کے لیے مقرّر فرماتا ہے، اور وہ شرابِ طہور کہ جس کی ملونی کافور و زنجبیل (سونٹھ) ہے۔ ابرار کو دیتا ہے۔ پھر سورۂ مُطفّفین میں چشمۂ تسنیم کو اصالتًا مُقرّبین کے لیے مقرر فرماتا ہے اور وہ شرابِ طہور جس کی ملونی تسنیم ہوگی، ابرار کو دیتا ہے۔ تم جانتے ہو کہ اِس میں کیا بھید ہے؟

جاننا چاہیے کہ کافور ایک چشمہ ہے جو اچھی خوشبو والا ہے اور اُس کے پینے میں کوئی کڑواہٹ نہیں ہے (اور یہ چشمہ' کافور) مقرّبین کی قوتِ عقلیہ کے کمال کی شکل ہے ___ وہ قوتِ عقلیہ جو رحمٰن کی طرف متوجّہ ہے اور جو پہنچنے والی ہے ایسی باتوں کے ایقان ویقین تک جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اِس طور پر کہ جس سے غیب' باب العیان میں سے (یعنی آنکھوں دیکھے حالات میں سے) ہو جائے۔

زنجبیل (سونٹھ) کہ اس کا ذائقہ حرّیف (چرپرا اور تیزی لیے ہوئے) ہے اور اُس حرّافت (یعنی چرپراہٹ) میں ایک لذّتِ عظیمہ ہے اور اس میں کوئی خوشبو نہیں ہے، یہ مقربین کی قوتِ عملیہ کے کمال کی صورت ہے۔ جو نفسِ بہیمیہ کو توڑنے اور اُس کی خواہشات سے لڑنے جھگڑنے کی طرف متوجہ ہے۔ مُقربین اِس مجادلے اور قضیے میں چرپراہٹ کے ساتھ ایک لذت پاتے ہیں۔

پس یہ کڑواہٹ اور لذع اللّسان (سوزشِ زبان) نفس کو توڑنے کی وجہ سے ہے اور اُس شدت کی وجہ سے ہے جس کو مُقرّبین کسرِ نفسی کے سلسلے میں جھیلتے اور برداشت کرتے ہیں اور لذّت 'نفسِ ملکیہ' کے غلبے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

بہرحال کافور کا اچھی خوشبو والا ہونا نہ کہ زنجبیل کا، اس لیے ہے کہ قُوتِ عقلیہ کو جب کمال حاصل ہو جاتا ہے تو اُس کے اندر عالم جبروت کا انکشاف داخل ہو جاتا ہے اگرچہ وہ اجمالی ہی کیوں نہ ہو ___ اور یہ چیز وہ غیب ہے۔ جو اپنے عالم شہادت والے وصف کے ساتھ قائم ہے جیسا کہ اچھی خوشبو بھی ایک ایسا غیب ہے جو ایک جسم کے ساتھ قائم ہے اور یہ شان قوتِ عملیہ کی نہیں ہے۔

بہرحال تسنیم ایک ایسا چشمہ ہے جو عالی مرتبہ ہے۔ اُس کو نہ تو کسی خوشبو کے ساتھ موصوف کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی ذائقے کے ساتھ ___ اس لیے کہ تسنیم مشتق ہے "سنام" سے اور سنام اُونٹ کے اعلٰے حصّے (یعنی کوہان) کو کہتے ہیں ___ اونچا مرتبہ

وہ ہے کہ جس میں غیب ظاہر ہو اور اس میں ایسا اَمر جلوہ گر ہو کہ جو 'لاکیف' سے مناسبت رکھتا ہو۔ جیسے کہ وہ ملاحت (نمکینی و خوبصورتی)، جو تناسبِ اعضاء سے پیدا ہوتی ہے نہ کہ رنگ وغیرہ سے ___ یہ جزوِ جبروتی کی صورت ہے جو نفسِ ناطقہ کے باطنِ باطن میں رکھی گئی ہے۔

عالمِ جنان (جنتوں کے عالم) میں اللہ تعالیٰ کے طریقوں اور عبادتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر وہ کمال جو نفس میں حاصل ہو اُس کی ایک مثال ہوتی ہے۔ ارتفاقات میں سے ہر نوع کے اندر، پینے اور کھانے وغیرہ کی چیزوں میں سے ___

جب صورتِ کمال نوعِ شراب میں ظاہر ہوئی تو واجب ہوا کہ قوتِ عقلیہ، قوتِ عملیہ اور جزوِ جبروتی میں سے ہر ایک کے لیے ایک صورت قرار دے دی جائے۔ یہ اصل ہے جو ایسے عارف پر منکشف ہوئی جس نے ہر عمل کی جزاء کو جان لیا ہے۔ جب اعمالِ مُقرّبہ اور اَعمالِ مُبعدِہ میں سے ہر نوع کے لیے عالمِ ملکوت اور عالمِ شیاطین کی طرف رجحان ہے اور عالمِ ملکوت کا مبداء فیاض کی طرف میلان ہے جو کہ اوّلِ سلسلۂ وجود ہے، اور عالمِ شیاطین کو مبدأ فیاض سے بہت زیادہ دوری ہے، ہر وہ چیز جس کو کسی چیز کی طرف میلانِ طبیعی ہوتا ہے، وہ اُسی چیز کے اندر مندرج (داخل) ہوتی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ابرار کے لیے ایک کتاب ہو کہ جس میں اُن کے اسماء لکھے ہوتے ہوں۔ یعنی اس میں اُن کی صورتیں چھپی ہوئی ہوں۔ اس حیثیت سے کہ اُنھوں نے اللہ سے قریب کرنیوالے اعمال کیے اور ضروری ہوا کہ یہ کتاب 'ملکوت' کے ایسے اعلیٰ مقام میں رکھی جائے جو جبروت سے ملا ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ○ وَ مَآ اَدْرٰكَ مَا عِلِّيُّوْنَ○ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ○ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ○ [المطففین ۱۸ـ۲۱]

"بیشک ابرار کی کتاب علّیین میں رکھی ہوئی ہے۔ اور اے مخاطَب

تجھے معلوم ہے کہ علّیین کیا ہے۔ ایسی کتاب جس میں ثواب لکھے ہوئے
ہیں اور مقربوں کے سامنے رہتی ہے۔"

یہ اس وجہ سے ہے کہ کتابت صورتِ اجمالی ہے، اُس چیز کی جو لکھی جائے، اور
یہ بھی ضروری ہوا کہ فُجّار کے لیے ایک کتاب ہو کہ اُس میں اُن کے اسماء لکھے ہوئے
ہوں یعنی اُس میں اُن کی صورتیں چھپی ہوں ـــــ اس حیثیت سے کہ اُنھوں نے
ایسے اعمال اختیار کیے جو اللہ اور جنّت سے بعید کرنے والے ہیں۔ اس لیے یہ
ضروری ہوا کہ کتابِ فُجّار ظلمات کے آخری کنارے میں رکھی جائے جو کہ مبدا فیاض سے
انتہائی دوری پر واقع ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

كلاّ إنَّ كتابَ الفُجّارِ لَفِي سِجّينٍ ○ وماادرٰك ما سجّين ○
كتابٌ مَرقومٌ ○ وَيلٌ يومئذٍ للمكذّبين ○ [المطفّفين ۷ ـ ۱۰]

"البتہ کتابِ فجّار سجّین میں ہے اور اے مخاطَب تو جانتا ہے کہ سجّین
کیا ہے؟ ایسی کتاب کہ جس میں اعمالِ بد لکھے ہوئے ہیں۔ خرابی ہے
اُس دن تکذیب کرنے والوں کے لیے)

اس معرفت کی ایک عظیم شان ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اُمید کرتے ہیں کہ وہ آپ
پر یہ معرفت کھول دے گا اور آپ کے انتباہ کے واسطے اتنا ہی کافی ہے۔

والسّلام

مکتوب

﴿۲۲﴾

شاہ محمدؒ عاشق پھلتیؒ کے نام

خواجہ محمد امین کشمیری کے ایک خواب کی تعبیر میں

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر برادرم میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں ۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور ہم اُس کی درگاہ میں اپنے لیے اور آپ کے لیے خیر و عافیت کی دعا کرتے ہیں ۔

امّا بعد ۔ خواجہ محمد امین نے اِن دنوں آپ کے اور میاں نور اللہ کے بارے میں ایک پُر از بشارت خواب دیکھا ۔ اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ دونوں اور خواجہ محمد امین ایک دلکشا میدان میں پہونچے ہیں کہ جس کا نام "اِمام الحرمین" ہے اور وہ آپ کے دادا حضرت شیخ محمدؒ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کی زمین ہے ۔ میاں نُور اللہ کے بعض اَسلاف بھی وہاں پر مدفون ہیں ۔ اُس جگہ پر بڑی بڑی نعمتیں کہ جن کی کیفیت معلوم نہیں، آپ دونوں کے لیے لائی گئی ہیں، اور میاں نور اللہ کے مقابلہ میں آپ کا حصّہ زیادہ ہے ۔ خواب دیکھنے والا سمجھ رہا ہے کہ اِن عظیم نعمتوں کی طرف آپ دونوں کی تخصیص کا سبب صاحبِ بُقعہ سے آپ دونوں کا انتساب ہے ۔ اِبنیّت کی جہت سے (یعنی

اولاد میں ہونے کے سبب سے) ــــــ خواب دیکھنے والے کے دل میں یہ بھی گذر رہا ہے کہ اتنی کثیر نعمتیں تو فرزندوں کو دی جارہی ہیں، دوسروں کو یہ بات کب میسّر آسکتی ہے۔ اِس کے بعد صاحبِ رویا (خواجہ محمد امین) نے میاں نُور اللہ سے پوچھا کہ اِس بقعہ کا امام الحرمین کے ساتھ موسوم ہونا کس وجہ سے ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ ہمارے بعض اجدادِ اعلیٰ میں سے کوئی صاحب حج کو گئے تھے اور امام الحرمین کے نام سے ملقّب ہوتے تھے۔ جب وہ اِس بقعہ میں مدفون ہوتے تو اِس بُقعہ کا نام بھی امامُ الحرمین ہوگیا۔

اِس کے بعد خواجہ محمد امین بیدار ہوئے اور اِس خواب کی حلاوت اور مٹھاس اُن کے حواس پر اِتنی اثر انداز ہوئی کہ وہ دیر تک بہت زیادہ خوش وخرّم رہے"ــــــ۔

یہاں خواجہ محمد امین کا کلام ختم ہوا۔

اِس خواب کی تعبیر جو میرے دل میں آئی ہے، وہ یہ ہے کہ امام الحرمین سے مراد ارواحِ مقرّبین کی اجتماع گاہ ہے۔ آپ دونوں کو اِس مقام سے حصّہ وافر پہونچا ہے اور یہ حصّہ معنوی فرزندی کی بناء پر ہے، چاہے وہ معنوی فرزندی نسبی فرزندی سے ملی ہوئی ہو یا نہ ہوــــــ

معنوی فرزندی کے یہ معنیٰ ہیں کہ یہ شخص اِن ارواح کے فیض کا نشیمن ہوگا، اور وہ ارواح اُس کو عالمِ شہادت میں مثل خویش واقربا کے جانتی ہیںــــــ اور کعبہ سے مراد تجلّیِ اعظم ہے۔

یہ جو کہا گیا کہ بعض اجداد حجِ کعبہ کو گئے تھے تو اِس سے مراد یہ ہے کہ وہ تجلّیِ اعظم سے متّصل ہوتے تھے، اور یہ جو کہا گیا کہ وہ اُس جگہ اِمام الحرمین کے لقب سے ملقّب ہوئے تو اِس سے مراد یہ ہے کہ تجلّیِ اعظم کے رُوبرو اُنھوں نے حظِّ وافر پایا تھا۔ اور یہ جو کہا گیا کہ جب وہ اِس جگہ مدفون ہوتے تو اِس جگہ کا نام بھی امامُ الحرمین مقرّر کر دیاــــــ اِس سے مراد یہ ہے کہ اِس اتصال کی وجہ سے جو اُن کی ارواح کی حقیقت کو تجلّیِ اعظم کے ساتھ

ہے۔ اُن کے اجساد و اجسام کو بھی ایک برکتِ عظیمہ حاصل ہو گئی۔

الغرض یہ رویائے صادقہ (سچا خواب) ہے، اور ان ارواح کی اُویسیت سے نصیبِ وافر پانے پر دلالت کرتا ہے۔ اِس طور پر کہ جس کو ہم نے معنوی فرزندی کے ساتھ موسوم کیا ہے۔

حمد اللہ ہی کے لیے ہے۔ شروع میں بھی آخر میں بھی، ظاہر میں بھی باطن میں بھی۔

مکتوب

﴿۲۳﴾

بنام

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

(شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کے اقوال سے متعلق ایک سوال کے جواب میں)

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور اپنے فضل وکرم سے آپ کو ایسے مرتبہ تک پہونچائے کہ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے قلب پر اُس کا خیال گزرا۔

امّا بعد ــــ آپ نے اپنے خط میں شیخ اکبرؒ کے اِس قول سے متعلق سوال کیا تھا۔

"کلّ حسدٍ لا ینتج همةً فعّالةً لا یعول علیه" ــــ

(جو حسد ہمّتِ فعّالہ پیدا نہ کرے، اُس پر اعتماد نہیں کیا جاتا")

اِس کلمہ کے معنی یہ ہیں کہ کبھی عارف کے دل پر ایک قسم کا غضب اور حبّ انتقام جو کہ صورۃً حسد سے مشابہ ہوتا ہے اِلقار کرتے ہیں، اور وہ سوراخ دار برتن کے مانند ارادۂ الٰہیہ کا مظہر ہو جاتا ہے، اور یہ عارف اِس موقع پر جوارحِ الٰہیّہ (ذرائعِ الٰہیہ) میں سے ایک جارحہ (یعنی ذریعہ) ہو جاتا ہے اور اُس شخصِ مخالف کے قتل و ہتکِ عزّت کی وجہ سے اُس عارف کا دامن آلودہ اور عیب دار نہیں ہوتا بلکہ یہ اُس کا غایت درجہ کمال ہے۔ کبھی بعض ذہنوں پر قوائے نفسانیہ کی گذرگاہ سے غیرت و حسد کے جذبات وخواہشات جوش مارتے ہیں، اور وہ اُن کو داعیۂ الٰہیّہ کی مثل سمجھتا ہے اور غلطی میں پڑ جاتا ہے۔۔ شیخِ اکبر محی الدّین ابن عربی رح جو کہ متمکّنان

میں سے ہیں، اِس جگہ ایک اور قاعدہ بیان کرتے ہیں۔ تاکہ اِس سے دونوں قسموں کے درمیان فرق کیا جاسکے ـــــ

فرماتے ہیں کہ اگر حسد اور غیرت کا جذبہ پیدا ہوا اور انتقام کی صورت خارج میں نہ پائی گئی تو یہ اِس بات کی علامت ہے کہ یہ شخص اُس جذبہ و داعیہ میں جوارحِ الٰہیہ میں سے جارحہ نہیں تھا۔ اور اگر صورتِ انتقام خارج میں متحقق ہوگئی لیکن احساس نہیں کیا کہ یہ اُس کی ہمت کا کام ہے تو وہ بھی جوارحِ الٰہیہ میں سے جارحہ کی قبیل سے نہیں ہے، بلکہ عالم ملکوت میں انتقام کی صورت متمثل ہوئی تھی۔ چونکہ اُس کے نفس کی تختی صاف تھی اس لیے صورتِ متمثلہ کو منامات اور واقعات (خوابوں) کے رنگ میں اِس لوحِ نفس نے قبول کرلیا ـــــ

اگر اُس کی عقل نے پیش قدمی کی تو وہ محض ایک خیال یا خواب ہوگا۔ اور اگر اُس کے قلب نے پیش دستی کی تو ہمتِ انتقام کا داعیہ مقرر کرنا ظاہر ہوگا ـــــ وہ جوارحِ الٰہیہ میں سے جارحہ نہیں ہے ـــــ اگر احساس کیا جائے کہ اُس کی ہی ہمت، عالم خوض، میں اُس فعل کی شکل و صورت بروئے کار لے آئی تو یہ جوارحِ الٰہیہ میں سے جارحہ ہے ـــــ یہ فرق بہت باریک ہے اور آپ کو اس میں غور و خوض کرنا ضروری ہے۔ آپ نے شیخ اکبرؒ کے اِس قول سے متعلق بھی دریافت کیا تھا۔

المكان اذا لم يكن مكانه لا يعول عليه

اِس کلمے کے معنی یہ ہیں کہ اگر کسی (کم مرتبہ) شخص کو ایک بلند مقام کسی عارف کی توجّہ کی وجہ سے، یا اس عارف کی کیفیتِ نفسانیہ کے اِنطباع و عکس کی وجہ سے اُس (کم مرتبہ) شخص کے نفس کے اندر دے دیا جائے تو اِس کیفیت پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے، اور اُس شخص کو اُس مقام کا متمکن نہیں شمار کرنا چاہیئے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کسی درویش کے سامنے بیٹھا اور اُس کو نوعیتِ کُلّی حاصل ہوگئی تو اُس کو اہلِ غیبت میں سے نہیں کہا جاسکتا۔ جب تک کہ بغیر کسی شخص کی توجّہ و توسّط کے خود اپنے نفسِ ناطقہ

کے سبب سے یا اپنے عین ثانیہ کے سبب سے یہ معنی اُس کو حاصل نہ ہوجائیں۔

شیخ اکبرؒ کے ان دونوں قولوں کے معنی سے متعلق جو کچھ اِس وقت ذہن میں تھا، یہی ہے۔ و العلم عند اللّٰہ تعالی (اور علم اللہ تعالیٰ ہی کے نزدیک ہے)

باقی یہ تحریر کرنا ہے کہ پورا سال اِسی خیال میں گزر جاتا ہے کہ ہم رمضان کا چلّہ اپنے خاص احباب کے ساتھ گزاریں اور آسودگی حاصل کریں۔ بہرحال اپنے کو معاف نہیں کرنا چاہیئے۔ (یعنی اِس میں میری کوتاہی بھی ہے) اللہ تعالیٰ اِس راستے کو آسان فرمائے گا۔ اُس کے فضلِ بے نہایت سے ہم یہی اُمید رکھتے ہیں۔

آپ سے مخاطبات اور مکاتبات کرنے سے دل کبھی سیر نہیں ہوتا، نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ لیکن ہم کیا کریں کہ اِن اوقات میں قاصدوں کے (بہ عجلت) جانے کا اتفاق عین تعطیلین کے درس کے وقت واقع ہوا۔ رات کو (قاصدوں) کے جانے کی خبر پہنچی، اور اُس وقت لکھنے کی طاقت نہیں پائی۔ اللہ تعالیٰ چھُپے ہوتے اور کھُلے ہوتے کو جانتا ہے۔

برخوردار (شیخ عبدالرحمٰن) کی شادی کا طے پانا مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نعمت ہائے ظاہرہ و باہرہ کو روز بروز زیادہ اور دوچند کرے۔ فقیر کا ارادہ آپ کے دیکھنے کے واسطے تمام حالات میں برابر رہتا ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی تقریب (شادی وغیرہ) رونما ہوئی تو وہ ارادہ زیادہ موکد ہوجائے گا، لیکن کیا کیا جاسکتا ہے۔ کبھی ہوائیں کشتیوں کی خواہش کے برخلاف بھی چلتی ہیں [1]

آپ ہمارے احوالِ ظاہرہ کی تفاصیل کو خوب جانتے ہیں۔ چلنا پھرنا بہت ناگوار گزرتا ہے۔ ہم کو معذور رکھنا چاہیئے۔

---

[1] یہ ابوالطیب المتنبی کے ایک مصرع کا ترجمہ ہے، پورا شعر یہ ہے:

و ما کلّ مَا یتمنّی المرءُ یُدرکُـہ
تجری الرّیاحُ بمَا لاتَشْتھي السُّفُنُ

مکتوب

﴿۲۴﴾

بنام

شیخ ابو طاہر گُردیؒ مدنی

(مکہ معظمہ سے ارسال کیا گیا)

(ترجمہ عربی سے)

ایسے سلاموں کے بعد کہ جن سے اخلاص کی خوشبوئیں برابر مہکتی اور پھیلتی رہیں۔ اور ایسی دعاؤں کے ہدیہ کے بعد کہ جن سے قبولیت کی صبح و شام چلنے والی ہوائیں جُدا نہیں ہوتیں ـــــ

یہ عریضہ ایک "عبدِ ضعیف" کی طرف سے ہے جس کو بہترین لطف و کرم اور بہت سی خوبیوں اور بھلائیوں والے نے اپنا غلام بنا لیا اور اس عظیم الحُسن اور عمیمُ الاحسان نے اپنا عاشق اور فریفتہ کر لیا ـــــ

(ترجمہ شعر عربی) "تم نے مجھ سے ملاطفت کر کے مجھ کو مجھ سے چھین لیا۔ میں تمہارے سوا کسی کو نہیں پہچانتا ہوں۔"

یہ عریضہ ایک ایسی شخصیت کی جناب میں ہے جس کے وصفِ کمال کو بیان کرنے سے زبانیں اور تعبیریں قاصر ہیں، اور جس کے جمال کی تعریف و توصیف کرنے سے تمام اسالیبِ بیان اور ساری تحریریں تنگ ہو گئیں۔ پس جو شخص اس کی مدح میں مبالغہ کرنے والا ہے، وہ محض عاجز اور گونگا ہے، اور اس کی مدح میں کوتاہی کرنیوالا نقصان اُٹھانے والا ہے۔ (ترجمہ شعر عربی) اُس کے اوصاف طرح طرح سے بیان

کرنے والوں پر ایک زمانہ گزر گیا اور اُس کے اندر وہ (خوبیاں) باقی رہیں جن کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ شیخنا و مخدومنا وقدوتُنا و مولانا، اکرم واعظم ـــــ اللہ تعالیٰ اُن کی زندگی کو پایدار کر کے علومِ دین کی زندگی کو دائم و قائم اور اُنکی رونق کو باقی رکھے۔ اُن کی عمر دراز کر کے معارفِ حق کی چمک دمک اور خوبصورتی و تازگی کو ہمیشہ ترو تازہ رکھے ـــ اِس کے بعد گزارش ہے کہ آپ کی توجہاتِ عالیہ کا یہ محتاج اور آپ کی دعاے مقبولہ پر اعتماد کرنے والا تمام خطرات سے مامون و محفوظ ہوکر اور تمام مکروہات سے صحیح و سالم رہ کر مکۂ معظمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً پہونچ گیا۔

ہاں! مگر آپ کا المِ فراق جس پر صبر نہیں ہوتا، مگر اِس طرح سے جیسے کہ ایک مصبور (مقید) آدمی صبر کرتا ہے۔ ایسی تسلی کے سوا کوئی تسلی نہیں ہے۔ جو ایک مغلوب و مقہور آدمی اپنے دل کو دے لیتا ہے۔

(ترجمہ شعر عربی) "خدا کی قسم اگر عشاق قسمیں کھائیں کہ ہم یومِ فراق کے قتیل ہیں تو وہ حانث نہیں ہوں گے۔"

اللہ ہی سے میری التجا ہے اور اُسی پر میرا بھروسا ہے اور وہ کھلے اور ڈھکے کا جاننے والا ہے۔

آپ سے امید قبولیت والے اوقات میں دعا کے لیے درخواست ہے اور وارداتِ پوشیدہ کے بارے میں اطلاع پانے کی طلب ہے۔ و الحمد للہ أولاً و آخراً

مکتوب

﴿۲۵﴾

حضرتِ شیخ ابوطاہر کُردی محدّث مدنیؒ

کے نام

(مکۂ معظمہ سے ارسال کیاگیا)

(ترجمہ عربی سے)

رحمت اور برکات کی پھواریں برابر پڑتی رہیں، اور عنایات و کرامات کے بادل پیہم برستے رہیں، اُس مقام پر جو اچھے اور کریم فرشتوں سے گھرا ہوا ہے اور جو موصوف ہے، انتہائی مجدو کرم کے ساتھ ــــ

وہ ایک ایسی ذات کا آستانہ ہے کہ جس میں صراحۃً نام لینا بہت بڑی بات سمجھتا ہوں۔ کیوں کہ وہ اپنی علامت اور نشانی کی وجہ سے متعیّن و متشخّص ہیں۔ وہ اِس سے مستغنی ہیں کہ اُن کا نام ذکر کیا جائے۔

(ترجمہ شعر عربی) "مجھے تو اس بات سے بھی غیرت آتی ہے کہ وہ میرے دل میں ہو کر گذرے، پھر بھی کیسی تعجب کی بات ہے کہ میں اُس کا زبان سے ذکر کرتا ہوں[۱]

وہ ذات جس کو میں اپنے دل میں حاضر پاتا ہوں، اُس کا خیال میرے دل سے دُور نہیں ہوتا ہے۔ میں اُس کو اپنی آنکھوں میں متمثّل و متشکّل پاتا ہوں۔ پس اُس کی گم گشتگی مجھے نہ تو مصیبت میں ڈالتی ہے اور نہ شک میں ــــ

---

[۱] : ایک فارسی شاعر نے بھی اِس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے ـ

غیرت از چشم برم روے تو دیدن ندہم ✦ گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

والا مناقب حضرت شیخنا وقدوتنا ومولانا !

(ترجمہ شعر عربی) اے پناہ گاہِ اہلِ زمانہ آپ بقائے دہر تک زندہ رہیں اور یہ وہ دعا ہے جو تمام مخلوقات کو شامل ہے۔

آپ کی توجہات کا یہ محتاج، اور آپ کی دعاؤں پر اطمینان کرنے والا اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے۔ تمام ظاہری و باطنی امور میں، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اُن نعمتوں کے بارے میں کہ جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا، اور جن کی انتہا و غایت کا بیان نہیں کیا جا سکتا ہے۔ منجملہ اُن نعمتوں کے مکہ معظمہ میں رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور مسجدِ حرام میں عشرۂ آخر کا اعتکاف کرنا ہے۔

شیخ عمر مینا جو خادم بیت اللہ ہیں، مجھ سے بیان کیا ـــــ اللہ تعالیٰ اُن کو خوش رکھے جیسا کہ اُنھوں نے مجھ کو اچھی خبر سنا کر خوش کر دیا ـــــ کہ اُنھوں نے حج کے زمانے میں آپ کے قیام کے لیے ایک مکان مہیا کیا ہے، اور وہ ایام حج میں آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں۔

(ترجمہ شعر عربی) "مجھے اِس خبر کے سننے سے پانی خوشگوار معلوم ہونے لگا۔ اِس سے پہلے قریب تھا کہ فُرات کے پانی سے بھی مجھے پھندا لگ جائے۔"

اللہ تعالیٰ میری اور شیخ عمر کی یہ آرزو پوری کر دے۔ بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے اور دعاؤں کے قبول کرنے کے لائق ہے۔

میں آپ سے سفر اور حضر میں سلامتی کی دعا، اور ایسی عافیت کی دعا کا طالب ہوں، جس کے بعد کوئی مصیبت پیش نہ آئے، اور ایسی رحمت کا طالب ہوں، جس کے بعد کوئی عذاب یا عتاب نہ ہو۔

والسلام والاکرام

مکتوب

﴿۲۶﴾

حضرت شیخ ابو طاہر کُردی محدّث مدنیؒ

کے نام

(مکہ معظمہ سے ارسال کیا گیا)

(ترجمہ عربی سے)

یہ احقر النّاس جو کچھ بھی حیثیت اور حقیقت نہیں رکھتا۔ سلاموں کے ایسے تحفے پیش کرتا ہے جن کی جڑیں خالص محبّت کی زمین میں جمی ہوئی اور شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں، اور ایسی دعائیں پیش کرتا ہے کہ جن کے ستون رحمتِ خاصّہ کی اصل (مرکز) میں قائم ہیں اور جن کی چھتیں انتہائی اُونچی ہیں ـــــ ایسے مقام کی طرف جو اُن ملائکہ سے گھرا ہوا ہے۔ جو تسبیح و تمجید کرتے رہتے ہیں، اور اس درگاہ کی طرف جو کہ لا یَشقیٰ جَلیسھُم[1] کی صفت سے موصوف ہے، اگرچہ اُس درگاہ کا ہم مجلس ہٹا دینے اور دور کر دینے ہی کا مستحق کیوں نہ ہو ـــــ

اس درگاہ کے مرکز کا دائرہ ایک ایسا مضبوط کڑا ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا۔ جس نے "عُروۂ وُثقیٰ" کو پکڑا۔ وہ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت یاب ہوا، اور اُن کی محفل ایک ایسی رسّی کے مشابہ ہے جو ٹوٹتی نہیں ہے۔ جس نے اُس رسّی کو پکڑا، اُس رسی نے اُس کو طریقِ سنّت اور سیدھے راستے کی طرف پہنچا دیا ـــــ

---

[1] ھُم قومٌ لا یُشقیٰ جلیسھُم (الحدیث)

(یہ ایسی قوم ہے جس کا ہم نشیں شقی اور بد نصیب نہیں ہوتا۔)

(ترجمہ شعر عربی) "زیادہ مبالغہ کے ساتھ مدح کرنے والا بھی اُن کے خصائص کو نہیں پا سکتا۔ اگرچہ وہ مدح کرنے میں آگے بڑھ جانے والا ہی کیوں نہ ہو"

شیخنا و قدوتنا و مخدومنا و مولانا ________ اللہ تعالیٰ اُن کے مجد اور بزرگی کو قائم رکھے اور صبح و شام بڑھائے، اور اُن کی ذات کو ہمیشہ اُس شخص کی پناہ گاہ بنائے رکھے جو اُن کے ملازمِ صحبت ہو اور اُن پر اعتماد رکھے۔

اما بعد! آپ کی توجہات کا یہ محتاج اور آپ کی دعاؤں پر اعتماد کرنے والا اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اُس کی ظاہری و باطنی نعمتوں پر کہ جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا، اور اللہ کی تعریف کرتا ہے عوارف کے بہتے ہوئے اِن صاف چشموں پر جن کو نہ گنا جا سکتا ہے اور نہ جن کے گننے کی اُمید کی جا سکتی ہے۔ ہم آپ سے اِن نعمتوں میں زیادتی کے واسطے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ نیز قدیم و جدید نعمتوں کے ہمیشہ باقی رہنے کی دُعا بھی چاہتے ہیں۔

والسّلام والاکرام

مکتوب

﴿۲۷﴾

ایک عزیز کے نام

(ترجمہ عربی سے)

اے بھائی! علماء کی صحبت و خدمت غنیمت ہے اور اُمراء و حکّام کے پاس بیٹھنا مُضر ہے ــــ اللہ کی اطاعت میں مُواظبت کا دھیان رکھو اور اُس کی عبادت کا اہتمام کرو ــــ

جاننا چاہیئے کہ کھیل کود میں پڑنے سے حسرت کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا اور کثرت سے ہنسی ٹھٹھا کرنا دل میں سختی پیدا کرتا ہے۔ اپنے اوقات کو فضول اور بیکار باتوں میں ضائع کرنے سے بچو ــــ

تم کب تک کارِ خیر کو چھوڑ کر پیچھے کو ہٹتے رہو گے اور اُس چیز کا اہتمام نہیں کرو گے جو تمہارے سامنے آنے والی ہے (یعنی آخرت)

آدمیوں میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو (نصیحت کو) سُنے اور اُس کو یاد رکھے اور جس بات کا دعویٰ کرے اُس کو ثابت کر دکھائے۔

والسّلام

مکتوب

﴿۲۸﴾

احباب کے نام

(مواعظ و نصائح)

(ترجمہ عربی سے)

۔زمانہ بدل گیا۔ گھاٹ مکدّر (گدلے) ہو گئے ـــــ ہر وہ شخص جو بظاہر مسلمانوں کا سا لباس پہنے ہوئے ہے، ضروری نہیں کہ وہ مسلمان بھی ہو ـــــ اور ہر وہ چیز جس کا ایک انسان اپنے لیے دعویٰ کرتا ہے اُس کا ثابت اور مُسلّم ہو جانا ضروری نہیں ہے۔ پس تم پانچ قسم کے آدمیوں سے پرہیز کرو۔ اس لیے کہ یہ پانچوں حقیقت میں ایک بن مانس کی طرح ہیں :۔

(۱) خواہ مخواہ کی جذباتی اور جوشیلی باتیں کرنیوالا صوفی ـــ جو اپنے اوپر سے تکلیف اُٹھا لینے کے لیے حیلہ کرتا ہے (یعنی غیر مکلّف بننے کی تدبیر کرتا ہے) اور اپنے کام کے جاری ہونے کی جگہ، ٹھہرنے کے وقت نہیں ٹھہرتا ہے ـــ (۲) وہ معقولی (فلسفی و منطقی)، جو جھگڑالو ہو اور شکوک و اوہام کے فتنوں کو بھڑکاتا ہو، اور وہ عزیز علاّم (اللہ تعالیٰ) کے احکام کا مُطیع نہ ہو ـــ (۳) وہ فقیہ جو احادیث میں سے صرف وہ احادیث نکالنا پسند کرتا ہے۔ جو اُس کے ائمّہ کے اقوال پر منطبق ہوتی ہوں، اور حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کے لیے جو وضاحت فرمائی ہے، اُس کا اِتّباع نہ کرتا ہو ـــ (۴) ایسا زاہدِ خشک جو اپنے مسلک میں تشدّد کرتا ہے۔ گویا کہ رخصت اُس کے کھلیان اور ذخیرے میں ہے ہی نہیں ـــ (۵) ایسا غنی جو سرکش ہو اور عجمیوں کی ہئیت و شکل اختیار کر کے سرداروں کی شمشیر زنی میں داخل و شامل ہوتا ہو ـــــ

مکتوب

﴿۲۹﴾

میر عبداللہ قاریؒ

کے نام

سیادت و نقابت مرتبت، فضائل منقبت میر عبداللہ قاری سلمہ اللہ۔

فقیر ولی اللہ عفیٰ عنہ کی جانب سے سلامِ محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی جناب میں آپ کی دینا و آخرت میں عافیت کی درخواست ہے۔

ایک مدّت ہوگئی کہ آپ کے احوالِ خیریت تاِل معلوم نہیں ہوتے۔ دل منتظر ہے۔ خلاصۂ تحریر یہ ہے کہ لطیفۂ انسانیہ کی سلامتی، جوکہ یادداشت کے ساتھ اشتغالِ قلب اور وظائفِ طاعات کے ساتھ اشغالِ احوال پر موقوف ہے، سلامتیِ معاش اور سلامتیِ بدن پر مقدم رکھنا چاہیئے۔ سلامتیِ لطیفۂ انسانیہ کو اپنا قبلۂ ہمت اور نصب العین بنانا چاہیئے، اور سلامتیِ معاش میں ضرورت کے مطابق مشغول ہونا چاہیئے۔

و الحمد للہ أولاً و آخراً۔

مکتوب

﴿۳۰﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(ترجمہ عربی سے)

اللہ تعالیٰ اپنے تحفۂ اکرام کے ساتھ ہمیں اور آپ کو دنیا اور آخرت میں زندہ رکھے اور ہمیں اور آپ کو اپنی درگاہ کے مُقرّبین کے ساتھ حظیرۃُ القدس میں جمع کرے

علم ایک نقطہ ہے، جاہلوں نے اُسے بڑھا دیا۔ یعنی علمِ تصوّف نام ہے حقیقتِ فردانیہ کی طرف توجّہ کا ـــــ اور اب تصوّف اُن استعدادات کا نام ہے جو کہ صورتوں اور مادّوں کے خلط ملط سے پیدا ہوتی ہے، اور اُن حالات کا نام ہے جو نفوس پر روز بروز پےَ درپےَ آتے رہتے ہیں۔ جن کا سلسلہ یومُ المعَاد والمیعاد (روزِ قیامت) تک رہے گا، اور جو بہت زیادہ ہیں اور اتنے مختلف ہیں کہ اُن کے اختلاف کا شمار اور احاطہ نہیں کیا جاسکتا ـــــ و الحمد للہ أولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً

مکتوب

﴿۳۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(سوالات کے جواب میں)

اللہ تعالیٰ اپنے لطف و مہربانی سے ہمیں اور آپ کو زندہ رکھے اور حظیرۃُ القدس میں ٹھکانا دے۔

امّا بعد ـــ آپ نے لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص خواب میں کسی ایسے ولی کو جو ظاہراً و باطناً کمالِ شرع کے ساتھ موصوف ہو، غیر مشروع وضع و لباس میں دیکھے تو اس میں کیا راز ہوگا؟ در آں حالیکہ خواب کا دیکھنے والا خوبیٔ شرع سے مُزیّن ہے۔

جاننا چاہیئے کہ ایک ہی خواب خصوصیات کے اعتبار سے مختلف تعبیریں رکھتا ہے اور اِس بارے میں حکمِ کلّی لگانا دُرست نہیں ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خیال بعض اوضاع سے ایسے معنیٔ اجمالی نکال لیتا ہے کہ اُس سے مستصحب (مصاحب) عادتِ زمانہ و عاداتِ شہر کے مطابق ہوتا ہے، اور اُسی بعضِ اوضاع کو اُس معنیٔ اِجمالی کا آشیانہ بنالیتا ہے۔ جیسا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ اُس نے (عالمِ رویاؔ میں) حضرتِ علی کرّم اللہ وَجہہ کو اِس زمانے کے سپاہیوں کی وضع میں دیکھا ہے۔ اُن کی داڑھی چھوٹی اور مونچھیں بڑی بڑی تھیں ـــ اور یہ وضع عادتِ زمانہ کے لحاظ سے صورتِ شجاعت و پہلوانی ہے ـــ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اِس خواب دیکھنے والے کے اندر بعض حیثیات سے کوئی کمی ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ اکثر حالات میں صفتِ صلاح و تقویٰ

کے ساتھ متّصف ہو۔۔۔ وہ خواب میں کسی ایک بزرگ کی روح کو اُسی صفتِ (ناقصہ) کے ساتھ دیکھتا ہے جو خود اُس کے اندر ہے اور یہ روح اس خواب میں اس صورت کے لیے آئینے کے مانند بن جاتی ہے۔ جیسا کہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کو مریض دیکھا، اور اِس خواب کی تعبیر، خود اُس کے دیکھنے والے کا شرعِ شریف کے ساتھ ضعفِ اعتقاد تھی۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی بزرگ کے (عمدہ و اعلیٰ) طریقہ میں کوئی خلل یا نقصان واقع ہو جاتا ہے اور خواب دیکھنے والا اس نقصان اور فتور کو اُس بزرگ کی شخصیت میں دیکھتا ہے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ شیخ صدرالدّین قونویؒ نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں وفات پائے ہوئے دیکھا۔ اِس خواب کی تعبیر خلافتِ عباسیہ کا خاتمہ اور آفاق میں فتنۂ چنگیزیہ کا ظہور تھی۔۔۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شربِ خمر اور سرمستی سے جذبہ کی طرف اشارہ وکنایہ ہوتا ہے اور کبھی وہ صفت اِس دیکھنے والے کے بعض اقارب میں ظاہر ہوتی ہے، جیسا کہ کتاب شرح السنّتہ میں مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ اُس نے اپنی بعض محرم عورتوں سے نکاح کیا ہے تو اس کی تعبیر اُن محارم سے (جو عورتیں قرابت یا رابطہ رکھتی ہوں) اُن میں سے بعض عورتوں سے نکاح کرنا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ خواب کو مذکورہ بالا محامل میں سے کسی ایک محمل پر رکھنا چاہیئے۔

والسّلام

مکتوب

﴿۳۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

ایک حدیث کے معنیٰ و مطلب کے بیان میں

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر برادرم میاں محمد عاشق سلّمہ اللہ۔

اپنی انتہائی مرادات پر فائز رہ کر فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام محبت مشام مطالعہ کریں۔

عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے ـــــ آپ کا رقیمۂ کریمہ پہونچا اور وہ سوال پڑھا جس میں حدیث الا أستحي من رجل تستحي منه الملئكة ـــ (میں اُس شخص سے کیوں نہ حیا کروں جس سے ملائکہ حیا کرتے ہیں) کے متعلّق لکھا تھا۔

جاننا چاہیئے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ حیا لغت میں نفسِ شہویہ اور نفسِ سبعیہ کی خواہشات سے نفس کا منکسر ہونا ہے۔ نفسِ شہویہ و نفسِ سبعیہ کے اسباب کے اجتماع کے وقت ایمان کی مضبوط رسّی کو اچھی طرح تھامنے کے سبب سے ـــــ اس کی تفسیر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قولِ مبارک کرتا ہے:

من إسْتَحيٰ مِنَ اللّٰهِ حَقّ الحَياء فليَحْفظ الرّأسُ وَ مَا حوى و ليحفظِ البَطْنَ وَ مَا وعىٰ

"جو حیا کرے اللہ سے پورے طریقے سے اُسے چاہیئے کہ محفوظ

رکھے سر کو اور اُس کو بھی کہ جس کو سر گھیرے ہوئے ہے، اور
چاہیئے کہ حفاظت کرے بطن (پیٹ) کی اور اس چیز کی جس کو
پیٹ اپنے اندر جمع کرے۔"

اور یہ حیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں اکمل طریقے پر پائی جاتی تھی[۱]۔ اسی لیے وہ تقاضائے غضب و شہوت کی زیادتی کے وقت ان قوتوں کے جاری کرنے سے باز رہے۔ نیز حضرت عثمانؓ سے منقول ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت میں بھی زنا اور شراب نوشی کے مرتکب نہیں ہوئے، اور شہادت کے وقت اُن سے صبرِ عظیم ظہور میں آیا۔ اور ملائکہ کے حیا کرنے سے مراد لغزشوں پر مواخذہ کرنا ہے۔ جو شخص کہ صفتِ حیا کمال کے ساتھ رکھتا ہے اگر اُس سے کوئی خطا یا لغزش وجود میں آتی ہے تو ملائکہ اُس کے لکھنے اور اس پر مواخذہ کرنے سے حیا کرتے ہیں۔ پوری پوری جزاء کی وجہ سے۔ اس لیے کہ اس قسم کے گمان کے امور اور تصور سے بھی اُس کے نفس کا انکسار راسخ اور مضبوط ہو گیا ہے۔

والسلام

۱: حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ایک اور حدیث اس طرح ہے:

عثمان حيّ تستحي منه الملئكة (رواهُ ابن عساكر)

("عثمانؓ بہت حیادار ہیں۔ اُن سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔" اس کو ابن عساکر نے روایت کیا)

مکتوب

﴿۳۳﴾

مخدوم محمّد معین ٹھٹھوی (سندھی)
کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تبارک و تعالےٰ آں عزیز القدر کی ذاتِ بابرکات کو، جو کہ جلیل المقام ہیں، در مقاماتِ کرام کے حصۂ وافر اور نصیبِ اعلیٰ سے کامیاب ہیں۔ جو قدوۂ علماء راسخین اور اُسوۂ کُبرائے محققین ہیں، اُن مراداتِ عظیمہ پر جن کو آں نادر الآفاق کی ہمت عالیہ اور عزمِ بلند چاہتے ہیں، بہرہ مند اور کامیاب کرکے باعثِ ہدایتِ جمیع خلق اللہ اور تمام افرادِ بنی آدم کی رُشد و ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔ اپنے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کی آل و اصحابِ امجاد رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طفیل میں ـــــ امابعد! اس فقیر کی جانب سے ہزاروں دعاؤں اور طرح طرح کے سلام اور مبارکبادوں کے تحفوں کے بعد معروض ہے کہ نامۂ گرامی نے بڑے انتظار کے بعد ورود فرمایا، اور اس نے اُن حالات کا اظہار کیا، جن کا انجام ان شاء اللہ بخیر ہوگا ـــ اگرچہ یہ فقیر اکثر اوقات آپ کی خیر و عافیت کا جویاں اور پیٹھ پیچھے دعاءِ خیر کرنے والا رہتا ہے لیکن ظاہری حیثیت سے قاصدوں کی کمی کی وجہ سے اور آپ کے کسی جانب سفر کرنے کے قصد کی عدم اطلاع کی بناء پر

اخلاص ناموں کے لکھنے سے قاصر و کوتاہ عمل ہے۔ آپ کی جو محبت دل میں قائم ہے وہ تغیر و تبدل کے عیب سے دور ہے، اور اِرسال و عدم ارسالِ خطوط، محبت کے نزدیک برابر ہے۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ ہم سب احباب محض اللہ تعالےٰ کے فضل و مہربانی سے جو بغیر کسی سبب کے ہوتی ہے۔ حظیرۃ القدس میں "ملیکِ مقتدر" کے نزدیک اپنی آرزوؤں کے مطابق پہونچ کر مطمئن اور آسودہ دل ہوں گے، اور یہ محبت اسی طرح باقی رہے گی۔

(ترجمہ شعر عربی) "چھوٹے چھوٹے پہاڑ عامل کی کوشش سے ٹل سکتے ہیں مگر میری محبت ٹل نہیں سکتی"۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ غلبۂ مرضِ بواسیر، ضبطِ جاگیر، مرضِ قرۃ العین اور آپس کے تنازع کی اطلاع نے عجیب قسم کی تفصیلات میں مبتلا کر دیا —

و إلى الله المشتكىٰ و هو المستعان

ہر چند یہ بات مجھے معلوم ہے کہ اِس طائفۂ عالیہ (صوفیہ) کو ایلام (اُلَم رسانی) دوسروں کے ایلام کے برخلاف (اللہ کا) ایک انعام ہے جس کو اغیار کی نظرِ بد سے بچانے کے لیے بصورتِ ایلام متصوّر و متشکّل کر دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود دعا کی گئی اور کی جاتی ہے۔ اکرمُ الأکرمین درجۂ قبولیت تک پہنچائے۔

والسّلام

مکتوب

﴿۳۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

اللہ تعالےٰ ہمارے فاضل و عارف بھائی محمد عاشق کو اپنے مزید انعام ظاہری و باطنی سے مکرّم و معزّز فرمائے۔

ایام عُرس سے ہم برابر آپ کی ملاقات کے مشتاق و منتظر ہیں۔ اس لیے جو محبتِ روحانیہ مناسبتِ ارواح سے پیدا ہوتی ہے وہ محبتِ خارجہ سے زیادہ شدید ہوتی ہے، اور حدیث کی رُو سے ارواح جنودِ مُجنّدہ ہیں ___ (یعنی جمع کیے ہوئے لشکر ہیں) ___

ہم اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتے ہیں کہ وہ اِس انتظار شدید کے بعد آپ کی ملاقات اور دیدار سے بہجت و سُرور عطا کرے گا ___ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ فرمائے۔ درحقیقت ہمارے لیے کوئی راستہ مخلوق کی طرف حالاً و وجداناً نہیں کھولا گیا ہے۔ پس تقاضائے امانتِ معرفت یہ ہے کہ اِس میں زیادہ غور و فکر نہ کریں، اور ادبِ رُبوبیت کا مقتضا یہ ہے کہ ہم اُس کی بھی طلب و تلاش نہ کریں کہ حضرتِ فیّاض نے تقاسیمِ رحمت میں ہمارے واسطے کیا مقرر کیا ہے؟

مکتوب

(۳۵)

شاہ نور اللہ بڈھانویؒ کے نام

(اُن کی ایک عرضداشت کے جواب میں)

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر نور اللہ نوّرہُ اللہ ـــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام مطالعہ کریں ـــ

عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔ آپ کا مکتوب پہنچا۔ اُس میں آپ نے لکھا تھا کہ اپنے اندر ایک ایسا نقطہ پایا جاتا ہے کہ اُس کو ذاتِ مبدأ فیاض کے ساتھ مشہور و مُتعارف نسبتوں میں سے یعنی عینیت، غیریت، مظہریت اور مجعولیت میں سے کسی نسبت کا نام نہیں دیا جا سکتا، اور ذاتِ مبداء کے ساتھ اس نقطے کی معرفت کو تیقّظ (جاگنے) و تنبّہ (چیتنے) سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، نہ کہ شہود و فنا سے۔ اس لیئے کہ یہ معرفت حادث نہیں ہے اور یہ ہم سے کبھی جدا نہ تھی اور نہ ہوگی ـــ

جاننا چاہیئے کہ یہ نقطہ جو آپ کی نظر میں آیا ہے۔ وہی "حجرِ بُہت" ہے۔ اصل میں لغت کے اندر "حجرِ بہت" سے مُراد وہ پتھر ہے جو تحفے کے طور پر اُمراء اور ملوک کے سامنے لاتے ہیں۔ وہ پتھر ایک عجیب جسم ہوتا ہے کہ نہ تو اُس کو پتھر ہی کہا جا سکتا ہے اور نہ لکڑی اور نہ مُتعارف ناموں میں سے اُس کا کوئی نام رکھا جا سکتا ہے۔ پس شیخِ اکبر محی الدّین ابنِ عربیؒ نے اِس نقطہ کو حجرِ بُہت کہا۔ اِس لیے کہ یہ دیکھنے والے

کو اپنی حقیقت سے عاجز کر دیتا ہے [1] جس طرح مذکورہ پتھر کا جسم ناظر کو عاجز (مبہوت) کر دیتا ہے۔ حق یہ ہے کہ اس کو (حجرِ بہت کو) ذاتِ فیاض کے ساتھ مجہول الکیفیت نسبت ہے اور اُس کی حقیقت کا سمجھنا اور اِس نسبت سے منسوب ہونا اس فقیر (ولی اللہ) کے معارفِ مختصّہ میں سے ہے لیکن اِس معنی کی تشریح ایک طول رکھتی ہے، اور اِس وقت اُس کا بیان کرنا آپ کو فائدہ نہ دے گا۔ اِس منزل میں آپ کی ثابت قدمی اور جماؤ ہو جانے کے بعد اُس کو بیان کیا جا سکتا ہے۔

آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ وجودِ واجب باری عینِ ذاتِ واجب باری نہیں ہے۔ پس اگر عارف ماوراء الوراء کا قائل ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ چونکہ اسکی معرفت تیقّظ کے سوا کچھ نہیں ہے اور تیقُّظ کو 'یافت' نہیں کہا جا سکتا، (آپ کو) جاننا چاہیئے کہ اگرچہ یہ وجود ذات کا غیر نظر آ رہا ہے، تو یہ ذاتِ واجب کی تجلیِ اعظم ہے۔ اور اس کا ذات سے ظاہر ہونے کا طریقہ بھی اس فقیر کے معارفِ خاصّہ میں سے ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو مجالسِ ملاقات میں پورے طریقے پر اِس بارے میں تقریر کی جائے گی۔

والسّلام

---

[1] ایسا ہی ایک پتھر احمد آباد گجرات میں حضرت شاہ عالم گجراتی کی درگاہ میں محفوظ ہے، جس کے بارے میں روایات یہ ہیں کہ اندھیرے میں حضرت کو ٹھوکر کسی شے سے لگی اور زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "لوہا ہے یا لکڑ ہے یا پتھر ہے کیا ہے؟" چنانچہ وہ چیز ایسی ہو گئی کہ اس پر ان تینوں کا گمان ہوتا ہے۔

مکتوب

﴿۳۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ ___

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام محبت مشام مطالعہ کریں ___

اگرچہ دو تین ماہ ہو رہے ہیں کہ ظاہری بیماریوں سے جو کبھی اپنے بدن پر اور کبھی برخوردار محمد کے بدن پر واقع ہوتی ہیں، سختی جھیلی جا رہی ہے اور باطنی بیماریوں نے بھی مجھے کتنے کچھ قلق دیے ہیں۔ ان امراض باطنی سے میری مراد وہ تشویشِ انعکاسی ہے جو اہلِ آفاق (اہل دنیا) کی طرف سے بطریقِ انعکاس میرے دل پر زنگ لگا رہی ہے ___ یہ دونوں ظاہری و باطنی امراض اس عاجزِ مسکین کو گھیرے ہوئے ہیں، لیکن اس کے باوجود ان امور کو مکاتیب نہ لکھنے کے عذر میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے کہ علاقۂ محبت جو ازل سے ابد تک جاری و ساری ہے، ان امورِ مذکورہ کے ہوتے ہوئے بھی ترکِ مکاتیب کی کب اجازت دیتا ہے۔ بلکہ المکاتبة نصف الملاقات (مراسلت نصف ملاقات ہوتی ہے) کی رُو سے علاقۂ محبت کثرت سے خط و کتابت کرنے کا تقاضا کرتا ہے تاکہ ایسی گفتگو اور ملاقات کے باعث جو مراسلت کے ضمن میں پائی جاتی ہے، بیماریوں کی تکلیف تھوڑی دیر کے لیے دور ہو جائے۔ لیکن

بے تکلفی کی بات یہ ہے کہ کبھی ہوائیں ایسے رُخ پر اور اِس طرح سے چلتی ہیں کہ جن کو کشتیاں نہیں چاہتیں[1] میرا دل ہمیشہ ملاقات کا خواہاں رہتا ہے۔ اور ملاقات نہ ہو تو مکاتبت کا خواستگار ہوتا ہے۔ ایسے عارضی اتفاقات جو ارادۂ قلبی کے مطابق نہیں ہوتے، بسا اوقات مقصود سے ہٹاتے ہیں۔ یہ جو کچھ لکھا گیا حقیقتُ الامر کا بیان ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقولے: عرفت ربیّ بفسخ العزائم (میں نے اپنے رب کو ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا) کی حقیقت کا اظہار ہے۔

الحاصل اب اِس قصّے کو مختصر کرتا ہوں۔ ایک بڑا قصہ یہ ہے کہ عُرس کے وقت ہم آپ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے، اور ملاقات میسّر نہیں ہوئی۔ اب تک ہم اس کا قلق اور اشتیاق رکھتے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ انتظار جلد ختم ہو جائے، اور اللہ کرے کہ رمضان شریف میں آپ کے دیدار سے ہم آسُودہ خاطر ہوں۔

والسّلام

---

[1] - تجري الرياح بما لاتشتهي السفن (المتنبّي)

مکتوب

﴿۳۷﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(ایک سوال کا جواب)

حقائق و معارف آگاہ برادرِ عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ ——
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام محبت مشام مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اللہ تعالیٰ سے آپ کی عافیت و سلامتی مطلوب ہے۔ مکتوبِ بہجت اُسلوب پہنچا۔ آپ نے اُس میں لکھا تھا کہ "عارف جو کچھ ادراک کرتا ہے خود اپنے اندر سے ادراک کرتا ہے" ——
جاننا چاہیئے کہ یہ معرفت صحیح ہے لیکن ایک تفصیل چاہتی ہے۔
معرفت دو قسم کی ہوتی ہے: اوّلی و ثانوی
پس اوّلاً اور بالذّات جو کچھ عارف پر کُھلتا ہے، وہ اس کے اجمالی لطائف ہیں، جو نفسِ جُزئیّہ کے اندر ہوتے ہیں۔ اور ان حقائق تفصیلیہ واجبیّہ وامکانیہ کے مقابلے میں ہوتے ہیں جو نفسِ کُلیّہ کے اندر متحقق ہیں، عارف کے اندر تجلیِ اعظم کا جو شہود ہوتا ہے، وہ اُس کے لطائف میں سے ایک لطیفہ کا ظہور ہے۔ جو کہ حجرِ بُہت سے موسوم کیا جاتا ہے، اور جو اس عارف کا مشاہدۂ ارواح ہے وہ

بھی اُس کے رقائق (لطائف) میں سے کسی رقیقہ (لطیفہ) کا ظہور ہے۔ جو ارواح کے مقابلے میں واقع ہوتا ہے لیکن جب یہ لطائفِ اجمالیہ اور رقوم مستجنہ حقائق خارجیہ سے کسی قسم کا اتّحاد پیدا کر لیتے ہیں تو ثانیاً و بالعرض اُن حقائق کی معرفت بھی حاصل ہوتی ہے اور عارف یہ جو سمجھ رہا ہے کہ ان حقائق کو جانتا ہے تو یہ نہ تو مثل ادراکاتِ عرفانیہ کے خطا ہے اور نہ جہلِ مرکّب ہے۔ یہ ادراکاتِ عرفانیہ ان آنکھ کی بیماریوں کے مانند نہیں ہیں جن کو اطبا نے (کتبِ طب میں) بیان کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ روحِ کدورت آنکھ میں پیدا ہوتی ہے اور مریض سمجھتا ہے کہ اُس کے سامنے کدورت (گدلا پن) ہے۔ حالانکہ کوئی کدورت اور گدلا پن اس کے سامنے نہیں ہے۔ (دراصل آنکھ ہی میں کدورت ہے۔) یا ایسا ہوتا ہے کہ سُرخ نقطے یا کالے نقطے روحِ چشم کے قوام میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور مریض جانتا ہے کہ فضا سُرخ اور کالے نقطوں سے بھری ہوئی ہے۔ حالانکہ فضا میں کوئی نقطہ نہیں ہے۔

(ترجمہ شعرِ عربی) "اگر تو (مذکورہ بالا) دونوں باتیں کہے تو صحیح کہتا ہے — دراں حالیکہ تو معارف کے اندر امام اور سردار ہے۔"

والسّلام

مکتوب

﴿۳۸﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ ـــ
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔
نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ میں آپ کی سلامتی مطلوب ہے۔ دل پورے طریقے پر اِس بات کا خواہاں ہے کہ جلد از جلد باحسنِ وجہ آپ سے ملاقات ہوجاتے۔ اللہ تعالیٰ اس دعا کو جو کہ سُوالِ حال کے ساتھ ہے اور جو سوالِ قال سے زیادہ فصیح ہے، اجابت و قبولیت سے مشرف فرمائے۔ اور یہ اللہ کے لیے کچھ دُشوار نہیں ہے۔

والسّلام

مکتوب

﴿۳۹﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی ؒ

کے نام

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور عافیت سے رکھے۔ اور اپنے حریم رحمت میں آپ کو ٹھکانا دے۔

أمّا بعد ـــــ اِس فقیر (ولی اللہ) کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں ـــــ

حضرتِ باری جلَّ مَجْدُہ کی عنایت سے یہ اُمید ہے کہ آپ زمانے کے فتنوں سے محفوظ رہ کر اللہ تعالیٰ کی نوع بہ نوع نعمتوں سے بہرہ مند ہوں گے۔ بہت سی چیزیں ہیں کہ بندے کی نظر میں مکروہ معلوم ہوتی ہیں، اور وہ فی الحقیقت مصالحِ عظیمہ کو مُتضمّن (شامل) اور ہولناک ہلاکتوں سے نجات کا سبب ہوتی ہیں ـــــ یہ بھید بہت زمانے کے بعد کُھلتا ہے اور اللہ تعا کی جناب میں مزید شکر کا باعث بنتا ہے۔

وَ اٰخِرُ دَعواهُم أنِ الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العٰلمین

مکتوب

﴿۴۰﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی کے اُس اونچے مقام تک پہنچائے کہ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے قلب پر جس کا خطرہ گذرا ــــــ

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو حظیرۃُ القدس میں "مقامِ صدق" کے اندر "ملیکِ مُقتدر" کے نزدیک جمع کرے ــــــ

الحَمدُ لِلّٰہ علیٰ العافیۃِ وَ المَسئُول مِنَ اللّٰہِ تعالیٰ عافِیّتَکم -

والسّلام

مکتوب

﴿۴۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت و سلامتی کے ساتھ باقی رکھے اور اپنی رحمتِ تامّہ و کاملہ کے سائے میں آپ کو جگہ عطا فرمائے ـــ

اپنی سلامتیِ حال پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے ـــ

کاغذات، شنگرف اور مسطر وغیرہ آپ کے پاس پہونچ رہے ہیں۔ اس وقت دل میں یہ مصمم ارادہ ہے کہ اِنتباہ فی سلاسلِ اولیاء اللہ، انفاس العارفین اور لمحات سب کے سب اُس کلیات کے اندر داخل ہوں گے (جن کو آپ جمع کر رہے ہیں) ـــ (میرے) رسالوں میں سے جو رسالے نا تمام ہیں اُن کو اسی موقع پر مکمل کر دیا جائے۔ اِس لیے کہ اِس قسم کی جمع و تالیف کا کام ہر بار میسّر نہیں ہوتا ہے، تیس سال کے عرصے میں موجودہ اور آیندہ آنے والے مستعد (ذی استعداد) لوگوں کی دعوت (وضیافت) کے لیے لقمہ لقمہ جمع کرنا اور محنت کر کے کچکولِ گدائی (کشکول گدائی) کو پُر کرنا (کلّیات کو جمع کرنا) آپ ہی کا کام تھا۔ طیّبات، طیّبین ہی کے لیے ہوتی ہیں ـــ

اللہ تعالیٰ آن حقائق و معارف آگاہ کو اِس کارِ عظیم کے عوض میں منقطع (اور ختم) نہ ہونے والا، جاری اور بڑا اجر عطا فرمائے، اور نیتِ صحیحہ جو آپ رکھتے ہیں، اُس کی برکات کو آپ کے حال و استقبال پر نسلاً بعدَ نسلٍ عائد و نازل فرمائے۔

کتاب تفہیم مجازات بھیجی جا رہی ہے۔ اِس کو تفہیماتِ الٰہیہ میں داخل کر کے بعض بشارتوں اور خطبوں کو اِس کے ساتھ جمع کر کے پورا کر لیں۔

مکتوب

﴿۴۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ

کے نام

اللہ تعالیٰ اپنے بندے اور رسول خلاصۂ عالم، شفیعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے آل و اصحابؓ کی برکت سے آپ کو ترقی کے اُس بلند مقام تک پہونچائے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے قلب پر جس کا خطرہ گذرا۔

اما بعد ـــ آپ کے دو کرم نامے یکے بعد دیگرے پہونچے۔ جنھوں نے عافیتِ ظاہرہ و باطنہ کی خبر دی ـــ الحمد للہ رب العلمین۔

آپ نے لکھا تھا کہ کتاب حجۃ بالغہ (حجۃ اللہ البالغہ) میں بہ سلسلۂ تحقیقِ صدیقیت، سینہ ہائے افاضلِ اُمّت کے اندر انعکاسِ انوارِ نبوّت کو صدّیقیت قرار دیا گیا ہے ـــ پس ایسی صورت میں قرآن کی آیۂ کریمہ إنہ کانَ صدیقاً نبیاً۔ (بیشک ابراہیم علیہ السّلام صدّیق اور نبی تھے) کے کیا معنی ہوں گے؟

جاننا چاہیئے کہ جو حجۃ بالغہ میں مذکور ہوا ہے۔ وہ امتیوں کی صدّیقیت کی تحقیق ہے۔ اور یہ صدّیقیتِ اُمتیان، صدّیقیتِ انبیاء کا ظلّ ہے۔ اس

بات کو واضح طور پر یوں کہا جا سکتا ہے کہ صدّیقیتِ اُمّتیان، اُمّتیوں کے سینے میں انعکاسِ انوارِ نبوت کا نام ہے۔ جیسا کہ حجتہ بالغہ میں تشریح و تفصیل کر دی گئی ہے ــــ رہی صدّیقیتِ انبیاء تو وہ افاضلِ انبیاء کے سینوں میں انوارِ تجلّیِ اعظم کا انعکاس ہے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھنا چاہیئے کہ وہ نسبت قمر کے ساتھ رکھتا ہے۔ اُس نسبت کا ظل ہے جو قمر، شمس کے ساتھ رکھتا ہے۔ اور اِن دونوں نسبتوں میں بہت بڑا فرق ہے ــــ

کتاب خیرِ کثیر میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لیے اثباتِ امامت اِسی معنی و حقیقت کے لوازم میں سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے :- إنی جاعلك للنّاس إماماً (اے ابراہیم! بے شک میں نے تم کو لوگوں کا امام بنایا ہے)

خیرِ کثیر میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام سے حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مشابہت کا اثبات بھی اِسی حقیقت کا آئینہ دار ہے۔ جیسا کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے۔ اِس وقت جو کچھ بآسانی لکھا جا سکا، بس یہی مختصر مضمون) ہے۔

والسلام

مکتوب

(۴۳)

کسی عزیز کے نام

(ترجمہ عربی سے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے بہت عزّت والے شریف و نبیل لڑکے! اللہ تعالیٰ تم کو سیدھے راستے کی طرف چلائے۔

جاننا چاہیئے کہ سعادتِ اُخرویہ کی اصل تین چیزیں ہیں:

پہلی چیز یہ کہ عقل تصدیق سے بھرپور ہو، اس لیے کہ سعادت کا انحصار ایسی عبودیت تامہ پر ہے جو انسان کے ظاہر و باطن کا احاطہ کیے ہوئے ہو۔ اور عقل ایسی عبودیت کے اُسباب و مقدّمات کے حصول کی معرفت سے بھی پُر ہو۔

دوسری یہ کہ قلب پختہ ہمّت، اور قوی عزم والا ہو۔ جب کسی کام کا قصد کرے تو سُست اور کمزور نہ پڑ جائے اور مقصود (حاصل ہونے) سے پہلے عمل سے باز نہ رہے۔ یہاں تک کہ ترقّی کر کے مقصود کی سب سے اُونچی چوٹی پر پہونچ جائے۔

تیسری یہ کہ نفس اپنی جبلّت وسعادت میں قلب کا مُطیع و تابعدار

رہو ـــــ

جب مذکورہ تینوں چیزیں پائی جائیں گی تو عقل سے خیالِ حق کا نزول ہوگا اور وہ خیال قلب میں جاگزین ہوگا۔ خاطرِ حق کے ذریعہ سے قلب اِن چیزوں کو حاصل کر لیتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر ودیعت فرمایا ہے۔ یعنی ہمّت و عزیمت ـــــ

پس اِس مقام پر ایک قوی ڈلنٹنے والا پیدا ہوتا ہے۔ جو نفس کی طرف متوجّہ ہوتا ہے، اُس کے گریبان کو پکڑ لیتا ہے، اور اُس کو اُلٹ پلٹ کر کے پچھاڑ دیتا ہے۔ اُس وقت میں مقامِ توبہ اور مقامِ ارادہ حاصل ہوتا ہے۔ اِن دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے اچھّی زمین میں ڈالی ہوئی گٹھلی ہوتی ہے ـــ جب بندہ ظاہری و باطنی حیثیت سے دوامِ عبودیت میں مشغول ہوتا ہے تو اُس کے نفس سے ایک ایسا نور نکلتا ہے جو پیڑ کی جڑ میں پانی کے مانند ہوتا ہے، اور پیڑ گٹھلی کے اچھّے اور بُرے ہونے کے مطابق ہی پتّے لاتا ہے ـــ

جو کچھ ہم نے کہا ہے یہی حقیقتِ سلوک ہے ـــ امراضِ سلوک اگرچہ بہت سے ہیں مگر وہ چار اقسام پر منحصر ہیں :

(۱) یہ کہ عقل، ایمان و معرفت سے پُر نہ ہو۔

(۲) قلب، اصل جبلّت میں ہمّت و عزیمت والا نہ ہو ـــ

(۳) نفس، حکمِ قلب سے مغلوب اور اُس کا ماتحت نہ ہو ـــ

(۴) یہ کہ قلب کا اشتغال، عبودیت میں اتنا قلیل رہو۔ جو ناکافی ہو، اور (آیۃ) لَا يُسْمِنُ وَ لَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ [الغاشیة ۷] (نہ موٹا کرے اور نہ بھوک سے بے پروا کرے) کا یہ اشتغالِ قلیل مصداق ہو ـــ

پس سعادت مند وہ ہے جو اپنے مرض کی تفتیش کرے اور اُس کا سبب جانے اور اپنے نفس کا علاج کرے۔ اگر ایمان و معرفت میں کوئی قصور ہو تو ایسے مقدّمات سے کہ جن سے ایمان و معرفت صحیح ہوجائیں اُس کا علاج کرے۔ اگر اُس کے قلب میں ضعف ہو تو ایسے مقدّمات سے اُس کا علاج کرے کہ جو اُس کے عزم و ارادہ کو اُبھارنے والے ہوں، اور اگر اُس کے نفس کے اندر صعوبت اور آفت ہو تو قوی ریاضیات کے ذریعہ اُس کا علاج کرے۔ اگر عبودیت کے اندر مشغولیت میں کمی ہو تو طاعات و عبادات کو زیادہ کردے۔

اُن امراض میں سے جن کا وقوع کثیر ہوتا ہے اور جن کی آفت و مصیبت بڑی ہوتی ہے، ایک یہ ہے کہ ایک سالک، صوفیاے کرام کے طریقہ کی طرف متوجّہ ہو اور اُس کی طبیعت کے وَسوسے اُس کو اس راستے سے ہٹادیں۔ پھر وہ غفلتوں کے سمندر میں غوطہ زن ہو اور خواہشات کے کاندھے پر سوار ہوجائے، اور ایسا ہوجائے کہ گویا اُس نے طریقۂ صوفیہ کو کبھی جانا ہی نہ تھا ــــ پھر کچھ عرصے کے بعد اللہ کی طرف سے تنبیہ کرنے والا اُس کو زجر و توبیخ کرتا ہے۔ پس حق اُس کو چلاتا ہے اور اُس کو (صحیح جگہ) کی طرف لوٹا دیتا ہے، جہاں وہ پہلے تھا۔ اِس طرح وہ حیران و سرگردان رہتا ہے، کبھی اِس طرف کبھی اُس طرف ــــ اِس مرض کا بہترین علاج یہ ہے کہ ہر دن ایک یا دو مرتبہ نفس کے محاسبے کو اپنے اُوپر لازم کرلے۔ پس تنہا ہوجائے اور وضو کرکے نماز پڑھے، جتنی بھی میسّر ہوسکے۔ پھر اپنی موت کو یاد کرے اور موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے حاضر کرے ــــ بسا اوقات یہ بات بھی اُس کو نفع دے گی کہ مُردوں کی طرح چت لیٹ

جائے اور تصور کرے اپنے اہل وعیال اور مال سے جُدا ہو جانے کا، اور یا تو دِل میں سِرّی طور پر یا زبان سے جہری طور پر کہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه
اور اس کلمہ کے ساتھ یوں نیت کرے کہ اُس کے واسطے اُس کی آخرت کے اندر کوئی چیز نافع نہیں ہے۔ سوائے اِس کے کہ وہ ظاہری و باطنی دونوں حیثیتوں سے اپنے رب کے ساتھ مشغول رہے، یہاں تک کہ وہ اپنے قلب میں کُشادگی اور اپنے نفس میں شرارت سے رکاوٹ کا اثر محسوس کرنے لگے۔ ہر روز ایک یا دو مرتبہ ایسا ہی کرے۔

یہ بات بھی اُس کو (سالک کو) فائدہ دیگی کہ وہ وضو کرے اور جتنی رکعتیں میسّر ہوں، پڑھے۔ پھر کسی ایسے صوفی کی طرف متوجّہ ہو جو ظاہراً و باطناً اپنے ربّ کے ذکر میں مشغول رہتا ہو، اور اُس کے قلب کے اندر ادب اور خشوع و خُضوع محسوس ہوتا ہو۔ اس صوفی کی طرف چلنے میں اپنے مرض کے معالجے کی جو اُسے عارض ہو گیا ہے نیّت کرے ——
پس ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس صوفی کے ذریعہ یا اُس کی صحبت میں ایسی چیز کھول دے جو اِس طالب کو نفع دینے والی ہو۔

پس جب کبھی قلب میں کوئی مرض محسوس کرے تو اُسی وقت خلوت میں چلا جائے اور ذکر کی طرف متوجّہ ہو جائے —— یہ بات بھی اُس کو نفع دیگی۔
کہ وہ ہر روز صوفیہ کی کتابوں میں سے کسی کتاب مثلاً عوارف المعارف یا احیاء العلوم کے مطالعے میں مشغول رہے۔ مطالعہ کے شروع میں ہی اپنی نیت کو دُرست کرلے اور اپنے دل سے (پورے طریقہ پر) اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرے —— جب وہ کسی کتاب میں ایسا کلمہ پائے جو شوق سے بھرا ہوا

ہو اور نفس کو ڈانٹنے والا ہو تو اُس کلمے کو بار بار دہراتا رہے، اور اُس وقت مطالعہ ترک کر دے۔

پس یہ ہیں وہ اسباب جو ہمت اور عزیمت کو اُبھارنے والے ہیں۔ اِن باتوں کو خوب یاد رکھنا ضروری ہے ــــ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، اوّل و آخر اور ظاہر و باطن میں ــــ

مکتوب

سید محمد واضح رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جو سلسلہ آدمیہ کے بزرگ سیّد عَلَمُ اللہ رائے بریلوی کی اولاد میں سے ہیں

سیادت ونقابت پناہ، فضائل و کمالات دستگاہ میر سیّد محمد واضح حافظِ حقیقی کی حفاظت میں رہ کر مطالبِ دینیہ و دُنیویّہ میں کامیاب رہیں ــــ

فقیر ولی اللہ عفیٰ عنہ کی طرف سے سلامِ محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں۔

چونکہ آپ کا خط آپ کے عافیت و امان کے ساتھ پہونچنے کی اطلاع دینے والا تھا، اور ساتھ ہی ساتھ کمالات مآب مرحوم (آپ کے والد) کے روضۂ جنّت میں منتقل ہونے کی خبر دینے والا بھی تھا، اِس لیے اُس نے صورتِ حُزن و نشاط کو باہم جمع کر دیا۔

چونکہ موت کا معاملہ تمام افرادِ انسانیہ کے لیے مُہر زدہ ہے، اور پاک نفوس کے حق میں ولادتِ ثانیہ ہے، اِس لیے چاہیئے کہ نورِ ایماں کے لشکروں سے تشویشاتِ طبیعیہ کا لشکر مُنہزم (شکست یافتہ) اور منکسر (پسپا) ہو جائے ــــ

بیشک آں فضائل مآب اس معنیٰ و حقیقت کے زیادہ حقدار ہیں بلکہ چاہیئے کہ آپ کی صحبت میں (خاندان) کے صغار اور ضعفاء اس نور سے منوّر ہوں — اللہ تعالیٰ آں عزیز القدر کو افادات کے بلند مراتب سے متصف کرکے تلافیِ مافات فرمائے۔

آپ نے لکھا تھا کہ کتاب قول الجمیل میں جو اعمال و اشغال مذکور ہوئے ہیں، اُن کی اجازت بھی جائے۔ لہٰذا میں لکھتا ہوں کہ جو کچھ اُس کتاب میں اشغال و اعمال سے لکھا گیا ہے، آں عزیز القدر اُن پر عمل کرنے اور اُن کو بتانے کے مُجاز اور اِذن یافتہ ہیں۔ بلکہ اِس فقیر کو وہ تمام اعمال اور اشغال جو اپنے مشائخ رضی اللہ عنہم سے پہونچ رہے ہیں، اُن سب کے بھی آپ مُجاز و ماذون ہیں — ابھی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کا مُبیضہ نہیں ہوا ہے تبییضِ و ترتیب کے بعد ان شاء اللہ یہ کتاب آپ کے پاس پہونچے گی۔ آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ غائبانہ دُعا کی جائے، بسر و چشم — یہ بات دونوں ہی طرف ہونی چاہیئے تاکہ دُعاے ظہر الغیب (پیٹھ پیچھے کی دعا) کی مقبولیت کی بشارت سے ہم سب سعادت اندوز ہو جائیں — بقیۃ الکلام یہ ہے کہ اس طرف (دہلی) کو آنے والوں کے ہاتھ اپنی خیر و عافیت سے مطلع کرتے رہا کریں، اِس لیے کہ دل آپ کی خیر و عافیت کی اطلاع کا منتظر رہتا ہے — دوسرے چھوٹے اور بڑے مخدوم زادے بھی اِس فقیر کی طرف سے سلام اور تعزیت مطالعہ کریں —

والسلام

مکتوب

﴿۴۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ. برادر عزیز القدر میاں محمد عاشق جیو سلّمہ اللہ تعالےٰ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلامِ محبت التزام مطالعہ کریں ۔

اپنی عافیت و سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی بارگاہ میں آپ کی عافیت و سلامتی مطلوب ہے۔

آپ نے لکھا تھا کہ برخوردار محمد فائق حفظِ قرآن مجید سے فارغ ہوگیا۔ اس خبر سے اتنی خوشی ہوئی کہ اُس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح محض اپنی عنایت سے اپنی کتاب کی صورت کرامت (عطا) فرمائی۔ اسی طرح اُس کے معانی کو بھی تعلیم فرمائے۔ اس کے بعد بطنِ بطن کو بھی جن سے مراد علومِ وہبیہ متعلقہ بحقائقِ قرآن ہیں، الہام فرمائے۔
نیز (اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ) وہ اس عطیۂ عالیہ کو آپ کے سلسلۂ اولاد میں محفوظ رکھ کر نسلاً بعد نسلٍ اور طبقۃً بعد طبقۃٍ افرادِ انسانی کی ہدایت کا باعث بنائے ۔۔ اور اللہ پر یہ بات دُشوار نہیں ۔۔ بعد اس کے کہ (محمد فائق) کچھ عرصہ فمی بشوقٍ کے قاعدے سے تلاوت کرکے (سات دن میں قرآن مجید کی سات منزلیں ختم کرکے) اس کا پورا پورا استحضار کرلے، اور ایک تراویح (محراب) بھی پڑھ لے، علومِ صرف و نحو کو شروع کرا دینا چاہیئے۔ عنایتِ حضرت باری سے یہ اُمید ہے کہ (وہ) روز بروز ترقی دیکھے گا اور فیوضِ الٰہی قافلہ در قافلہ اُتریں گے۔

والسّلام

مکتوب

﴿۴۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر برادرم میاں محمد عاشق سلمہ اللہ، فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت و سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اللہ عزو جل سے آپ کی عافیت و سلامتی کے لیے دعا ہے۔

وہ خواب جس میں آپ نے حضرت قبلہ گاہ قُدِّسَ سرہٗ (شاہ عبدالرحیم صاحبؒ) کو دیکھا ہے کہ اُنھوں نے بہت کچھ التفات فرمایا ہے، ایک بشارتِ ظاہر و باطن ہے اور کتاب مآثر رحیمیہ کی جمع و تالیف کے مقبول ہونے کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور جو آپ کے ساتھ ہیں، اُن کے ساتھ بھی۔

مکتوب

﴿۷۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، برادر عزیز میاں محمد عاشق سلمہ اللہ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت اِلتزام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی جناب میں درخواست ہے کہ وہ آپ کو ظاہری اور باطنی حیثیت سے بخیر و عافیت رکھے، اور ہمیں اور آپکو "مقعدِ صدق" میں "ملیکِ مقتدر" کے نزدیک جمع کرے۔ آمین!
ایک مدّت گزر رہی ہے کہ آپ کے معارف خاصہ کی کوئی بات نہیں سنی۔ اُس جماعت کے نزدیک کہ جس کے اندر قُوائے علمیہ (علمی قوتیں) زیادہ ودیعت کی گئی ہیں، علم و حال جڑواں ہیں ـــــ کوئی حال ایسا نہیں ہے کہ ایسے حضرات پر وارد ہو اور اُس حال کے ضمن میں کوئی تازہ بہ تازہ علم ظاہر نہ ہو ـــــ
ان حضراتِ مذکور کا کوئی علم ایسا نہیں ہے جو تمام تجلّیات کے ساتھ ظاہر ہو اور ظہور کے وقت اس لطیفے کے احوال میں سے کوئی حال کہ یہ علم جس کی حیز (جگہ) میں ہے، اپنی بغل میں نہ رکھتا ہو ـــــ اِسی وجہ سے آپ کے علومِ خاصہ اور معارفِ خاصہ کا استفسار کیا جارہا ہے ـــــ

والسلام

مکتوب

﴿۴۸﴾

شیخ محمّد ماہ پھلتی رح کے نام

(تعزیت کے سلسلہ میں)

شرافت مآب شیخ محمد ماہ اور ہمشیرہ ام (میری بہن) حافظِ حقیقی کی حفاظت میں تمام مکروہات سے مصئون و محفوظ ـــــ اور ظاہری و باطنی نعمتوں سے مَقرون و متّصل رہیں ــــ

آپ دونوں کی والدہ کی خبرِ وفات پہونچی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، صبر کا اِلہام فرمائے، میّت کی مغفرت فرمائے اور ہمیں اور آپ کو عافیتِ دائمہٗ بخشے ـــــ

یہ مثل مقولہ مشہور ہے کہ والدین کی موت ایک ایسی مصیبت ہے جو تمام بنی آدم کے واسطے ورثہ میں ہوتی ہوئی آتی ہے۔ اہلِ عقل کی عادت اور اُن کا شیوہ یہ ہونا چاہیئے کہ اس قسم کے آفات و حادثات سے اَجر و ثواب حاصل کریں۔ اور اس وعدے کو، جو کہ شریعتِ غرّا (روشن شریعت) میں فرمایا گیا ہے، اپنے لیے ثابت و محقّق کرلیں۔

والسّلام

مکتوب

﴿۴۹﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور معرفتِ حق کو آپ کی اولاد و اعقاب میں باقی و جاری رکھے ــــ

آپ نے لکھا تھا کہ برخوردارِ سعادت اطوار عبدالرحمٰن نے ایک خواب دیکھا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ اِس فقیر کے پاس ایسی خلوت گاہ میں پہنچے ہیں کہ جس کے دروازے پر سلطان محمد میرٹھی اور سلطان صوفی جو کہ ایک مرد صالح تھے، بیٹھے ہوئے ہیں اور (برخوردار عبدالرحمٰن نے) اُس کھانے میں سے جو کہ پیالے میں رہ جاتا ہے، زرد پُلاؤ کھایا ہے۔ اِس کے بعد برخوردار عبدالرحمٰن کے بارے میں (ہماری طرف سے) اِن الفاظ کے ساتھ دعا کی گئی ہے کہ "خدا کرے کہ تمہیں عشاء (رات کا کھانا) اور رمّہ (پرانی ہڈی) کی برکات نصیب ہوں"۔

جاننا چاہیئے کہ یہ سچا خواب ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اس کی تعبیر ثابت و متحقق کردے ــــ

سلطان محمد کنایہ ہے ابرار و صالحین کے طریقے سے ــــ اور سلطان صوفی اشارہ ہے طریقۂ ولایتِ خاصّہ کی جانب ــــ اور وہ دونوں جس خلوت گاہ کے باہر دروازہ پر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ خلوت گاہ ولایتِ خاصۃ الخاصّہ ہے۔ وہ کھانا جو

پیالوں میں ہے اُس سے مراد دَورۂ حال میں فیوضِ خاصّہ ہیں ۔ اس لیے کہ اس قسم کے فیوض ظہور و اعلان اور سُرور و ابتہاج کو متلزم ہوتے ہیں اور زرد پلاؤ کی خصوصیت اس آیۂ کریمہ سے سمجھی جاسکتی ہے:

صفراء فاقعٌ لونها تسرّ الناظرين [البقرة ٦٩]

عَشار کنایہ ہے فیوض اوّلی کے بعد فیض ثانی سے ، اس لیے کہ عَشار غداء (دن کے کھانے) کا ثانی ہے اور رمّہ اشارہ ہے ، فیوض اولی کے بقایا کا اس لیے کہ پرانی ہڈیاں جبلّت الأوّلين (خلائقِ اوّلین) کا بقیہ ہیں ۔ اگر خواب میں سُنا ہوا کلمہ عَشار بفتح عین ہو تو اُس کی تعبیر وہی ہے جو ہم نے ابھی ابھی ذکر کی ، اور اگر خواب میں عِشار بکسرِ عین سنا گیا ہو تو یوں کہا جائے گا کہ عِشار کنایہ ہے اُن قرباتِ الہیّہ سے جو کہ دَورۂ آخر میں وارد ہوئے ، اِس لیے کہ عشار تمام نمازوں کا آخر ہے ـــ

یہ وہ کلام ہے جو اِس خواب کی تعبیر میں مجھے ظاہر ہوا ـــ

و الله تعالىٰ أعلم

۱؎ (ترجمہ) وہ ایک زرد گائے ہے جو بہت زیادہ زرد ہے اور اس کا رنگ دیکھنے والوں کو خوش کرتا ہے۔

مکتوب

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(بعض معارف کے جواب میں)

اللہ تعالیٰ حقائق اشیاء آپ کو جس طرح کہ وہ ہیں دکھائے، اور ہر لمحہ بادۂ تحقیق کو آپ کے لیے زیادہ کرے۔

آپ نے (اپنے خط میں) وہ مناقب انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم تفصیلی طور پر قلمبند کیے تھے کہ جن کی وجہ سے وہ گروہِ اولیاءؓ پر فوقیت رکھتے ہیں۔ منجملہ اُن مناقب کے کمالاتِ الٰہیہ کی ہر دو قسموں یعنی تدبیر اور تدلّی کا شَبَح (ہیولیٰ) وصورت ہونا چاہیے، برخلاف اولیاء کے کہ وہ ظہورِ جزئی کے علاوہ اور کچھ نہیں رکھتے ہیں۔ منجملہ اُن مناقب کے انبیاء کا کمالِ ثالث میں یعنی خلق میں تعمیرِ نشاءِ اُخرویہ کے لحاظ سے واسطہ ہونا بھی ہے، برخلافِ اولیاء کہ وہ اس مقام سے بلحاظِ ذوق کوئی اطلاع نہیں رکھتے ہیں۔ منجملہ اُن مناقب کے انبیاء کا ان عبادات کی دعوت دینا ہے جو کہ نیت اور قول وفعل سے مرکّب ہیں، اس لیے کہ شیون وصفات کے تزاحم وتصادم کا ادائے حق مرتبۂ کثرت میں وحدت کی طرف کچھ توجّہ کے بعد ہوتا ہے، برخلاف اولیاء کے کہ اُن کی دعوت ایسی خالص توجّہ کے ساتھ ہوتی ہے جو اپنا رُخ فقط مرتبۂ وحدت کی طرف رکھتی ہے، نہ کہ کسی اور طرف۔
ان سب باتوں کے مطالعے نے مسرّت وبہجت بخشی ع

اے وقتِ تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی

(ترجمہ مصرعہ) (آپ کا وقت اچھا ہے کہ آپ نے ہمارے وقت کو اچھا کر دیا)

سچ تو یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے درجاتِ عالیہ اِس سے بالاتر ہیں کہ عام عقول و اَوہام اُن کی عزت و عظمت کے میدان میں پہونچ سکیں۔

انبیاء علیہم السلام کے اَحجارِ بُہتؔ کی وسعت جو ماساریقا[۱] کی طرح ناسوت کے اندر منبعِ جبروت ہے، خاصۂ انبیاء ہے۔ معانی کی کثرتِ مشابہت کی وجہ سے تعبیرات کی غلطی اس طرح واقع ہونے سے کہ اصل عالمِ مثال کے مقتضار کے خلاف ہوجائے، انبیاءؑ کے علوم اُس سے محفوظ ہوتے ہیں اور اس کا سبب ان علوم کے حاملین کی استعدادِ خاص کی مبادرت اور سبقت ہے جو ہر وقت اِقدام کرتی ہے، اور یہ بھی انبیاء کا خاصہ ہے۔

انبیاء علیہم السلام جو کچھ دقائقِ جبروت اور دقائقِ معاد پر تقریر کرتے ہیں، وہ ظاہر پر محمول ہوتی ہے۔ اُن کے کلام میں مسئلہ کے باریک ہونے کی وجہ سے اور سننے والوں کے فہموں کے کوتاہ ہونے کے سبب سے، تعبیر میں مجاز کا استعمال اُن کی (انبیاء کی) جانب سے ہرگز نہیں ہے جیسا کہ فلاسفہ نے گمان کیا ہے ــــــ اللہ تعالیٰ فلاسفہ کی تجارت کو نفع مند نہ کرے۔

---

[۱] یہ یونانی زبان کا لفظ ہے۔ ماساریقا رگیں جگر سے معدہ اور آنتوں تک گئی ہیں۔ قدمائے یونان کے خیال کے مطابق اِن رگوں کا کام یہ ہے کہ معدہ اور آنتوں سے کیلوس کو جگر تک پہنچائیں، تاکہ جگر اُسے خون اور اخلاط بنا دے۔"

(مشاہدات و معارف ترجمہ فیوض الحرمین)

مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ از محمد سرور

سندھ ساگر اکیڈمی۔ لاہور (پاکستان)

انبیاء علیہم السّلام جو کچھ کہتے ہیں وہ لفظ بہ لفظ حضرت اُلوہیت کے کلامِ نفسی کے مقام سے کہتے ہیں۔ ہاں اگر مُدبّر السمٰوت والارض (اللہ تعالیٰ) صورتِ نوعیہ کی استعداد کو ملاحظہ کر کے ایک تعبیر کو دوسری تعبیر پر اختیار کرے تو یہ اُس کا ہی کام ہے ــــ وہ حکمت والا بھی ہے اور خبردار بھی ــــ

انبیاء علیہم السّلام کے مبادی تعیّنات کی مثال یہ ہے کہ عنایتِ الٰہیہ نے جب چاہا کہ فلک کو پیدا کرے تو وہی چاہنا بعینہٖ منطقہ، محور اور قطب کا چاہنا ہوگیا۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ صورتِ خلق کو عمومی طور پر اور صورتِ نوعِ انسان کو خصوصی طور پر ایجاد کرے تو اِس چاہنے کو لازم آیا رقائقِ کلّیہ (لطائفِ کلّیہ) کا چاہنا جو ایسے ہوں جیسے فلک کے لیے قُطب مِحوَر اور منطقہ ہیں اور وہ رقائق (لطائف) اس نوع کی اصلاح کے ارادے کے لیے درکار تھے۔ انبیاء ع کے نقطۂ حُبّیہ کی توجہ کی مثل وہ نقطہ ہے جس کی توجّہ خلقِ عالم کی طرف ہے ــــ اس کے علاوہ بھی بہت سے خواص ہیں جو دفتروں میں نہیں سما سکتے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ علیہم اجمعین کے اسرار کو خوب جانتا ہے۔

مکتوب

﴿۵۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

(بعض معارف کے بیان میں)

اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی دے، اُس مقام تک کہ جس کو نہ آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا، اور نہ کسی بشر کے قلب پر اُس کا خیال گذرا۔

آپ نے مشائخ سرہند (نقشبندیہ مجددیہ) کے اِس مقولے کے راز سے متعلق سوال کیا تھا کہ سیرِ لطائف کو پورا کرنے کے بعد اُصولِ لطائف کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے۔ اِن مشائخ نے روح کو ہوا سے نسبت دی ہے اور سِرّ کو پانی سے، خفی کو آگ سے، اور اخفیٰ کو خاک سے۔

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کے بدن میں چار خلطیں پیدا کی ہیں۔ اطباء نے ہر خلط کو (عناصرِ اربعہ میں سے) ایک عنصر سے نسبت دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بدن آدمی میں اعضاء پیدا کیے ہیں۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رح نے ہر عضو کو ایک فلک اور ایک عنصر سے نسبت دی ہے۔ یہ سب چیزیں عالمِ لطائف کے اندر کشفِ انفسی اور کشفِ آفاقی کے مانند ہیں۔

جب نفسِ کلیہ، نفس جزئیہ ہوگیا تو نفس کلیہ کی استعدادِ ہیولانی اُسکے

کمالاتِ فعلیہ کے ساتھ کہ جن کو اُس نے حضرتِ مُبداء سے حاصل کیا تھا' سب کی سب بطورِ میراث' نفسِ جزئیہ میں ظاہر ہوگئی۔ قوتِ علمیہ کے اندر بھی' قوتِ عملیہ میں بھی اور اعضاءِ ظاہرہ اور لطائفِ باطنہ میں بھی ___

یہ بات اپنی جگہ مُسلّم و متحقّق ہے اور اِس کی تفصیل ایک گہرائی رکھتی ہے۔ اس کی پوری تفصیلی تقریر کسی اَور وقت کردی جاتے گی۔ لطائفِ ظاہرہ باطنہ اور ذاتِ الٰہیّہ کا اخفیٰ' خفی اور قلب کے محاذی ہونا' اِس بات کو آپ نے زمانۂ سابق میں کئی مرتبہ ہم سے سنا ہے۔ اِن ہی محاذاتِ قلب کو خاک وغیرہ کے ساتھ قیاس کریں ___ وصلی اللّٰہ علی خیر خلقه محمد و آله و صحبه أجمعین

مکتوب

﴿۵۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

(ایک حدیث کی تشریح میں)

اللہ تعالیٰ آپ کو کلامِ الٰہی کی تعبیر اور تفسیر کا فہم عطا فرمائے ــــ

احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد ایک حُزنِ عظیم دامن گیر ہوا، یہاں تک کہ بعض شرعی اور اخلاقی اُمورِ مطلوبہ مثلاً سلام کا جواب تک موقوف ہوگیا' اور خود اُنھوں نے اِس غم کا سبب یہ بیان کیا کہ ہماری اِس بات کو معلوم کرنے سے پہلے کہ نجات کے ذرائع کیا ہیں، حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم وفات پا گئے ــــــ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اِس بارے میں آنحضرت صلعم سے سوال کیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضہ نے حضرت صدیقِ اکبر رضہ سے کہا:۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ ہی اِس سوال کے زیادہ مستحق تھے۔ اِس کے بعد حضرت صدیقِ اکبر رضہ نے (آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قول کے مطابق) کلمہ لا اِلٰہ الاّ اللہ ــــ کی طرف اشارہ کیا ــــ

اس حدیث کو اس معنیٰ پر محمول نہیں کرنا چاہیئے کہ حضرت ذو النّورین عثمان غنی رضہ اِس عبارت اور کلمہ سے کہ جس سے آدمی مذہبِ اسلام میں داخل ہوتا ہے،

ناواقف تھے۔ سبحان اللہ ! — صاحبِ اجتہاد ہونا خلافت کی شرط ہے خلیفۂ ثالث (حضرت عثمان غنی رضؓ) کہ جن کی خلافت کے لیے شوریٰ منعقد ہوا تھا وہ اِس مسئلہ کو جو کہ ضروریاتِ اسلام میں بہت اہم ہے نہ جانیں (یہ تو بہت ہی بعید ہے) بلکہ اِس حدیث کے تحت ایک رمز ہے جو قواعدِ تصوّف کے موافق ہے۔ حضرت ذوالنورین عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت مبارکہ سے مالوف و مانوس تھے اور اُنھوں نے صحبتِ اقدس سے اِن احادیثِ نفس اور خواہشاتِ نفسانی سے جو کہ سالک کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنے والی ہیں، اپنے باطن کو خالی کر لیا تھا، اور آپ نے فیضِ صحبتِ اقدس سے وہ صفائی اور روشنی بھی حاصل کر لی تھی جو حضورِ بے کیف کے معنی میں ہے — آپ (مروّجہ و اصطلاحی) طریقِ ذکر سے آشنا نہیں تھے۔ اِس معنی کر کہ وہ تخلیہ و تجلیہ میں ذکر سے توسّل کا طریقہ نہیں جانتے تھے۔ اگرچہ وہ اِس کلمۂ تہلیل کا ثواب اور اُس کا اسلام کی بنیاد ہونا خوب جانتے تھے۔ پس جب صحبتِ نبویہؐ ہاتھ سے چلی گئی تو آپ حیرت میں پڑ گئے، اور وسواس نے آپ پر غلبہ کر لیا۔ احادیثِ نفس اور وسواس دور کرنے کا طریقہ آپ کی سمجھ میں نہ آیا۔ حضرتِ عثمانِ غنی رضؓ کا یہ قول مبارک عن نجاة هذا الأمر اشارہ ہے اُس قساوت اور سختیِ قلب کی طرف جو وسوسوں سے پیدا ہوتی ہے اور اِس قساوتِ قلب کے علاج معالجہ کی طرف بھی اشارہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قولِ مبارک "جس نے مجھ سے قبول کر لیا اُس کلمہ کو جس کو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا، اور اُنھوں نے اُسے قبول نہ کیا تھا، پس وہ کلمہ اُس کے قبول کرنے والے لیے نجات کا باعث ہے" — ایک جامع کلام ہے اور اِس کے بہت سارے بُطون ہیں بعض،

بعض کے اندر ــــ اور اُن بطون ہی میں سے ایک وہ معنیٰ ہیں کہ حضرت صدیقِ اکبرؓ نے حدیث کو جس کا گواہ بنایا ــــ

پس جس طرح یہ کلمۂ تہلیل کفرِ در عبادت اور استعانت (از غیر) کو مٹاتا ہے۔ اسی طرح دوسرے کفر کو یعنی سختیِ قلب اور غلبۂ خطرات کو بھی توڑ دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے: فیدمغه فاذا هُوَ زَاهِقٌ [الانبیاء: ۱۸] (توڑ دیتا ہے کفر کو پس ناگاہ کفر چلا جاتا ہے) کفر کا اطلاق اس معنیٰ (یعنی سختیِ قلب وغیرہ) پر کرنا بطریقِ مجاز ہے، اور اس بات کے مانند ہے جو حدیث ابوذر غفاریؓ میں ہے کہ "تو ایک ایسا شخص ہے کہ تیرے اندر جاہلیت موجود ہے"۔

اس جگہ معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کو چاہیئے کہ وہ امراض نفسانیہ کے بہت سے مختلف معالجات سے آشنا ہو تاکہ ہر مریض کے واسطے وہ دوا جو کہ اس مریض کو آسانی سے مل سکے، تجویز کرے۔ جس طرح کہ حاذق و ماہر اطباء طبِ جسمانی میں عمل درآمد کرتے ہیں۔

والسّلام

مکتوب

﴿۵۳﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

(ایک آیتِ قرآنی کی تشریح و تفسیر میں)

اللہ تعالیٰ آپ کو حقائقِ اشیاء اُسی طرح دکھائے، جس طرح سے وہ ہیں —

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف سے بیان فرمایا وَ مَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَعلُوْمٌ — (ہم میں سے ہر ایک کا کام مقرّر ہے) اگر پورے غور و فکر کو کام میں لایا جائے تو یہ بات فقط ملائکہ ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے (بلکہ) ہر سالک کو ایک ایسے خاص مزاج پر پیدا کیا گیا ہے جو یقینی طور پر مراتبِ قوتِ عقلیہ و عملیہ میں سے ایک خاص مرتبے کا مقتضی ہے اور اُس کے لطائف میں سے کوئی (ایک) لطیفہ زیادتیِ ظہور کی وجہ سے تمام لطائف میں ممتاز ہوگا۔ یہ سالک ہاتھ پیر مارتا ہے، نشیب و فراز میں دوڑتا ہے، اور ہر تر و خشک سے تعلق پیدا کرتا ہے تاکہ ترقّی واقع ہو — یہ ہر عمل سے ایک نفع اور ہر صحبت سے ایک ثمرہ حاصل کرتا ہے — بہت سی مصیبتوں اور دقّتوں کے بعد — جب اس سالک کا سفر ختم ہوا، اور تسلّی کے مقام میں پہونچ گیا تو اُس نے

اپنے لطائف میں سے وہی لطیفہ دیکھا جو کہ ظاہر اور روشن ہوگیا ہے اور اُس کی مخفی استعداد قوّت سے فعل میں پہونچ گئی ہے، اور اُسی مرتبۂ خاص کو دیکھا جس کے لیئے خود اپنے اندر گھوما کیا اور اپنی طلب میں مدتوں دوڑا آخر خود کو پہونچ گیا۔ ہاں چونکہ ملائکہ کے اندر یہ ہاتھ پانو مارنا، نشیب و فراز میں دوڑنا، تروخشک سے آویختہ ہونا، اور ہر عمل سے ایک تازہ نفع اور ہر صحبت سے ایک ثمرہ پانا نہ تھا، اس لیے وہ کلامِ مذکور کے ساتھ تمام مخلوق میں زیادہ حق دار و مستحق واقع ہوئے، اور اِس دعوے میں سب سے زیادہ صادق نظر آتے ——— پھر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف سے فرمایا:" و انا لنحن الصّافون ٥ (اور ہم البتہ صف بستہ رہتے ہیں) اگر غور و تأمّل کو پورا پورا کام میں لایا جائے تو یہ معنیٰ بھی ملائکہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں۔ ہر جماعت کے افراد جو استعداداتِ مُتقاربہ رکھتے ہیں، وہ عالم معنیٰ میں صف بستہ ہیں اور نمازِ جبلی (نماز فطری) کے اندر اُن کی صفیں عجیب شکل میں کھڑی ہوئی ہیں، لیکن چونکہ ملائکہ کے مزاج چنداں نوٗ بہ نوٗ اور رنگ برنگ ارادے نہیں رکھتے، اور اُن کے مقامات اُن کی استعدادوں کے تابع ہیں۔ اس لیے صف بندی کے معنیٰ اُن کے اندر اچھی طرح ظاہر ہوتے ———

پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف سے فرمایا و انا لنحن المُسبّحُون (بیشک ہم بتسبیح کرنے والے ہیں)، یہ معنیٰ بھی تمام افرادِ مخلوق کے اندر جاری و ساری ہیں۔ ہر ایک کی حمد ہے، دوسرے کی حمد کے سوا ——— اور ہر ایک کی ایک تسبیح و تقدیس ہے، دوسرے کی تسبیح و تقدیس سے علیحدہ ——— اگر تم شہباز کی استعداد کو شگفتہ کر کے دیکھوگے تو وہ یہ کہتا ہوا سنائی دے گا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے

اپنے جلال کے ساتھ اپنے تمام بندوں پر غلبہ کیا۔ پاک ہے ذات اللہ کی جو منزّہ ہے ناخنوں سے اور بازوؤں سے'۔۔۔ اور اگر تم کبوتر کی استعداد کو چیر پھاڑ کر کے دیکھو گے تو وہ یہ کہتا ہوا سنائی دے گا کہ تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ کے لیے جس نے اپنی ہر شان کو اچھا بنایا۔ پاک ہے وہ ذات جو منزّہ ہے گونجتی ہوئی آواز سے اور بازوؤں سے۔۔۔

اِس مضمون کو خوب ذہن نشین کر لیں۔۔۔

مکتوب

﴿۵۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

آپ کے اعتکاف کرنے کا حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر، آپ کے اندر اور آپ کے لیے برکت نازل فرمائے ــــ اور اسی طرح محمد فائق کے تراویح میں قرآن شریف ختم کرنے کا حال بھی معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ برخوردار محمد فائق کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور اُس کو معارجِ کمال پر پہونچائے۔

اس جگہ اس مشہور مقولہ کا بھید معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے حیا کرتا ہے کہ اپنے تعلق رکھنے والے بندے میں سے کسی رسُریا (خصوصیت) کو نکال لے ــــ

والسّلام

مکتوب

﴿۵۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

(ایک سوال کے جواب میں)

اللہ تعالیٰ آپ کو بادۂ تحقیق سے سیراب کرے۔

آپ نے لکھا تھا کہ لطائفِ بارزہ (لطائف ظاہرہ) کی عبادت کا قبلہ تجلیِ اعظم کی حرکتِ فوقانیہ ہے، اور لطائفِ کامنہ (لطائفِ باطنہ) کی توجہات کا قبلہ کمالِ باطنِ وجود ہے۔ آپ نے یہ بات صحیح لکھی ہے اور تحقیق کے موتی پروئے ہیں ــــ (البتہ) علومِ انبیاء صلوات اللہ علیہم اس تجلیِ اعظم کی توجہ کا قبلہ ہیں۔ پس شریعتوں میں جو کچھ نازل ہوا وہ سب کا سب تجلیِ اعظم کی توجہ کے رنگوں میں سے کوئی نہ کوئی رنگ رکھتا ہے۔

لطائفِ کامنہ چند لطیفے ہیں۔ نورُ القدس اور حجرِ بُہتت ان دونوں کا میلان کلّی طور پر تجلیِ اعظم کی جانب ہے۔ انانیتِ صغریٰ، انانیتِ کبریٰ اور لطیفۂ خفیہ ان سب کا میلان نفسِ کلیّہ کی جانب ہے، بشرطیکہ ظہورِ استعدادات ہو جو کہ حقیقتِ وصول کے تقاضے کی بناء پر مطلوب ہے۔

والسّلام

مکتوب

﴿۵۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

(ایک حدیث کی شرح و معرفت)

اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھ میں حق کو حق کر کے دکھائے اور آپ کو حق کا اتباع نصیب فرمائے۔ امّا بعد السلام (واضح ہو) کہ آپ نے حدیث کان خلقُہ القرآن[1] کے معنیٰ میں تحریر کیا تھا کہ وہ علوم و معارف کہ جن کا ذوق عارف کے اصلِ نفس سے اُٹھتا ہے اور وہ ذوق اُس پر ہمیشہ غالب رہتا ہے، وہ علوم و معارف، مبدأ میں اس ذوق کے تعین کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔ ع

اے وقت تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی

موتِ عارف کے حال کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے کہ وہ (زندگی میں) معرفت کے ہر کوچے میں جاتا ہے اور طرح طرح کی نسبتیں دیکھتا ہے لیکن اُس کا استقرار (جماؤ) مرنے کے بعد اُسی نسبت پر ہوگا جو مبدأ کے ساتھ مناسبتِ تامّہ رکھتی ہو اور یقیناً وہ لطیفہ کہ جس کی وہ معرفت و نسبت نتیجہ ہوتی ہے، زیادہ غالب ہوگا۔

آپ کے اسی مضمون کو مولانا عبدالرحمٰن جامی رح نے لباسِ نظم پہنایا ہے ؎

جامی اوصافِ مئے صاف نیارد گفتن + گر نہ فیضش رسد از باطنِ خُم پے درپے

(اگر باطنِ خُم سے پے درپے فیض نہ پہونچے تو جامی مئے صاف کے اوصاف نہیں بیان کرسکتا)

والسلام

---

[1] ترجمہ: "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق قرآن کے مطابق تھا" (حضرت عائشہ صدیقہ رض)

مکتوب

﴿۵۷﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

(عرض احوال کے جواب میں)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر میاں محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ ـــــــ بعد از سلام مطالعہ کریں۔

آپ کا نامۂ مشکین پہونچا۔ وہ (نامہ) ایک دریا تھا جو کیفیتِ قبض سے موجزن تھا اور وہ حالتِ قبض مختلف جسموں اور متعدد صورتوں میں (عبارتوں میں) ظہور پذیر ہو رہی تھی۔ کبھی اس طریقے پر لکھا ہے کہ میں خواب کے اندر ارواحِ طیبہ کو کیوں نہیں دیکھتا ہوں ـــــ اور کبھی اس طور سے لکھا ہے کہ احوالِ باطن میں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف رنگا رنگی کیوں نظر آتی ہے؟ پھر کبھی یہ حالت قبض حالتِ بسط سے آمیختہ ہو جاتی ہے اور (یوں لکھا گیا ہے کہ) جب علوم میں سے کوئی علم ظاہر ہوتا ہے تو تھوڑی دیر کے لیے وہ علم اس کیفیتِ مذکورہ سے بھر جاتا ہے اور ایک جوش و سرمستی بہم پہنچاتا ہے۔ (یہ بھی لکھا گیا کہ) کوئی حال ایسا نہیں ہے کہ آپ اپنے علم کی رُو سے اُس کی کُنہ و حقیقت کا احاطہ نہ کر لیتے ہوں ـــــ سبحان اللہ و بحمدہ

(جواباً لکھتا ہوں کہ) اس راہ کے نشیب و فراز عجیب عجیب رنگ رکھتے

ہیں لیکن حالِ قبض میں اکثر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نفس کے اندر سے ایک دُھواں اُٹھ رہا ہے۔ وہ دُھواں چشمِ رُوح کو پریشان کر دیتا ہے۔ اس قدر تو خود امر فطری ہے، جبلّت و فطرت کو متغیر نہیں کیا جا سکتا۔ رہی یہ بات کہ ارواحِ طیبہ کے خواب میں نہ آنے کا کیا راز ہے، تو وہ راز یہ ہے کہ روح کے دو رُخ ہیں۔ اس کا ایک رُخ وہ ہے کہ جو لطائف خفیہ تک پہونچتا ہے اور ایک رُخ ہے کہ وہ عقل و خیال تک پہونچتا ہے۔ آپ کے مزاج میں روح کا وہ رُخ جو عقل و خیال تک پہونچتا ہے، دُودِ نفس کے سبب سے مشوّش پیدا کیا گیا ہے۔ اِس کے علاوہ اس حال کا ضعفِ عقیدہ یا معصیت وغیرہ کوئی سبب نہیں ہے، لیکن یہ صورتحال استقامتِ نفس کے اندر خلل نہیں ڈالتی۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے استقیموا و لن تحصوا ۔ (مستقیم رہو اور تم استقامت کا احاطہ ہرگز نہ کر سکو گے۔)

تتبّعِ علوم کے بغیر، عدمِ استقرارِ احوال کو جو آپ نے لکھا تھا، اُس کا راز یہ ہے کہ آدمی میں دو قوتیں پیدا کی گئی ہیں: قوتِ علمیۃ اور قوت عملیۃ ــــــ جس جماعت کی فطرت میں قوتِ علمیہ کو قوی تر پیدا کیا گیا ہے۔ ہمیشہ اُن اشخاص کے احوال اُن کی عقول میں ابتداء کریں گے اور جس جماعت کی فطرت میں قوتِ عملیہ قوی پیدا کی گئی ہے، اُن اشخاص کے احوال پہلے اُن کے قلوب میں واقع ہوں گے۔ ذلك تقدير العزيز العليم [یس ۳۸] ۔ (یہ عزیز و علیم کا اندازہ ہے)

ایک بزرگ (حافظ شیرازیؒ) نے فرمایا ہے ؎

نصیحتے کُنمَت یاد گیر و در عمل آر + کہ این حدیث ز پیرِ طریقتم یاد است

ترجمہ (میں تم کو ایک نصیحت کرتا ہوں، اس کو یاد کرو اور عمل میں لاؤ کیوں کہ مجھ کو اپنے پیرِ طریقت سے یہی بات یاد ہے۔)

رضا بداده بده، وز جبین گره بکشائے
کہ بر من و تو درِ اختیار نکشاد است

ترجمہ (اس کی دی ہوئی چیز پر راضی ہوجاؤ اور اپنی پیشانی سے گرہ کھول دو یعنی چیں بہ جبین مت رہو۔ اِس لیے کہ میرے اور تمہارے اُوپر اختیار کا دروازہ نہیں کھولا گیا ہے)

اس کے باوجود ان دو میں سے ہر جماعت و قوم نے وہ نفع اور فائدہ پایا ہے، جو دوسری جماعت و قوم کو حاصل نہیں ہے۔ اس جماعت کے بارے میں کہا گیا ہے۔

نہ شبنم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم + چو غلامِ آفتابم ہمہ زآفتاب گویم

ترجمہ (نہ میں رات ہوں اور نہ رات کا پرستش کرنے والا ہوں کہ میں خواب کی باتیں کروں۔ میں تو آفتاب کا غلام ہوں اور آفتاب ہی کی بات کہتا ہوں)

فی الحقیقت اکثر اکابرِ نقشبندیہ قلب کو پرورش کرنے اور بے نشانی کی طرف توجّہ کو ملکہ بنا لینے کی وجہ سے واقعات میں وسعت دینے سے یکسو، اور تجلیاتِ صُوریہ سے دور رہیں۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے احوال آپ کے علوم کے تابع تھے۔ اِسی وجہ سے قرآن مجید تمام علوم کا جامع بن کر نازل ہوا۔

اور حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "آپ کا خُلق قرآن تھا۔"

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا قصہ یاد کرنا چاہیئے۔ إن فضّل عليكم قوماً فقد فضّلكم على كثيرين (اگر اللہ نے تمہارے اُوپر کسی قوم کو فضیلت دی تو تم کو بھی بہت سی قوموں پر فضیلت دی) اور اِس آیت کو پڑھنا چاہیئے۔ ولا تتمنّوا مافضل الله به بعضكم على بعضٍ [النساء ٣٢]

(مت تمنّا کرو اُس فضیلت کی کہ جس کو اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر عطا فرمائی ہے)

والسّلام

مکتوب

﴿۵۸﴾

باباعثمان کشمیریؒ

ابنِ محمد فاروق ابنِ شیخ محمد

کے نام

اللہ تعالیٰ اسلاف کرام کے فرزند اور محترم ارواح کی شعاعوں کے پڑنے کی جگہ کو (آپ کو) اجمالی استعدادِ جبلّی کے ثمرات اور اُن اشغال واوضاع میں جو خاندانی بزرگوں کی برکات کے مناسب ہیں، مشغول رکھے۔

(ترجمہ شعر عربی)

" اے عثمان آپ کو وہ بلندیِ عزت مبارک ہو جو محمدؐ اور فاروقؓ (باپ اور دادا) کے بعد آپ کو حاصل ہوئی "

(۲) جب انسان کی طبیعت اصل (وسرشت) کے لحاظ سے اچھی ہوتی ہے تو ہر مقام کے اوصاف اُس کے قریب ہو جاتے ہیں "

مکتوبِ بہجت اُسلوب پہونچا اور مضامینِ مرقومہ معلوم ہوتے۔ ہماری اصل رائے تو آپ کے بارے میں یہ ہے کہ اپنے جدِّ امجد قدّس سرّہ کی جگہ پر قیام سے روکیں، ہم نے موجود حالت میں اِس کی ترغیب دینے سے توقّف کیا۔ ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اچھی حالت کے بعد بُری حالت ہو جانے سے۔

ہم اس بات کے منتظر ہیں کہ خود حضرتِ رب جلّ مجدہٗ (آپ کے حق میں) صفتِ اجتبار کے ساتھ تصرّف فرمائیں۔

(ترجمہ مصرعہ) "اگر کوئی خوشی سے نہ آتے تو اُس کی پیشانی کے بال کھینچتے ہوئے اپنی طرف لاتے ہیں"۔ اس قدر تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ صورتِ حقیقۃ الحقائق جو کہ فقرائِ بابُ اللہ کے نفوس میں سماتی ہے، کبریتِ احمر (سُرخ گندک) کی طرح جُھک جائے گا ___ نیز وہ سَعد السعُود (سعادتوں میں سے ایک سعادت) مفتاحِ خزائنِ الجود (سخاوت وکرم کے خزانوں کی کنجی) نورُ الانوار (انوار میں سے ایک نور) سرّ الاسرار (رازوں میں سے ایک راز) مہبِ نفحات (خوشبوؤں کے پھیلنے کی جگہ) اور مَہبطِ البرکات (برکات اُترنے کی جگہ) ہے، اُس بطاقہ (پرچے) کی طرح جس پر لا إله الاّ الله لکھا ہوا ہوگا اور اس کا پلّہ (قیامت میں تمام دفتروں کے مقابلہ میں جُھک جائے ___

آپ نے نواب محترم سلّمہ اللہ کے اَوراد کے بارے میں لکھا تھا کہ اُن کا عزم ہے کہ وہ اَوراد میں تخفیف اُسی طرح کر دیں گے، جس طرح سے طے اور مقرّر کر دیا جائے گا۔"

واقعی عزیز القدر نواب محترم کے لیے صلٰوۃ الحاجۃ کا برابر پڑھتے رہنا، اُن تمام اشغال کے ہوتے ہوتے دشوار ہے، اور مہینے میں ایک دوبار صلوۃ الحاجۃ کا پڑھ لینا کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اُن کے بارے میں دعا کی گئی اور آثارِ قبولیت ظاہر ہوئے۔ اگرچہ وہ اِن (نفلی) اعمال کی احتیاج نہیں رکھتے ہیں لیکن چونکہ اوقات کے ساتھ حوادث کی تخصیص کے ادراک میں بشری عجز پایا جاتا ہے۔ اس لیے اس قسم کے (نفلی) اُمور میں مشغولیت رکھی جاتی ہے ___ ہر بات کے لیے ایک وقت ہے اور ہر نکتے کا ایک مقام ہے ___ ان شاء اللہ تعالیٰ ان تمام اوراد پر (جو نواب محترم کے عمل میں تھے) غور کر کے (بغرضِ تخفیف) انتخاب کر دیا جائے گا ___

ہر چند عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام باستحقاقِ تمام برادرم میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ نے اب بھی مجھے (پھلت سے دہلی) واپس جانے کی اجازت نہیں دی۔ لیکن بعض اسباب کے پیشِ نظر خصوصاً برخوردار محمدؔ کی نسبتِ نکاح کی وجہ سے، جس کو عنقریب انجام دینا ہے، یہ قصد ہے کہ اس مہینے کی ۲۰ر تاریخ کو (دہلی) پہونچا جائے۔ اگر تدبیر موافق تقدیر ہوئی تو اِس تاریخ کو (دہلی) پہونچنا ہوگا ــــــ

والسلام

مکتوب

﴿۵۹﴾

استاد زادہ

شیخ ابراہیم ابن شیخ ابو طاہر محمّد کُردی مدنی رح

کے نام

(تعزیت میں)

(ترجمہ عربی سے)

اللہ تعالیٰ - نیک اور عالی ہمت عالم، لوگوں کے پیشوا، نسلاً بعد نسلٍ بزرگی کے وارث اور اسلافِ کرام کی میراث کے جامع مولانا شیخ ابراہیم ابنِ سیدی شیخ ابُو طاہر کُردی مدنی کے دُروس و اسباق کے ذریعے علم کے آثار اونچے اور اُس کی بنیادیں مضبوط کرے - دین کے جھنڈوں کو بلند اور ارکانِ دین کو قوی اور مستحکم کرے، نیز حدیث کے باغ کو سر سبز و شاداب اور اُس کی رونق کو دوبالا کرے - اللہ تعالیٰ حدیث کا مشغلہ رکھنے والوں کو تازگی اور نُور بخشے اور حدیث کی شانِ بُلند کو بُلند تر کردے ـــــ

امّا بعد ـــــ اللہ تعالیٰ آپ کے اجر کو عظیم کردے، اور ہمارے شیخ (آپ کے پدرِ بزرگوار) شیخ ابوطاہر مدنی رح کی وفات پر آپ کو صبرِ جمیل کا اِلہام واِلقاء فرمائے ـــــ بیشک میں خود انتہائی غمگینی کی وجہ سے اِس بات کا مستحق ہوں کہ میری تعزیت کی جائے، اور حضرتِ شیخ کے انتقال پر دُعاے صبر کے ساتھ مجھے بار بار تسلّی و تشفی دی جائے - اللہ کی قسم جب سے میں نے حضرتِ اُستاذِ معظم

کی خبرِ وفات سنی ہے، اور یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ ہم سے (منھ موڑ کر) اپنے رب اور جنّت کی طرف منتقل ہوگئے ہیں، برابر ایسے قلق میں مبتلا ہوں جو جگر شگاف ہے اور ایک ایسے اضطراب میں ہوں جو کہ آشوبِ چشم کے مریض (آنکھیں دُکھنے والے) کو ہوا کرتا ہے۔ میرے اوپر ایک ایسا بادل گھرا ہوا ہے جو غم و الم کی بارش برسا رہا ہے، اور میرے نیچے بھڑکتی ہوئی آگ کا ایک دریا ہے جو موجیں مار رہا ہے۔ اور یہ کیفیتِ غم و الم کیوں نہ ہو جب کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اہلِ زمین کے واسطے مجسّم برکت اور اُس پر بسنے والوں کے لیے ایک روشن دلیل اور حجت تھے ___ جو دار الہجرۃ (مدینہ منوّرہ) کے امام تھے اور اعیان واکابرِ مدینہ منوّرہ میں بہترین شخصیت تھے۔ میرے اُوپر اُن کی جو مہربانیاں تھیں اُس کے آثار نمایاں اور ظاہر تھے ___ اُن کے ساتھ میری محبت بھی ضرب المثل تھی ___ اس محبت کی کنہ وحقیقت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ میں اُن کی یہ بات بھی کبھی نہیں بھولوں گا کہ جب میری (مدینہ منوّرہ سے) واپسی کا وقت ہوا اور قافلہ کے اونٹوں نے جُدائی کے قریب پہونچایا اور فراق قریب ہوگیا، تو میں نے حضرتؒ سے مختلف باتوں کو عرض کیا اور یہ شعر پڑھا ؎ (ترجمہ شعر عربی):

"میں ہر اُس راستے کو بھول گیا جس کو میں جانتا پہچانتا تھا، مگر
وہ راستہ (یاد ہے) جو مجھ کو آپ کے گھر تک پہونچاتا ہے۔"

پس اُن کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں، اور اُن کے دونوں رخسار سرخ ہوگئے ___ یہاں تک کہ اُن کے گریہ و بُکا نے اُن کو گلوگیر کردیا۔ (یعنی اُن کی آواز بھرّا گئی) اس کے بعد اُنھوں نے میرے لیے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دُعا کی۔ میں یہ بات بھی کبھی فراموش نہیں کروں گا کہ جب میں نے حضرت والاؒ سے معلوم

کیا کہ "آپ کی عمر کتنی ہے"؟ تو انھوں نے فرمایا کہ وہ عمر ہے جو موت کی منزل ہوتی ہے۔ یعنی ساٹھ اور ستر کے درمیان ہے۔

(ترجمہ شعر عربی):

" اگر میں چاہوں کہ خون کے آنسو روؤں تو البتہ میں ایسا کر سکتا ہوں۔ لیکن صبر کا میدان بہت وسیع ہے"

اور اسباب گریہ کے ہجوم اور غم و الم کی وجہ سے زمین و آسمان کی تنگی کے وقت یہ امر میرے دل کی تسلی اور میرے اعتماد کا عصار (سہارا) بن جاتا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ جیسا فرزند اپنا قائم مقام چھوڑا ہے۔ خدا کرے کہ یہ مجد و شرف آپ کے قیام اور زندگی کی وجہ سے ہمیشہ رہے — بیشک شیر کا بچہ شیر کے مشابہ ہوتا ہے، اور باپ کا راز بیٹے سے نمایاں ہوتا ہے —

ترجمہ شعر عربی):

" اے پناہ گاہ اہلِ زمانہ آپ بقاے دہر تک قائم اور سلامت رہیں اور یہ وہ دعا ہے جو تمام مخلوقات کے فائدے کو اپنے اندر شامل کیے ہوتے ہے۔ سلام اللّٰہ و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ علیکم اولاً و آخراً۔

مکتوب

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی ظاہری و باطنی نعمتیں آں سجادہ نشینِ اسلافِ کرام باستحقاقِ تمام کے حالِ خیریت مآل کو شامل رہیں ـــــ

عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ـــــ آپ جو کہ اخیار و ابرار کی اولاد ہیں، آپ کے حق میں ہم ربّ العزت کی جناب سے بہت سے وعدے اور بشارتیں رکھتے ہیں، جن کے پورا ہونے کے ہم منتظر ہیں ـــــ بے شک وہ قریب ہے اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے، اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے ـــــ

صوفی کی مثال اُس آدمی کی سی ہے جو اپنے سائے سے پیٹھ پھیر کر دوڑتا ہے اور سایہ اُس کے پیچھے پیچھے ضرور آتا ہے۔ اِسی طرح صوفی اپنا چہرہ بجانبِ قُدس کرتا ہے (بجانبِ قُدس توجہ کرتا ہے)، دنیا کے کالے سائے سے بھاگتا ہے، اور دنیا سائے کی طرح اُس کے پیچھے پیچھے دوڑتی ہے ـــــ مصرع

لیلیِ این بزم استغنا است، مجنون احتیاج

(ترجمہ مصرعہ) اُس بزم دنیا کی لیلیٰ (محبوب شے) استغنا ہے اور احتیاج مجنوں ہے۔"

والسّلام

مکتوب

﴿۶۱﴾

مخدوم محمد معین ٹھٹھویؒ (سندھی)

کے نام

(جو سندھ کے اکابر میں سے تھے اور حضرت شاہ ولی اللہؒ سے بیعت ہوئے تھے)

رحمتِ عاجلہ و آجلہ کی پیہم اور لگاتار پھُواریں اُس خطے پر پڑتی رہیں جو فرشتوں سے گھرا ہوا ہے۔ اور ہمیشہ صبح وشام برکتِ ظاہرہ و باطنہ کی ہوائیں اُس محفل میں چلتی رہیں جو لا یشقی جلیسہم (اُن کا ہم نشین بدبخت و محروم نہیں ہوتا ہے اگرچہ وہ عذاب اور سزا کا مستحق ہو) کی صفت سے موصوف ہے، اور رحمت ہو اُس شخص پر جو عمدہ نشانیوں والا ہے، مقاصد میں سبقت لیجانے والا ہے، جو اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑے ہوتے ہے، سنّت کا مُعین و مددگار ہے اور کتنا اچھا مُعین و مددگار ہے ـــــــ آمین یا ربّ العلمین

آپ کے نامۂ گرامی نے ورود فرمایا۔ چونکہ وہ آن جامعِ کمالات کی خیریت اور سلامتی کو متضمّن تھا۔ اِس لیے اُس سے بہجت، سُرور اور انشراح کا ظہور ہوا ـــــ آپ کے بارے میں بعض اہلِ سندھ سے جو یہاں (دہلی میں) مُقیم ہیں، دشمنوں کے لگاؤ بجھاؤ (چغل خوری) اور ایذا دینے والوں

کی ایذا دہی کی خبر سنی ــــ (بعدہٗ) آپ کے نامۂ گرامی کو پڑھ کر جو اُن حالات پر مشتمل ہے، انتہائی درجہ کا رنج و قلق ہوا ـــــ اللہ کی قسم کھاتا ہوں اور مکرّر قسم کھاتا ہوں کہ اگر سلفِ صالح کا جن کے دامن سے یہ فقیر وابستہ ہے، عہد و پیمان نہ ہوتا، اور یہ فقیر نہیں چاہتا ہے کہ اُس عہد کی مخالفت کرے، تو دل بے اختیار چاہتا تھا کہ اِس غلط کاروبار کرنے والوں (چغل خوروں) کے گھروں پر جاکر جو کچھ بھی بن پڑے، اُن کے خلاف (مظاہرہ) کیا جائے۔ بہرحال اُمید یہ ہے کہ حضرت منتقم حقیقی اُن عزیز الوجود کو جو اپنی نظیر نہیں رکھتے، مسلسل تشویش اور پریشانی میں نہیں چھوڑیں گے ــــ

آپ کے یہاں بچہ کا تولّد اور اس کے بعد اُس بچے کے اور اس کی والدہ کے انتقال کر جانے کی خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ حضرت منعم حقیقی جلّ شانہٗ اِس نقصان کی پورے طریقے پر تلافی فرمائیں ــــ

ایک عجیب اتفاق یہ ہے کہ آپ کے نامۂ گرامی کے آنے سے چند روز پہلے اِس فقیر کی اہلیہ جو کہ اکیس[۲۱] سال سے رفیقۂ حیات تھیں، مرضِ اِسہال میں مبتلا ہو کر اس دنیا سے انتقال کر گئیں، اور اُنھوں نے تین بچے چھوڑے جن میں ایک چھ سال کی لڑکی، دوسرا تین سال کا بچہ اور تیسری چھ مہینے کی ایک بچی ہے، اور کوئی بھی (بنظر بظاہر) اِن بچوں کا متکفّل نہیں ہے اِسی سبب سے میرے دل میں یکایک ایک تشویش لاحق ہو گئی۔ لہٰذا عقدِ ثانی کے کشفِ حال کے سلسلے میں توجّہِ تام میسّر نہ آ سکی۔

ان شاء اللہ تعالیٰ چند روز کے بعد جو کچھ واضح ہوگا، لکھا جائے گا لیکن اجمالی طور پر یہ بات نظر آ رہی ہے کہ عقدِ ثانی میں (بلحاظِ انجام)

خیریت ہے— و العلم عند اللہ

(ترجمہ اشعار عربی)

"جب تجھ کو سعادت، چشم عنایت سے دیکھے تو تو بے غم ہو کر سو جا اس لیے کہ اس صورت میں تمام ہولناکیاں امان بن جاتی ہیں۔ اس سعادت کے ذریعہ عنقار کا شکار کرلے، کیوں یہ ایک جال ہے اور اس سعادت کے ذریعہ برجِ جوزا کی تسخیر کرلے۔ کیوں کہ یہ ایک لگام ہے۔"

مکتوب

﴿۶۲﴾

استاد زادہ شیخ ابراہیم مدنی فرزند شیخ ابوطاہر کُردی مدنی

کے نام

(ترجمہ عربی سے)

عوارف کے صاف و شفّاف چشمے، برکتِ مخلوق کے سبب و باعث، بزرگوں کے خلفِ صالح، ائمۂ عالی مقام کے جانشین مولانا شیخ ابراہیم ـــــ پر ہمیشہ جاری رہیں۔ وہ شیخ ابراہیم جو ہمارے شیخ اور ہمارے اُستاد شیخ ابو طاہر کُردی مدنی رح کے بیٹے اور عارف باللہ، قدوۃ الانام، حجۃ الاسلام مولانا شیخ ابراہیم کُردی مدنی رح کے پوتے ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن دونوں کے اسرار کی بدولت بابرکت کردے ـــــ

ازطرف فقیر ولی اللہ بن عبدالرحیم العمری الدہلوی عفیٰ اللہ عنہ بعد السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ واضح ہو کہ ـــــ اگر آپ اپنے محب (اس فقیر) کے بارے میں خیریت کا سوال کرتے ہیں، تو اُس کا جواب یہ ہے کہ یہ فقیر مع اپنے تمام اہل و عیال اور متعلّقین کے بخیر و عافیت ہے۔ آپ کے آبائے کرام کے ذکرِ خیر میں رطب اللّسان رہتا ہے، اُن کے انعامات کا شکریہ ادا کرتا رہتا ہے اور اُن کے علوم کی نشر و اشاعت میں لگا ہوا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے اُمّید کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو آپ کے آبائے کرام

کی برکت سے محفوظ رکھے گا اور اس ملک (ہند) میں آپ کے بزرگوں کے ذکر کو اس عبدِ ضعیف اور اس کی اولاد و اصحاب کے ذریعے زندہ رکھے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مواجہ شریف میں آپ مجھے اپنی نیک دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔ میں نے اس مکتوب سے پہلے بہت سے مکاتیب آپ کو اور لکھے ہیں لیکن آنجناب نے اُن کے جواب سے مشرّف نہیں فرمایا، اور آنجناب نے ہمیں سلام اور گرامی نامہ کے ذریعہ عزّت نہیں بخشی۔ ہم آپ سے اس بے التفاتی کی توقّع نہیں رکھتے تھے۔

اب ہماری یہ درخواست ہے کہ آپ گزشتہ طرزِ عمل کے برخلاف حامِل رقعہ کے ہاتھ یا ہر اس شخص کے ہاتھ جو اُن مقاماتِ مقدّسہ سے ہماری طرف کو آئے۔ اس عریضے کا جواب عنایت فرمائیں، اور ہمیں اپنی اور اپنی اولاد و اصحاب کی خیریت اور سلامتی سے مطلع فرماتے رہیں۔

والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاھراً و باطناً

مکتوب

﴿۶۳﴾

شیخ وفد اللہ مالکی المکیؒ کے نام

(ترجمہ عربی سے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدُ لِلّٰہ وَ صلّی اللّٰہ علیٰ سیّدنا محمّد و آلہ وسلّم

فقیر ولی اللہ ابنِ عبدالرحیم العمری الدہلوی عفی عنہ کی طرف سے بعد عرض سلام و دعاے رحمت و برکت واضح ہو کہ ہمیں آپ کے مکارمِ اخلاق سے اُمّید ہے کہ آپ مواضعِ قبولیت اور اوقاتِ قبولیت میں ہماری، دین و دنیا کی بھلائی کے لیے اور ہماری اولاد و اصحاب کے لیے دعاے خیر فرمائیں گے۔ آپ کے صاحبزادے شیخ حسین نے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ نے کم سنی کے زمانے میں فریدِ عصر شیخ محمد ابن علاء البابلی قدّسَ اللہ سرّہٗ سے ملاقات کی ہے اور اُنھوں نے آپ کو اپنی تمام مَرویاتِ صحیحہ کی اجازت عنایت فرمائی ہے۔ اگر یہ بات اِسی طرح ہے اور صحیح ہے تو یہ بہت اُونچی سند ہے۔ آنجناب سے امید ہے کہ آپ مجمل اور مفصّل طور پر اجازت عطا کرکے ہمیں مشرّف فرمائیں گے۔ نیز اپنی اسانیدِ عالیہ، اپنے فوائدِ منتخبہ اور اپنے مُسَلسلاتِ متّصلہ سے بھی مطلع فرمائیں گے۔

اُمّید ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو مُقامِ صدق میں اپنے اولیاء کے گروہ اور اپنے رسولؐ کے طریقے کے حاملین کے زُمرے میں جمع کرے۔

و الحمدُ للّٰہِ ربّ العٰلمین

مکتوب

﴿۶۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

مکتوب الیہ کے والد ماجد شاہ عبید اللہ پھلتی رح کی تعزیت میں۔ جو شاہ صاحب کے حقیقی ماموں تھے۔

حقائق و معارف آگاہ، فضائل و فواضل دست گاہ، سجادہ نشینِ اسلاف کرام باستحقاقِ تمام، عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالے ___

جمیع حرکات و سکنات اور تمام افکار و خطرات میں اللہ کی تائید سے مؤیدؔ اور اُس کی نُصرت سے منصور رہیں ___ فقیر ولی اللہ عفیٰ عنہ کی جانب سے سلام محبّت مَشام کے بعد مطالعہ کریں ___ اپنی عافیت پر اللہ تعالے کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ سے آپ کی دائمی عافیت و سلامتی زبانِ حال و قال سے ظاہری و باطنی ہر حیثیت سے مقصود و مطلوب ہے ___ اگرچہ مشفق مرحوم و مغفور (ماموں شاہ عبید اللہ پھلتی رح) کی وفات کا جانکاہ و جاں گداز واقعہ مرحوم کے وابستگانِ خدمت سے قطعِ نظر کر کے، ملک و ملّت کی نسبت و اعتبار سے بھی عمومی طور پر ظاہری و باطنی حیثیت سے ایک عظیم مصیبت ہے، اس لیے کہ حضرت مرحوم کا وجودِ مبارک کمالِ عبادت و زُہد میں، نیز توکّل، جُود و سخا، شفقت بر خلق اللہ، قول، فعل اور حال کے ذریعے دین کے اندر استقامت

اور انوارِ طاعات کے ساتھ منور ہونے کے لحاظ سے اس دورِ حاضر میں عدیم النظیر تھا ـــــ اُن کا دیکھنا کبریتِ احمر تھا اور اُن کا کلام کیمیاء اثر تھا۔ اُن کے مآثر و خصائل سلفِ صالح کے حالات کو یاد دلانے والے تھے۔ بلاشک و شبہ اُن کی توجہ بلیات کو دفع کرنے والی، عطیاتِ خداوندی کو کھینچنے والی، اور برکات کو جمع کرنے والی تھی ـــــ اس کے علاوہ بھی اُن کے اندر اتنے اوصاف تھے کہ جن کا اگر ذکر کیا جائے تو کلام طویل ہو جائے گا ـــــ لیکن جب ایامِ غم میں آں عزیز القدر کو دیکھا گیا اور فراست نے بھی یہ حکم لگایا کہ آپ کے ظاہر و باطن میں تفرقہ پڑ گیا ہے، یعنی آپ کا ظاہر غم و الم سے متاثر ہے، اور باطن صابر بلکہ راضی، اور سرِ تسلیم خم کرنے والا ہے، تو (اس بات سے) فقیر کے دل کا قلق دور ہو گیا، اور اُس نے جان لیا کہ تائیدِ الٰہی آپ کے حال بہجت اشتمال کو شامل ہے، اور وہ واقعہ یاد آیا جب حضرت سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تمام اصحاب پریشاں دل ہو گئے تھے اور حضرت صدیق اکبر رضؓ کمالِ محبت و فنا، طولِ صحبتِ اقدس اور انتہائی اِذعان و تسلیم کے ساتھ ساتھ جو اُن کی خصوصیت تھی، بہت ہوش اور بیداری کے ساتھ ثابت قدم رہ کر یہ آواز لگا رہے تھے کہ جو شخص (نعوذ باللہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا تو (وہ سن لے کہ) اُن کی وفات واقع ہو گئی اور جو شخص ربِّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو (وہ سن لے کہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ربّ (اس وقت بھی اور آئندہ بھی) حیّ اور لایموت ہے (اور رہے گا)۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ کلمہ ایک عجیب کلمہ ہے جس میں استحقاقِ خلافت کا راز پایا جاتا ہے، اور وہ راز یہ ہے کہ اللہ کا طریقہ اس طرح

جاری ہے کہ کسی کامل کو اِس عالم سے نہیں اُٹھاتے ہیں، مگر افرادِ قوم میں سے ایک فرد کو جو کہ اُس کا خلیفہ و جانشین ہوگا، پورا پورا ہوش اور کامل دانشمندی عطا فرما دیتے ہیں، اور اس خلیفہ و جانشین کے دریا جیسے دِل کے گرداگرد پراگندگی حواس کا گذر بھی نہیں ہو پاتا ہے، اور اس کا میلانِ خاطر کلیتہً اس کامل کے مقام و مرکز میں قیام کرنے کی طرف کر دیتے ہیں۔ اِس کے علاوہ اُس کامل کی سیر صالحہ کی جانب توجّہ و اعتناء بھی اُس کے دل میں ڈال دیتے ہیں ـــــ یہ اللہ کی سنّت (طریقہ) ہے اور" تو اللہ کی سنّت میں تبدیلی نہیں پائے گا" ـــــ

میں اللہ تعالیٰ کی پوری پوری ظاہری و باطنی تمام و کمال حمد کرتا ہوں۔ اُس کی اِس کارسازی پر جو میں نے دیکھی اور جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ معاملہ فرمایا ہے ـــــ پھر آپ کو معلوم ہے کہ اہل اللہ کے حالات کے اختلاف پر نظر ڈالنا محروموں اور محجوبوں کے لیے ایک لاعلاج بیماری ہے۔ فقیر نے مجالسِ متعدّدہ کے اندر بہت سی تقریرات میں واضح کر دیا ہے کہ اہل اللہ صورۃً آپس میں مختلف لیکن معنیً اور حقیقت میں متّفق ہوتے ہیں۔ نیابت و خلافت کی شرط معنیٰ حقیقت کا اتفاق ہے، صورت میں اتّفاق ہو یا نہ ہو ـــــ

اہل اللہ میں سے ایک جماعت ایسی ہوئی ہے جو بے مال و متاع، مفلس اور نانِ شبینہ سے محتاج تھی۔ اہل اللہ میں سے کچھ ایسے اغنیاء بھی ہوئے ہیں۔ جو لاکھوں درہم و دینار کے مالک تھے۔ کچھ اہل اللہ غیور اور بہت عزت مند ہوتے ہیں۔ تھوڑی سی بے ادبی پر بھی بے ادب کے حق میں غیرت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور بے ادب کو گرا کر چھوڑتے ہیں ـــــ

اہل اللہ کی ایک جماعت حلیم و بُردبار ہوتی ہے۔ اہل اللہ کی ایک جماعت

کے افراد اہلِ ظہور ہوتے ہیں۔ جو بھی اُن کو دیکھ لیتا ہے اُن کا مُسخر ہو جاتا ہے اور اُس کی زبان اُن کی ثناء و تعریف میں کھُل جاتی ہے اور اُس دیکھنے والے کا دل اُن کے اعتقاد سے پُر ہو جاتا ہے۔

اہل اللہ کی ایک جماعت ایسی ہوتی ہے جو گوشۂ خمول و گمنامی میں رہتی ہے اور کوئی بھی اُن کو نہیں پہچانتا ہے اور اُن کو کسی حساب میں نہیں لاتا ہے۔

صدقِ حال اور خدا کے لیے اپنے نفس کو تج دینا' اور اپنے ظاہر و باطن کو خدا کے سپرد کر دینا، یہ ایک ایسے مشترکہ معنیٰ ہیں کہ تمام اہل اللہ اور اولیاء اللہ اس میں باہم متفق ہیں اور اس معنیٰ میں متفق ہونا نیابت و خلافت کی شرط ہے۔

(ترجمہ شعر فارسی)

"اگر صاف شیشہ نہیں ہے تو پُرانا پیالہ ہی سہی۔ تلچھٹ پینے والے رند کو ان تکلفات سے کیا واسطہ"

اولیاء اللہ کے صفاتِ محمودہ لوگوں کے سامنے کھول کھول کر بیان کر دیے گئے ہیں۔ خصوصاً وہ صفات کہ لوگوں کا فہم جن کا احاطہ کر سکے مثلاً حلم، تقویٰ اور زہد ___ اس بارے میں آں عزیز القدر کو وصیتیں اور نصیحتیں لکھنا تحصیل حاصل ہے (فضول ہے)۔ لیکن ادبِ طریقہ اور محبتِ ازلیّہ و ابدیّہ مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں نصیحتوں کو بیان کروں۔ جاننا چاہیئے کہ جب کوئی درویش کسی منصب پر فائز ہوتا ہے تو چاہے وہ خلافتِ کبریٰ کا منصب ہو یا فقط خلافتِ ارشاد کا، اس کے لیے لابُد اور ضروری ہے کہ آدمیوں میں سے تین قسم کے گروہ اُس کے کام میں مانع ہوں۔ اُس درویش کو ہمتِ تامّہ سے کام لینا چاہیئے تاکہ ان تینوں گروہوں کی مکاریوں اور حیلہ سازیوں سے رہائی پائے۔

پہلا گروہ: اہلِ حسد (حاسدین) کا ہے کہ وہ اُس درویش کے ظاہر و باطن

پر نظرِ بداندیش ڈالتے ہیں اور مخالفت کی بہت سی باتیں سوچتے ہیں ___
اہل اللہ کے نزدیک اس گرہ کا علاج رب العزّت کی درگاہ میں ان لوگوں کی بدی اور بداندیشی سے رہائی پانے کے لیے التجاء کرنا ہے تاکہ اُن کے مکائدسے نجات وخلاصی حاصل ہو۔ یہ نہ ہو کہ خود انتقام لینے کے درپے ہوجائے۔ یاکسی دوسرے کو انتقام لینے کا اشارہ اور حکم کرے۔ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت صدیقِ اکبر رضؓ کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا، اور وہ خاموشی کے ساتھ اُس پر صبر کر رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسکرا رہے تھے۔ جب حضرت صدیق اکبر رضؓ نے انتقام کے طور پر جواب دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اُٹھ گئے اور فرمایا کہ صدیقینؓ کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ لعنت وملامت کرنے والے ہوں۔"

دوسرا گروہ احمق اور نادان خیر خواہوں کا ہے کہ وہ تسویلاتِ شیطانیہ (شیطان کے بہکانے اور ملمع سازی کی وجہ) سے یہ چاہتے رہیں کہ وہ اس درویش کی اچھی وضع کو غارت اور زائل کردیں۔ اس گروہ کا علاج یہ ہے کہ اپنی نرم کلامی سے اُس گروہ کو مایوس کردیا جائے تاکہ وہ پھر اس کے مزاج میں دخل نہ دے سکیں۔

تیسرا گروہ اہل وعیال کا ہے کہ اس درویش سے وہ بات چاہتے ہیں جو اُس کی طاقت سے باہر ہو اور وہ اس کی کوشش اور فکر میں ضرور اپنے اوقات کو ضائع کرے۔ اِس گروہ کا علاج یہ ہے کہ اُن کی تکلیف رسانی پر صبر کرے اور بتدریج اس طرح اُن (اپنے اہل وعیال) کے سامنے ثابت ومحقّق کردے کہ وہ اس عزیز درویش کی وضع کو اچھا سمجھنے والے ہوجائیں یا وہ جبرًا وکرھًا اپنے مطالبے سے باز رہیں۔ والحمد للہ أولاً و آخراً ظاھراً و باطناً

مکتوب

﴿۶۵﴾

شاہ محمدؐ عاشق پھلتیؒ

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالےٰ ـــ

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے، اور اُس کی درگاہ سے آپ کی عافیت مطلوب ہے ۔ دل ہمیشہ آپ کے اخبارِ مسرت آثار کا منتظر و مشتاق رہتا ہے ـــ حضرت سرور انبیاء علیہ من الصلوات اتمہا و من التحیاتِ اکملہا کے اس قول مبارک کے مطابق ہے جو زبانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برآمد ہوا ـــ (اور وہ یہ ہے کہ) "اے اللہ طلب کر میرے لیے ایک ایسا حبیب جو میری ذات سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہو" ـــ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی خیریت سے زیادہ آپ کی دعاء خیریت کی جاتی ہے ـــ اللہ ہی دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے اور اُسی سے مدد طلب کی جاتی ہے ـــ

والسلام

مکتوب

(۶۶)

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

(اپنے فرزند (شاہ رفیع الدین) کے تولد کی اطلاع میں)

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شاہ محمد عاشق سلمہ اللہ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام محبت مشام مطالعہ کریں۔
اللہ کی نعمتوں پر اُس کا شکر ہے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست ہے کہ وہ آپ کے اُوپر بھی ظاہری و باطنی نعمتوں کا سلسلہ ہمیشہ قائم رکھے۔

میرے حق میں جدید نعمتوں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے منگل کے دن ۹/ ذی الحجہ کو ضحوۃ الکبریٰ کے وقت ایک لڑکا عطا فرمایا۔ چونکہ حمل سے اُس کی والدہ بیمار تھیں، اور شفاء کی اُمید بظاہر منقطع ہو گئی تھی، میاں (شاہ) نور اللہ کو خواب میں مشارٌ الیہا (والدہ رفیع الدین) کی شفایابی اور ایک فرزند کے تولد کی بشارت دی گئی تھی، اور اِس خواب میں میاں نور اللہ کے دل میں یہ بات گزری تھی کہ نومولود (بچے) کا نام ہمارے حضرت (شاہ عبدالرحیم رح) کے نانا کے نام پر رفیع الدین ہوگا۔

علاوہ ازیں اِس فقیر نے ایک دن اسم یا وہّاب کے ورد کے اثناء

میں اللہ تعالیٰ کی بعض نعمتوں کا مشاہدہ کیا جو اس مسکین کے حق میں مقدر ہوئی تھیں منجملہ اُن نعمتوں کے یہ لڑکا بھی (مشاہدہ میں) متمثل ہوا تھا۔ اِن ہر دو واقعات (خواب اور مشاہدہ) کے ادب کو پیش نظر رکھ کر اُس بچہ کا نام رفیع الدین عبدالوہاب رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس (بچے) کی اِس طریقے پر تربیت فرمائے۔ کہ وہ اللہ تعہ کا محبوب اور پسندیدہ بندہ بن جائے اور امانتِ توحید کا بوجھ اٹھانے کے لائق ہو جائے ـــــ

آپ کا مکتوب بہجت اُسلوب پہونچ گیا۔ آپ کی جمعیتِ ظاہرہ و باطنہ اور آپ کی تقسیم اوقات جو بہت ہی اچھی طرح پر ہے، اِس مکتوب سے معلوم ہوئی ـــــ اس پر اللہ کا شکر ادا کیا گیا۔ تمام حالات میں نصرتِ الٰہی آپ کو شامل و حاصل رہے ـــــ ان دنوں چونکہ کتاب مسوّیٰ (شرح موطا بہ زبانِ عربی) کی تالیف پر محنت کی جا رہی ہے۔ اس لیے کتاب انتباہ فی سلاسلِ اولیاء اللہ وغیرہ کی تالیف کے لیے فرصت نہیں ہوتی۔ ان شاء اللہ انتباہ (مکمل کرکے) بھیجی جائے گی۔

مخدوم معین (ٹھٹھہ سندھی) کا مکتوب جو سید سعد اللہ کی جانب لکھا گیا ہے، اس کو بھی (مسودۂ کتاب میں) داخل کردیں ـــــ وہ خط خوب ہے۔ اپنے سوانح و حالات بھی کتاب قولِ جلی میں داخل کردیں اور (اپنے سوانح کی) ابتداء فقیر کے اُس مکتوب سے کریں جس کو لکھ کر بھیج رہا ہوں اور اپنے احوال خوب تفصیل سے لکھیں ـــــ

(ترجمہ شعر عربی) "آپ خیال کرتے ہیں کہ آپ ایک چھوٹا سا جثہ ہیں۔ حالانکہ آپ کے اندر عالم کبیر لپٹا ہوا ہے"ـــــ

اس کتاب میں آپ اپنے رسائل بھی لکھیں۔ البتہ آپ کا حاشیۂ خیر کثیر جواب تک نامکمل ہے۔ اس کو بھی اگر لکھیں تو بہت اچھا ہے اور اگر نہ لکھیں تو خیر ـــــ اگر یہ حاشیہ نامکمل (قول جلی میں) نہ لکھیں تو اسکے بعض فوائد رسالۂ درایات میں داخل کردیں۔ رسالہ عم (شاہ ابوالرضاؒ) رسالۂ والد فقیر (شاہ عبدالرحیمؒ) اور مآثرِ رحیمیہ کو ضرور (قول جلی میں) داخل کرنا چاہیئے۔

مکتوب

﴿۶۷﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلاف کرام، شاہ محمد عاشق سلمہ اللہ ــــ
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد سلام محبت التیام و دعواتِ ظاہرہ و باطنہ مطالعہ کریں ــــ

دو تفصیلی خط محمد فاخر کے ہاتھ بھیجے گئے ہیں، جو پہونچے ہوں گے۔ وہ دونوں خط کافی ہیں ــــ باقی کلام یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موکّد و محقّق امید رکھتے ہیں کہ وہ ہم کو اور آپ کو "مقامِ صدق" میں اپنے نزدیک جمع کرے گا۔ نیز ایسی جگہ ہمیں جمع کریگا کہ جس کی جہات سورج کے مانند بلند ہوں اور اُن جہات کا نچلا حصہ اس چمکتے ہوئے ریگستانی ریت کی طرح ہو جو پانی جیسا نظر آتا ہے ــــ پس ہم سب اُس (نور کے) بحرِ موّاج میں غوطے لگائیں اور غوطے لگانے کے بعد اپنے سروں کو اونچا اُٹھائیں۔ درحقیقت وہاں نہ ہم ہوں گے اور نہ ہمارے سر ہونگے۔ بلکہ یہ سب کچھ ہوگا، اللہ کے ساتھ، اللہ ہیں، اللہ کی طرف سے اور اللہ تک ــــ
(قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَتلكَ الأمثالُ نَضرِبُها لِلنّاس ط و مَا يعقلها إلاّ العَالمون ○ [العنكبوت ۴۳] (اور یہ مثالیں ہیں جن کو ہم بیان کرتے ہیں لوگوں سے ــــ اور اِن کو سوائے علم والوں کے کوئی نہیں سمجھتا ہے)

مکتوب

﴿۶۸﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام، میاں محمد عاشق سلمہ اللہ
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام محبت مشام مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس کی درگاہ میں آپ کی عافیت کے لیے دُعا کرتا ہوں۔

فراستِ صادقہ کے ذریعے بار بار یہ حقیقت ثابت ہو گئی ہے کہ اسلافِ کرام کا سجادہ نشین ہونے اور عنایاتِ ارواح کا آشیانہ بننے کا راز آپ کے اندر متحقق و موجود ہے ـــــ

آپ نے ایک وسوسہ کے متعلق لکھا تھا جو چند روز تک برابر آپ کے دل میں رہا، اور وہ یہ کہ آپ بعینہٖ اپنے والدِ ماجد (شاہ عبید اللہ رح) کی طرح ہو گئے ہیں، تو یہ اسی راز کی ایک نمائش ہے کہ جس کا ابھی ذکر کیا گیا ـــــ
اور محمد عارف کا خواب میں یہ دیکھنا کہ آپ نے ستو کا پیالہ کُل پی لیا، جو بچے ہوتے ستو پیالے کے اطراف میں لگے ہوئے تھے، اُن کو خواب دیکھنے والے

(محمدؔ عارف) نے پی لیا اور اُس بچے ہوتے حصّے نے خواب دیکھنے والے کو شکم سیری کی حد تک پہونچا دیا۔ اِس خواب کی تعبیر آپ کے حق میں برکتِ متعدّیہ کا موجود ہونا ہے' اور احمد کا یہ خواب دیکھنا کہ صوفیاے متقدّمین میں سے کسی ایک صوفی سے آپ کا موازنہ کرنے میں بحث ہورہی ہے اور خواب دیکھنے والے (احمد) نے اُس وقت یہ شعر پڑھا ؎

طرّۂ سنبل کجا و طرّۂ گیسو کجا
ہر دو پیچا نند امّا این کجا و اُو کجا

(ترجمہ شعر)

"کہاں طرّۂ سنبل اور کہاں طرّۂ گیسوے محبوب ــــ اگرچہ دونوں پیچیدگی کے اندر مشابہت رکھتے ہیں لیکن دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔"

اس میں یہ بات دکھائی گئی ہے کہ آپ نے لطائفِ خفیہ مثلاً حجرِ بہت و انا کو جمع کرلیا ہے ــــ

والسّلام

مکتوب

﴿۶۹﴾

بابا عثمان کشمیریؒ کے نام

(تلقین و تعلیم میں)

فضائل و کمالات مآب سُلالتہ الاکابر مولوی بابا عثمان سلمہ اللہ تعالےٰ ـــــ اللہ تعالےٰ ان کو سلامت رکھے ـــــ اور تمام حالات میں اُن کے ساتھ لطف و کرم کا معاملہ فرمائے ـــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں ـــــ

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اس کے فضل و کرم سے یہ مطلوب ہے کہ وہ آپ کو عافیت اور سلامتی کے ساتھ رکھے۔ بیشک وہ قریب ہے، اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔ آپ کے خطوط یکے بعد دیگرے آتے رہے، اور ہم نے پڑھے۔ وہ خطوط تشویش و قلق کی زیادتی اور فراوانی پر مشتمل تھے ـــــ اس بات سے دل فکرمند اور غمگین ہوا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے تقریباتِ خارجیہ و نفسیہ کے ذریعے سے آپ کے شدائد کے آسان ہونے کی دُعا کی ـــــ ایک بات آپ کو یاد دلائی جاتی ہے۔ اُمید ہے کہ اس بات کا یاد رکھنا قلق و تشویش کا دور کرنے والا بن جائے گا۔ اس کو اچھی طرح گوش ہوش کے ساتھ سماعت کریں ـــــ (وہ بات یہ ہے) علومِ حقہ کی تحصیل میں کوشش کیوں کی جاتی ہے؟

اس لیے کی جاتی ہے کہ تحصیلِ علم، کمالِ قوتِ عقلیۃ حاصل کرنے کا ایک راستہ ہے۔ ترقیِ باطن میں کوشش کس سبب سے مطلوب ہے؟ اس سبب سے مطلوب ہے کہ ترقیِ باطن، نفس کے رنگِ جبروت سے رنگین ہونے کا راستہ ہے۔ پس تمام مساعیِ مشکورہ کا خلاصہ کمالِ نفس کی طلب ہے۔ نفس ناطقہ کی صفات کے جاننے والے یہ بات یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ جو صفت تمام صفاتِ محمودہ اور اخلاقِ فاضلہ کی اصل و بنیاد ہے، اور جس کے حاصل کیے بغیر کسی فضیلت کا (قلب میں) رسوخ اور کسی فضیلت کے آثار کا ظہور نہیں ہو سکتا۔ وہ صفت، رزانتِ نفس (اُستواری و وقارِ نفس) اور اس کے ساتھ ساتھ شدائد و آلام سے نفس کا متاثر نہ ہونا ہے ـــــ پس اگر قوتِ عقلیہ یا جب تک کہ نفس سنجیدہ اور باوقار نہ ہو جائے ـــــ جو نفس غیر سنجیدہ اور بے وقار ہے اُس کی مثال پانی جیسی ہے جو نقش پانی پر کھینچیں گے وہ جلد نمودار ہو کر جلد ہی غائب ہو جائے گا۔ باوقار اور اُستوار و محکم نفس کی مثال پتھر اور لکڑی کی سی ہے کہ جو اچھا نقش، نقّاش اُس پر بناتا ہے، دیر تک قائم رہتا ہے۔

حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ کلمات وارد ہوئے ہیں:

ما أعطي (الخ) (کسی شخص کو صبر سے زیادہ افضل اور وسیع ترین عطیہ نہیں دیا گیا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی ہے:

وَ بَشِّرِ الصّابرین [البقرۃ ۱۵۵] (آپ صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجیے)

اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے:

نِعمَ العَدلان وَ نعمتِ العِلاوۃ

(دونوں بوجھ بھی اچھے ہیں اور اُن کے اُوپر کا بوجھ بھی اچھا ہے)

آپ ان شدائد کو جو آپ کو پیش آرہے ہیں، شدائد شمار کرتے ہیں اور اُن شدائد پر شکوہ کرتے ہیں۔ہم جانتے ہیں کہ یہ شدائد ایک ایسا سبق ہیں جن کی تعلیم اللہ تعالیٰ آپ کو دے رہا ہے تاکہ آپ کے نفس کو تمام اخلاقِ فاضلہ کی اصل و بنیاد (رزانتِ نفس) پر مشق حاصل ہو۔ اِس موقع پر یہ ضروری ہے کہ نفس سے جزع فزع اور گھبراہٹ کو ترک کرنے کا مطالبہ کیا جائے، ظاہری حیثیت سے بھی اور باطنی حیثیت سے بھی ــــ اور یہ بھی ضروری ہے کہ قوی ہمت صابرین کے واقعات کو یاد کیا جائے اور صبر و رزانت کے فضائل کا یاد کرنا بھی ضروری ہے جن کو آپ عقلاً و نقلاً دونوں طریقوں سے جانتے ہیں۔

نفسِ زکیہ ہر حالت کے اندر اُس حالت کا ادب بجا لاتا ہے اور وہ اس جماعت کا امام ہو جاتا ہے (جس کے صبر و رزانت) کی مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ کی طرح ہو جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے:

قال الله تعالى: إذا ابتلىٰ إبراهيم ربّه بكلماتٍ فأتمّهنّ ط قال إنّي جاعِلكَ للنّاسِ إماماً ○ [البقرة ١٢٤]

"اور جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو چند کلمات (امتحانات) کے ذریعہ سے آزمایا پس اُنھوں نے امتحانات کو پورا کر دکھایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم کو تمام انسانوں کا امام بناتا ہوں۔") ــــ ہر نفس کی شدت علیحدہ ہے اور ہر نفس کی مخالفت بھی علیحدہ ہے اور ہر نفس کا علاج وہ علوم ہیں کہ اُسی کے اندر سے اُگتے اور پیدا ہوتے ہیں۔اس مکتوب کو جو ایک قسم کا تذکرہ و یادداشت ہے چشمِ اعتبار و عبرت سے بغور پڑھیں۔ یہ کوئی انشاء نامہ نہیں ہے کہ جو فی کل وادٍ یهيمون [الشعراء ٢٢٥] (وہ ہر وادی میں حیران پھرتے ہیں) کے باب میں داخل ہو ــــ

والسلام

مکتوب

۷۰

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام کے بعد یہ لکھا جاتا ہے کہ ــ
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کے فضل و کرم سے آپ کی عافیت مطلوب ہے۔ بچے عافیت سے پہونچ گئے۔ و الحمد للہ رب العلمین
جو علم عین ثابتہ سے جوش مارتا ہے (پیدا ہوتا ہے) اس کے اندر اختلاف واقع نہیں ہوتا ہے۔ مگر اس میں اجمال و تفصیل کی وجہ سے اور اختلافِ تعبیرات کی وجہ سے اختلاف ہوتا ہے۔ وہی ایک معنی ہیں جس کو کبھی اِس مثال و عبارت سے اور کبھی اُس مثال و عبارت سے مشرح اور واضح کرتے ہیں، برخلاف اُن علوم کے جو فکر سے اور اقوالِ مختلفہ کے استماع سے (سننے سے) پیدا ہوتے ہیں اور ان میں بہت کچھ اختلاف ہوتا ہے، اور یہی حال احوال کے اشارات کے علوم کا ہے کہ ان میں اختلاف کی بہت کچھ گنجایش ہے۔
اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:
وَ لَوْكَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوا فِيهِ إِخْتِلَافاً كَثِيراً [النساء ۸۲]

(ترجمہ) یہ اگر اللہ کے غیر کا کلام ہوتا تو لوگ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے)

ایک باریک تر نکتہ یہ ہے کہ بعض علومِ فکریہ اور وہ علوم جو لوگوں کے اقوال کی پختگی سے جمع ہو جاتے ہیں۔ وہ عین شخص کے مقتضیٰ میں داخل ہوں گے یعنی اُن کا وہی حال ہوگا' جس کا عین شخص تقاضا کرتا ہے' لیکن اقوال کی پختگی کا طریقہ اور در آمد فکر کی کیفیت مضبوط طریقہ پر منضبط ہوتی ہے اور وہ کبھی (اپنی اصلی اور مقررہ حالت سے) تجاوز نہیں کرتی ہے گویا کہ یہ علوم بزبان حال کہتے ہیں ؎

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

(قرطاس عالم پر ہمارا دوام ثبت اور قائم ہے۔)

والسلام

مکتوب

﴿۷۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

(ایک خواب کی تعبیر میں)

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلامِ محبت التیام مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور آپ کی ظاہری و باطنی عافیت اللہ تعالیٰ سے مطلوب ہے۔

مکتوبِ بہجت اُسلوب پہونچا۔ والدہ محمد فائق (یعنی آپ کی اہلیہ محترمہ) کا خواب معلوم ہوا۔ جس کا حاصل و خلاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علماء و مشائخ کی ایک محفل میں آن عزیز القدر کو (آپ کو) اپنے دستِ خاص سے خرقہ پہنانا، اور اُس کھانے میں جو سامنے لایا گیا، برکت کا ظاہر ہونا تھا—— یہ خواب سچا ہے اور آپکو خرقۂ محمدیہ کا ملنا، برکتِ ظاہری و باطنی اور آپ کی طرف ارواحِ سلف کا التفات ہونا اِس کی تعبیر ہے۔

یہ سب چیزیں اللہ کے فضل و احسان سے متحقق ہو گئیں۔ غالبًا ان تینوں اُمور کے مراتب و مدارج ہیں جو بتدریج ظاہر ہوں گے——

کتاب قول جلی کا تکملہ و تتمہ جو آپ نے لکھا ہے۔ یہ امر بہت ہی مستحسن ہے۔
یہ کمالاتِ الٰہیہ ہیں جن کو شرح و بسط کے ساتھ آپ بیان کر رہے ہیں۔ اس میں "من و تو" کو کوئی دخل نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اعمال کا تعلق نیتوں سے ہے"——

والسلام

مکتوب

﴿۷۲﴾

بابا عثمان کشمیریؒ کے نام

(ارشاد و تلقین میں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل و کمالات مآب، سُلالۃ الاکابر مولوی بابا عثمان بتوفیقِ الٰہی اپنی اجمالی استعداد سے تفصیلی حصے پاکر کامیاب اور فلاح یاب ہوں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالےٰ کا شکر ہے اور آپ کی ظاہری و باطنی عافیت اللہ تعالیٰ سے مطلوب ہے۔ آپ کے خطوط یکے بعد دیگرے پہونچے اور اپنے فہمِ ناقص کے مطابق اُن کا ایک جواب بھی لکھ دیا گیا تھا، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ جواب آپ تک نہیں پہونچا۔ آپ کے آخری خط کا مفہوم بھی اِس بات کی اطلاع دے رہا ہے (کہ وہ جواب نہیں پہونچا)

مختصر یہ ہے کہ اکابر کا یہ قول بھی (بہت) جامع ہے ؎

ہمت تُرا بہ کنگرۂ کبریا کشد

این سقف خانہ را بجز این نردبان مخواہ

(ہمت تجھ کو کنگرۂ کبریا تک لے جا سکتی ہے۔ اس چھت (وصول الی اللہ)
کے لیے سوائے اس (ہمت عالی کی) سیڑھی کے اور کوئی سیڑھی طلب نہ کر)

عزم و داعیہ کو باطنِ سینہ سے برآمد کرنا لابُد اور ضروری ہے، اور جذبۂ طلب
کو پورے طریقے سے مطلوبِ حقیقی پر مقصور و محدود رکھنا چاہیئے اور اصلاحِ معاش
کا کام ضرورت کے بقدر انجام دینا چاہیئے۔ اس لیے کہ (جمعِ ہمت) اور توحید ارادہ،
سلوک کی اَساس و بنیاد ہے۔ سنّتہ اللہ برابر اسی طرح جاری ہے کہ جو شخص توحید
کو حاصل کر لیتا ہے تو دن رات کے احوال میں ایک خاص تربیت فوّارہ کی طرح
خود بخود اُس کے قلب سے جوش مارتی ہے۔ پس (ایسا شخص) اسبابِ غفلت کے غلبہ و
ہجوم کے باوجود فرض کی ادائیگی میں سبقت کرتا ہے اور اس ادائیگی فرض کے اندر
ایسے شغل کے ذریعے جو اللہ تعالےٰ سے قریب کرنے والا ہے میدانِ قدُس کے
ساتھ مقیدّ و وابستہ ہو جاتا ہے ۔۔ ادائیگی فرض کے سلسلے میں کوئی عذر ہمارے
نزدیک قابلِ سماعت نہیں ہے۔ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو
صبر کرنا چاہتا ہے اللہ تعالےٰ اُس کو صابر بنا دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے
پاک دامنی طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو پاک دامن کر دیتا ہے۔"

باقی رہا یہ امر کہ اگرچہ درحقیقت توحید ارادہ اللہ تعالیٰ کا ایک وہبی عطیہ ہے
لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس کو ایک کسب کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے تاکہ قاعدۂ تکلیف،
(مکلف ہونے کا قانون) درہم برہم نہ ہو اور اِس کسب کا اِجمال اس شعر میں
مذکور ہے:۔

(ترجمہ شعر عربی)

"میں عشقِ لیلیٰ کی دوا لیلیٰ ہی کے ذریعہ کرتا ہوں جس طرح کہ شرابی
شراب سے اپنی دَوا کیا کرتا ہے"۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ کلمۂ طیبّہ کی تکرار اِس طرح سے ہو کر محبوبِ حقیقی کے غیر سے محبّت کی نفی کا اِدّعا ہو، اور التجاء و تضرّع کے طریقے پر اس لیے ہو کہ بہ صورت، تاثیر میں اسمِ اعظم کا حکم رکھتی ہے۔ کلمۂ طیبّہ کی تکرار اوقاتِ خلوت میں جمعِ حواس کے ساتھ ہو اور اوقاتِ جلوت میں حدیثِ نفس کے مانند ہو، یہاں تک کہ اس تکرارِ کلمہ میں استیعابِ اوقات متحقق ہوجائے۔ (یعنی پورا وقت اس تکرارِ کلمہ میں گھر جائے) اور اس مقام پر ایک دَور حاصل ہوجاتا ہے۔ اس طرح کا اِدّعاء اور ایسی التجاء 'جمعِ ارادہ' کی کیفیت عطا کرتی ہے اور جمعِ ارادہ جب حاصل ہوجاتا ہے تو وہ جمع ارادہ ادّعاء و التجاء کی کثرت پر آمادہ کرتا ہے۔ اس کسب اور عزم کے بغیر کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے' اور جب یہ صورتیں حاصل ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک عاجز بندہ مقاماتِ آیندہ کے لیے ضامن اور ذمّہ دار ہے۔

(ترجمہ رباعی فارسی)

"مجھ سے دل نے کہا کہ مجھے علم لدُنّی حاصل کرنے کا شوق ہے اگر تمہیں اِس پر قدرت ہے تو مجھے سکھادو۔ میں نے دل سے کہا کہ "الف" پڑھ۔ اُس نے کہا اِس کے علاوہ اور کیا پڑھوں، میں نے کہا اور کچھ نہیں ـــ اگر گھر میں کوئی سمجھدار ہے تو اُس کے لیے ایک ہی حرف کافی ہے"

والسّلام

مکتوب

﴿۳۷﴾

بابا عثمان کشمیریؒ کے نام

فضائل و کمالات مآب، سلالۃ الاکابر مولوی بابا عثمان کامیاب بمطالبِ حقیقت رہ کر اُس گروہ میں سے ہو جائیں، جس کا اِس حدیث کے اندر اشارہ ہے کہ سعید وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں سعادت مند کیا جائے۔ آمین آمین۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اور اُس کے فضل و کرم سے آپ کی عافیت مطلوب ہے۔ آپ کی ملاقاتِ بہجت آیات کا انتظار اور آپ کے جوش میں لانے والے مکاتیب سے طبیعت کا جوش، اِن دونوں باتوں کی کہاں تک تشریح کی جائے (یہ حدِ بیان سے باہر ہے)، اللہ تعالیٰ تمام امیدوں اور آرزوؤں کو اچھے طریقے سے پورا کر دے۔ اپنے اوقاتِ عزیزہ کو طاعاتِ شریفہ سے پُر کر دینا چاہیئے —— چاہے وہ طاعات بدنیہ ہوں یا طاعاتِ روحانیہ۔ طاعاتِ روحانیہ سے مراد انتظار، تضرّع اور صفتِ محبّت کے ساتھ تعلّقِ قلب ہے۔

کاتبِ تحریر (ولی اللہ) عفیٰ عنہ کا ایک شعر ہے جس کو یہاں لکھا جاتا ہے (ترجمہ شعر فارسی)۔ "میں ایک ایسا دل رکھتا ہوں جو خود پرستی سے خالی ہے اور جس کو پانی کا بُلبلا کہا جا سکتا ہے۔ اس دل کے اندر جو کیفیت ہے اس کو کیفیتِ جوشِ شراب سے تعبیر کیا جا سکتا ہے"۔

مکتوب

﴿۴۷﴾

بابا عثمان کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نام

(اُن کے سوالات کے جوابات میں)

فضائل و کمالات پناہ، حقائق و معارف دستگاہ، سُلالۃ الاکابر مولوی بابا عثمان — اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ذریعے سے اور اُس کی حول و قوت اور رحمت و حفاظت کے ذریعے سے، خاندانی اور اکتسابی فضیلتوں اور خوبیوں سے بہت کچھ بہرہ مند ہو کر سعادت کے حصّوں کو جمع کریں —

اہل اللہ کے علوم و معارف اِس بات پر متفق ہیں کہ جو کچھ وجود میں آتا ہے، وہ خیر ہی خیر ہے، اور شر کو اِس میں کوئی دخل نہیں ہوتا اور جو چیز وجود میں آتی ہے اُس کو وجوب دوبار اپنی بغل میں لیتا ہے۔ ایک بار اِس حیثیت سے کہ یہ وجود شئونِ وجودِ حق میں سے ایک شان ہے، اور وجودِ حق سے اِس شان کا انتشار بطریقِ وجوب ہوا ہے۔ دوسری بار اِس حیثیت سے کہ قادرِ مطلق کے ارادے نے تقاضا کیا جس کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ "اے اللہ! جس بات کا تو فیصلہ و ارادہ کرے اُس کو کوئی رد کرنے والا نہیں، اور جو چیز تو عطا کرے اُسے کوئی روکنے والا نہیں ہے۔"

جب یہ ارادہ ظاہر ہوا تو اس جماعت کی تدبیر کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے

اندر قوائے عقلیہ کو تمام دیگر قوتوں کے مقابلے میں زیادہ پیدا کیا ہے، یہ ہے کہ اگر اپنی ذات میں یا انتظامِ عالم میں کوئی بے مناسبتی دیکھے تو اس آیۂ کریمہ کے مضمون کے مطابق عمل کرے۔

فلا و ربّك لا يؤمنون حتى يحكّموك فيما شجر بينهم ثم لايجدوا فى أنفسهم حرجاً ممّا قضيت و يسلّموا تسليماً [النساء ٦٥]

"آپ کے رب کی قسم وہ ایمان والے نہیں ہوں گے جب تک
کہ آپ کو (رسولؐ برحق کو) آپسی اختلاف کے اندر حَکَم نہ بنائیں،
اور پھر آپ جو فیصلہ کردیں اس سے اپنے نفس میں کوئی تنگی نہ
پائیں اور پورے طریقے سے سرِ تسلیم خم کردیں۔"

ہمارے علماء نے جو یہ فرمایا ہے کہ 'صلح' اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے تو وہ بایں معنیٰ ہے کہ مدارکِ بنی آدم میں جو مصالحِ معتبرہ ہیں، علماء 'اصلح' کو اُنھیں پر محمول کرتے ہیں اور بنی آدم کا اصلح ایسا ہی ہے جس طرح اُن کے مدارک ہیں ـــــ مفیدؔ در مفیدؔ اور ظلمت در ظلمت ـــــ

آپ نے حدیث إقتدوا بالذين من بعدى [1] (الخ) کے متعلق سوال کیا تھا کہ اِس کا راوی کون ہے؟ جواب یہ ہے کہ اس کو ترمذی اور

---

[1] پوری حدیث اس طرح ہے۔

إقتدوا بالذين من بعدى أبى بكر و عمر فانّهما حبل الله ممدود من تمسّك بالعروة الوثقىٰ لا انفصام لها (رواه الطبرانى)

(ترجمہ) "ان دونوں کی اقتدار اور پیروی کرو جو میرے بعد ہیں یعنی ابوبکر و عمر۔ کیوں کہ وہ دونوں اللہ کی طویل و دراز رسی ہیں۔ جس نے اُن کو پکڑا اُس نے حلقۂ مضبوط کو پکڑا کہ اُس کو انقطاع نہیں ہے"

(عزیز الاقتباس فی فضائل اخبار الناس مولفہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی)

ابن ماجہ وغیرھما نے بروایت عبداللہ بن مسعودؓ و حذیفہؓ قوی سندوں سے اور متعدد طُرق سے لیا ہے۔ آپ نے مسئلہ تفضیلِ شیخین کے متعلق بھی استفسار کیا ہے کہ (ثبوت کے لحاظ سے) یہ قطعی ہے یا ظنّی ؟ فقیر کے نزدیک جوبات مُنقّح و محقّق ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ قطعی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اس حدیث سیدا کھول أھل الجنة [1] (الخ) سے (یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضؓ ادھیڑ عمر والے اہلِ جنّت کے سردار ہیں۔) اور حدیث عبداللہ بن عمرؓ کنا نخیّر أصحاب رسول اللّٰه (الخ) سے اور حضرت علی رضؓ کے اس قول خیر ھذه الأمة (الخ) سے بھی ـــــ اس کے علاوہ بھی بہت دلائل ہیں جن کا مجموعہ قطعیّت کا فائدہ دیتا ہے ـــــ مفضُول کا اِمام ہونا اہلِ سنّت وجماعت کے نزدیک جائز ہے، لیکن خلافتِ نبوّت اور خلافتِ عامّہ میں اتنا فرق ہے کہ افضل کی خلافت اس حیثیت سے کہ وہ نبوّت کے زیادہ مشابہ ہے، خلافتِ نبوّت ہے اور مفضُول کا تسلّط و اقتدار خلافتِ عامّہ ہے ـــ

آپ کی اس رنگین غزل نے میرے دل کو بہت رنگین کیا ہے، جس کا

---

[1] أبوبكر و عمر سيدا كهول أهل الجنّة من الأولين و الآخرين إلاّ النبيين و المرسلين

(رواہ احمد والترمذی)

(ترجمہ):

(ابو بکر و عمر رضؓ نبیوں اور رسولوں کے سوا اہلِ جنّت کے اگلے اور پچھلے تمام میانہ سال لوگوں کے سردار ہیں۔)

(عزیز الاقتباس صـ۲)

پہلا مصرعہ یہ ہے :

دلم خون شد ز مہجوری کبابش می تواں گفتن

(دوری اور فرقت سے میرا دل خون ہو گیا اور ایسا سوختہ ہو گیا
کہ اُس کو کباب کہا جا سکتا ہے)

اس زمانے میں رؤسائے شہر سے بھلائی کی توقع جہالت اور طمع سے پیدا
ہوتی ہے۔ دل کو تسلّیاں دینے کے سوا اور کیا تدبیر کی جا سکتی ہے۔

والسّلام

مکتوب

﴿۷۵﴾

بابا عثمان کشمیریؒ

کے نام

فضائل وکمالات مآب، سُلالۃ الأکابر مولوی بابا عثمان جمعیتِ ظاہر و باطن کے ساتھ رہیں۔

بعد سلامِ محبت مشام فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے مطالعہ فرمائیں۔

مکاتیب بہجت اُسالیب یکے بعد دیگرے وارد ہوتے اور فقیر نے ہر ایک کے جواب میں کچھ نہ کچھ لکھا۔ تعجب ہے کہ وہ خطوط نہیں پہونچے۔ جو کچھ ہوگیا اُسی میں خیر ہے۔ گویا کہ مطلوب یہی ہے۔ اِس لیے کہ دو دلوں کی محبت کا قوی تعلق رسائل و وسائل (خطوط اور دیگر ذرائع) سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

(ترجمہ شعر عربی):

"میں قریب ہوگیا دراں حالیکہ میں نے صبا کے ذریعہ کوئی ہدیۂ سلام نہیں بھیجا۔ کیا قلب کے سوا اور کوئی میرا قاصد ہو سکتا ہے۔" [۱]

---

[۱] خواجہ میر درد دہلوی نے اِسی مضمون کو اس شعر میں باندھا ہے ؎

قاصد یہ تیرا کام نہیں اپنی راہ لے

اُس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے!

الحمد اللہ ! کہ آپ کا آخری مکتوب ایک قسم کے اطمینانِ قلب اور دفعِ تشویش کی خبر دینے والا تھا۔ جو حالت مطلوب ہے، وہ ظاہرًا و باطنًا دوامِ عبودیت اور ہمتِ مردانہ کا سینے سے برآمد کرنا ہے ___ خواجہ بہاء الدین نقشبند ؒ نے فرمایا ہے کہ سالک کو روشِ پسندیدہ اور کوشش درکار ہے۔ بلا شک آپ کی اصلِ طینت میں اسلافِ کرام کی ایک امانت ہے اور بزرگوں کی ارواح آپ کو عزیز رکھتی ہیں۔ آپ کی مثال ایسی ہے کہ جیسے تر زمین کہ وہ اِس سے زیادہ احتیاج نہیں رکھتی کہ اُس کو صرف چار اُنگل کے بقدر کھودا جائے تاکہ پانی نکل آتے ___

والسّلام

مکتوب

﴿۷۶﴾

نواب مجد الدولہ عبد المجید خاںؒ کے نام

(اُن کے ایک خط کے جواب میں)

اللہ تعالیٰ تمام حالات میں آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے۔

نامۂ مشکیں شمامہ پہونچا۔ حقیقتِ مندرجہ واضح ہوئی۔ زمانہ اور اہلِ زمانہ سے متعلق شکایت کی جو داستان بیان کی جائے وہ بجا اور درست ہے۔ جوہر شناسی کے لیئے ایک طبعِ سلیم کی ضرورت ہے' اور طبعِ سلیم اِس جہان میں کہاں ہے؟ لیکن یہ واضح رہے کہ حوادثِ عالم کے متعلق بہت کچھ غور و فکر کے بعد ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے اندر بہت سی مصلحتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ مہربانیوں کا منتظر رہنا چاہیئے اور ہر کام کو ایک خاص وقت کے ساتھ مرہون اور وابستہ سمجھنا چاہیئے۔ آپ کے قلمِ فصاحت رقم سے مرقوم ہوا تھا ؎

گُل گشتم و مطبوعِ مشامے نشدم

(میں پھول ہوا مگر اُس کی خوشبو کسی دماغ کو پسند نہ آئی)

اِس مصرعہ کو پڑھ کر فی البدیہہ فقیر کے دل میں حسبِ ذیل اشعار آئے ؎

گل را نکند بوئے مشامے مزکوم + سرخوش نشود زمے مزاجِ مشئوم

(ترجمہ) (کوئی زکام والا دماغ پھول کی خوشبو محسوس نہیں کرتا ہے اور کسی بدبخت کا مزاج بادۂ صافی سے سرمست و سرخوش نہیں ہوتا۔)

اصلِ ہمہ الطاف بود طبعِ سلیم یارب مکن از طبعِ سلیم محروم

(اے اللہ! تیرے تمام الطاف کی اصل طبعِ سلیم ہے۔ تو مجھے طبعِ سلیم سے محروم نہ کرنا)

تا عمر بہ پَرِ بریدہ کردم پرواز ہرگز نشدم قبولِ طبعِ شہباز

ناسازیِ بخت من نگہداشت مرا المنۃ للہ ز بختِ ناساز

(میں نے تمام عمر اپنے کٹے ہوئے بازوؤں سے پرواز کی، اور میں شہباز کی طبیعت کو کبھی پسند نہیں آیا۔ میرے نصیب کی ناسازگاری نے مجھے محفوظ رکھا۔ اس بختِ ناساز پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔)

مکتوب

﴿۷۷﴾

شاہ محمدّ عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ وابقاہٗ۔

اس فقیر (ولی اللہ عفی عنہ) کی طرف سے بعد سلام محبّت التیام مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور آپ کی ظاہری و باطنی عافیّت اللہ تعالیٰ سے مطلوب ہے۔

آپ کے وہ مکاتیبِ بہجت اسالیب پہونچے اور پہونچ رہے ہیں جو آپ کے حُسنِ حال اور آپ کے ظاہر و باطن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احسان و کرم کی شمولیت سے اطلاع دینے والے ہیں ـــــ اِن انعامات پر اللہ کا شکر ادا کیا گیا۔

درویشوں کے باطن میں جو حقیقت ودیعت کی جاتی ہے وہ بہشتِ نقد (نقدِ جنّت) ہے، اور تمام آفات، امراض اور بلیّات کا علاج ہے ـــــ
الحمدللہ! ودیعت اور امانت آپ کے لطیفۂ قلبیّہ کی گہرائی میں پائی جاتی ہے۔
باقی رہا اس ودیعت کے آثار کا آب و ہوائے عالم کے مطابق ظاہر ہونا سو یہ

ایک دوسری بات ہے ـــ یہ چیز حکیمِ مُتعَال (اللہ تعالیٰ) کی حکمتِ بالغہ کے سپرد ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی حکمت کا جیسا تقاضا ہوتا ہے وہی ظہور میں آتا ہے) ـــ اس کے (یعنی آثارِ ودیعت کے) ظہور کا منتظر رہنا چاہیئے۔ یہ بالکل اس طرح ہے جیسے دعا کہ وہ مانگنی چاہیئے لیکن اُس کی قبولیت کے لیے جلدی نہ کی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی قبولیت میں جلدی کرنے سے منع فرمایا ہے ـــ

صائبؔ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

صائبؔ امروز باین تازہ غزل صلح بکن
اوّلین جوشِ بہاراست گلستانِ ترُا

(ترجمہ)

" اے صائبؔ! تو آج اسی تازہ غزل پر صلح کر لے یعنی یہی ایک تازہ غزل کافی ہے۔ یہ تیرے باغ کا پہلا جوشِ بہار ہے، جس کا اثر یہ غزل ہے۔"

والسّلام والاکرام

مکتوب

﴿۷۸﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام برادرِ عزیز میاں محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالےٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبّت مُشام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت و سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کے فضل و کرم سے درخواست ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے ـــــ

میرے دل کا ایک طرح کا مَیلان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ آپ کی جانب نظر رکھتا ہے، اور اس روحانی اُلفت کا مصداق ہے کہ جس کی طرف حدیثِ نبوی صلعم میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔ (یعنی الأرواح جنودٌ مجنّدة الخ (أو كما قال) ارواح جمع کیا ہوا ایک لشکر ہیں۔"

اِس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ نقطۂ لاہُوتیہ، نفسِ ناطقہ کے اندر جو علاقہ و تعلّق حضرتِ وجوب (واجب الوجود) سے رکھتا ہے وہ سعد اکبر (سعادت عظمیٰ) ہے، جہاں بھی وہ واقع ہوگا نفع دے گا ـــــ یہ علاقہ و تعلق اِس لائق ہے کہ اِس پر ناز کیا جائے اور اِس علاقہ و تعلق کے ہوتے ہوتے

دوسری بات سے مستغنی ہونا ہی اِس دولتِ عظمیٰ کا شکریہ ادا کرنا ہے ؎

من کہ سر در نیا ورم بہ دو کون

گردنم زیر بارِ منّتِ اوست

"میں جو دونوں جہاں کے آگے سر نہیں جھکاتا (اس کا سبب یہ ہے کہ) میری گردن اُس کے (اللہ کے) احسان کے بوجھ سے زیر بار ہے۔ (جھکی ہوئی ہے)"۔

جس طرح کہ دوسرے لوگوں کو عُجب و تجبّر نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ایسے شخص کو عُجب کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے کہ اُس کا عُجب، عُجب باللہ ہے (یعنی اُس کا ناز اللہ پر ہے۔) یہی نکتہ ہے جو اہلِ بقاء کو "نظر بر قدم" کر دیتا ہے۔

والسّلام

مکتوب

﴿۷۹﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام، شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت التزام کے بعد مطالعہ کریں۔ اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، اور آپ کی عافیت اُس کے فضل و کرم سے طلب کرتا ہوں۔

ایک مدت ہوگئی ہے کہ آپ کے رات دن کے حالات اور تقسیمِ اوقات سے مطلع نہیں ہوا ہوں۔ آپ کے معارفِ جدیدہ اور نکاتِ تازہ سے بھی کوئی بیان میں نے نہیں پڑھا ہے۔

صوفیاے کرام کے باطن میں ایک ایسی سعادت پوشیدہ ہوتی ہے جو لوگوں کے دلوں کو کھینچنے کے لیے مقناطیس کا حکم رکھتی ہے اور وہ سعادت خواہ مخواہ لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے ؎ (ترجمہ شعر عربی)

"تو ہمارا مقناطیس بن گیا۔ پس ہمارے قلوب جن کو تو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ تیری طرف مائل ہوگئے ہیں۔"

اِسی سعادت کا وجود انبیاء علیہم السّلام کے حق میں اصلِ عصمت و معصومیت کو کھینچنے والا ہے، اور اولیاء رحمہم اللہ کے حق میں اصل حفظ و محفوظیت کو کھینچنے والا ہے۔ (اسی سعادت کی وجہ سے انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور اولیاء اللہ محفوظ ہوتے ہیں۔) اِس سعادت جاذبہ کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا چاہیئے۔ اگرچہ گاہے گاہے ہو ــــ شیخ الشیوخ (شیخ شہاب الدّین سہروردیؒ) اپنی کتاب عوارف المعارف میں اہلِ ارشاد و تلقین شیوخ سے اِس سعادت کی طرف پوری طرح توجّہ کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ اِن حضرات (شیوخ) کی جلوت، خلوت کی پناہ میں ہوتی ہے۔ اگرچہ اُن کی خلوت زیادہ بارونق ہے، مگر اُن کی جلوت بہت مفید ہے۔

والسّلام والاکرام

مکتوب

﴿۸۰﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام میاں محمد عاشق سلمہ اللہ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلامِ محبّت مشام مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ سے آپ کی عافیت و سلامتی مطلوب ہے۔ آپ کا نامہ مشکین شمامہ پہونچا۔ حقائق مندرجہ بالخصوص ناز و نیاز کی بحث معلوم ہوئی۔

بڑی ہی قیمتی بحث تھی۔ وجود بسیط کی روشنیوں کا ایک آئینے سے دوسرے آئینے میں عکس (اپنے اندر) بہت سے تماشے رکھتا ہے ؎

(ترجمہ شعر عربی):

"اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ احسان و فضل کا معاملہ کرے اور عافیت سے رکھے۔"

والسلام

مکتوب

﴿۸۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلاف کرام میاں شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر ہے اور اُس کی درگاہ میں درخواست ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے۔

مکتوب بہجت اُسلوب پہونچا جو اللہ تعالیٰ کی ظاہری و باطنی نعمتوں کے بیان پر مشتمل تھا، اور ایسی تقسیمِ اوقات پر مشتمل تھا جو شریعت و طریقت دونوں کے نزدیک پسندیدہ ہے ــــ اللہ کی اِس نعمت پر شکر ادا کیا گیا ــــ اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے قوی توقّع ہے کہ وہ آپ کے تمام ظاہری و باطنی اُمور کا متولّی و متکفّل رہوگا۔ اگرچہ اس توقع کے بعد، جو کہ سرحدِ یقین کے قریب ہے، دوبارہ کسی سلام کی ضرورت نہیں ہے، لیکن کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد عجزِ بشری دامن گیر ہوجاتا ہے اور وہ رنگ برنگ کی تولّی وکارسازیِ الٰہی کو ازسرِ نو سننے کا تقاضا کرتا ہے۔

(ترجمہ شعر عربی) "اے مخاطبؔ! ہم سے نعمان کا ذکر بار بار کر کیوں کہ یہ ذکر مشک کی طرح ہے۔ اِس ذکر کو جتنا دہرایا جائے گا، اُتنی ہی زیادہ خوشبو دے گا"۔

مکتوب

﴿۸۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام ۔شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ والبقاء۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے ۔بعد از سلام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ سے آپ کی عافیت مطلوب ہے۔

ہر حال میں خواہ راحت ہو یا سختی، بندے کا اللہ تعالیٰ سے التجاء کرنا، ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی، ایک قوی تاثیر والی کیمیا ہے۔ خود پرستی، خود اعتمادی، خود بینی اور غرور کے رذائل سے نفس کو مہذب اور صاف کرنے کے اعتبار سے بھی اور ظاہری و باطنی نعمتوں کے حاصل کرنے اور اُن کے نقصانات اور مضرتوں کے دفع کرنے کے اعتبار سے بھی۔

لہٰذا شریعت نے التجاء و دعا کرنے کی پوری پوری ترغیب دی ہے۔ اس کیمیا کو غنیمت جاننا چاہیئے اور اس کے موجود ہونے پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ جس کسی کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا تو اس کے لیے قبولیت کے دروازے اور رحمت کے دروازے کھول دیے گئے۔[1]

---

[1] یہ حدیث ترمذی میں اس طرح روایت کی گئی ہے۔

عَنْ إبنْ عُمر قال، قال رسول اللّه صلّى اللّه عليه وَسلّم مَن فُتِحَ له مِنْكمُ بابُ الدّعاءِ فُتِحَتْ لَه أبوابُ الرَّحْمَة الخ

مکتوب

﴿۸۳﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام میاں شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام محبت مشام مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی جناب میں درخواست ہے کہ وہ
آپ کو بھی بعافیت رکھے ___
مکتوبِ مسرت آمیز یکے بعد دیگرے پہونچے اور ظاہری و باطنی عافیت واضح
ہوئی۔ پس اللہ کا شکر اور اُس کا احسان ہے۔ ہم اللہ سے مزید عافیت کی درخواست
کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے۔ و ھو یتولی الصالحین ○ (اللہ تعالیٰ
صالحین کا دوست اور کارساز ہے۔) اس آیت کی رُو سے ایک تولیِ خاص ہر شاخ و برگ
میں سرایت کرتی ہے اور ایک عجیب تازگی اور انوکھا رنگ عطا کرتی ہے۔ اس تازگی
اور رنگ کے تماشائی کو چاہیئے کہ غسّال کے ہاتھ میں میّت کی طرح رہے اور مجسم
آنکھ بن جائے تاکہ دیکھ سکے کہ (قضا و قدر) کیا کرتے ہیں، اور ہمہ تن گوش ہو کر سنے
کہ وہ کیا کہتے ہیں؟

مکتوب

﴿۸۴﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام عزیز القدر میاں محمّد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔

عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ میں آپ لوگوں کی عافیت مانگی جاتی ہے۔ آپ کے جملہ مسرّت آگین خطوط پہونچے۔ چونکہ وہ اس بات کی اطلاع دینے والے تھے کہ آپ اس سال کے اعتکاف میں (دہلی) نہیں پہونچ سکتے۔ اِس لیے ایک عجیب حالت پیدا ہوگئی۔ اُس اُنس وانشراح پر نظر کرتے ہوئے، جو آپ کی ملاقات کے باعث حاصل ہوتا (نہ آنے کی اطلاع سُن کر) ایک قسم کا انقباض (بے کیفی) ظاہر ہوا۔ لیکن اِس بات پر نظر کرتے ہوئے کہ آپ ایک خاص کام کے لیے مقرّر ہیں، آپ کی اقامت اس جگہ (پھلت میں) مستحسنات میں شمار کی گئی ؎

آنروز کہ مہ شدی نمی دانستی

کانگشت نمائے عالمے خواہی شد

"جس دن تو بڑے مرتبے پر فائز ہوا تھا، یہ بات نہیں جانتا تھا کہ تو ایک عالم کا انگشت نما بن جائے گا۔ (یعنی شہرت کی وجہ سے) مخلوق کی انگلیاں تیری طرف اُٹھیں گی۔"

بالجملہ اس ظاہری اور ضروری مفارقت کی تلافی کی یہ صورت دل میں آئی کہ اس اعتکاف میں اُن اوقات کے اندر جن میں آپ سے بالمشافہ (رُو برو) دقائقِ معرفت کی گفتگو ہوتی، اب آپ کی صورتِ مثالیہ سے مخاطبت اور مکالمت کر کے بقدرِ آسانی جو دل میں آئے اُس کو چند اوراق میں لکھ دیا جائے، تاکہ اس مشہور قول "مکاتبت ایک قسم کی مخاطبت ہے" کی نیرنگی ظاہر ہو ــــ

کچھ اور خصوصی باتیں ہیں، جن میں حضور و عدمِ حضور کی قید نہیں ہے۔ وہ گفتگو میں نہیں آ سکتیں۔ ہم نے اِن باتوں کو آپ کے ضمیرِ مُستنیر (روشن) کے حوالے کر دیا ہے۔

آپ نے لکھا تھا کہ ان ایّام میں (معرفت کے) چند نکتے تحریر کیے گئے ہیں۔ آنکھ اُن کو دیکھنے کی منتظر و متلاشی ہے، اور دل اُن کے مطالعے کا خواہاں ہے۔

والسّلام

مکتوب

﴿٨٥﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رح[7] کے نام

اُن کے پیش کردہ بعض معارف کی تحسین و تعریف میں

حقائق و معارف آگاہ سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام، برادرِ عزیز میاں محمّد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت التزام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اُس کے کرم سے درخواست ہے کہ وہ آپ کو بھی عافیت سے رکھے۔

وسطِ رمضان میں فقیر کو بخار کا عارضہ ہوگیا اور اس نے چھ[6] روزوں کے افطار کرنے (یعنی روزہ نہ رکھنے) پر مجبور کیا ــــ اس کے بعد ۲۱، رمضان المبارک سے آخر ماہ تک پھر روزے رکھے گئے۔ لیکن ضعفِ قویٰ بہت سی بدنی عبادتوں کے لیے مانع بن گیا۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ــــ اب ضعف و نقاہت تخفیف کی طرف متوجّہ ہے۔ (یعنی اب ضعف میں کمی ہے)

آپ کے دو خط ساتھ ساتھ پہونچے۔ ان خطوں کے اندر آپ نے انبیاء علیہم السلام کی نسبتوں کے درمیان اُن کے اجبارِ بُہتہ کے لحاظ سے فرق ہونے کے بارے میں ایک معرفتِ عظیمہ لکھی تھی۔ آپ کی یہ معرفت دل کو بہت موافق اور پسند

آئی - چاہیئے کہ آپ اس معرفت کو ایک ورق کے اندر (باقاعدہ) ضبطِ تحریر میں لے آئیں - اس لیے کہ یہ صحیح اور سچی معرفت ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے، جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے -

دوسری معرفتِ عظیمہ جو آیت و ما خلقت الجنّ و الإنس إلاّ لیعبدون[1] کے معنی وتفسیر میں تھی، آپ نے اس آیتہ کے اندر عبادت کو ظاہر پر محمول کیا، اور تاویل نہیں کی جیسا کہ بعض مفسرین نے لیعبدون کے معنی لیوحدُوْن[2] اور لیعرفون[3] کرکے تاویل کی ہے - (یعنی اُنھوں نے عبادت کے ظاہری معنی چھوڑ کر عبادت کو توحید اور معرفت کے معنیٰ میں رکھا ہے) یہ تاویل نہ کرنا بھی مجھ کو بہت پسند آیا -

اس سے پہلے پانچ چھ خطوط باباعثمان (کشمیری) کو لکھے گئے ہیں - آیتہ مذکورہ بالا کی اجمالی تفسیر اُن خطوں میں سے ایک خط کے اندر لکھی گئی ہے - ان شاءَ اللہ تعالیٰ وہ سب مکاتیب جو باباعثمان کے نام ہیں آپ کے پاس پہونچیں گے -

ایک اور معرفتِ عظیمہ جو آپ کے مکتوب میں درج ہے اور وہ یہ ہے کہ کُتبِ اربعہ (توریت، زبور، انجیل، قرآن) کا ظہور ابداع، خلق، تدبیر اور تدلّی کی صفات کے بالمقابل ہے، صحیح ہے، اور قرآن مجید کے کتبِ اربعہ کے مطالبِ کلیۃ پر مشتمل ہونے نیز اُس کے امامِ مُبین، کتابِ حکیم، اُمّ الکتاب اور کتابِ مبین کے نام رکھے جانے کی بحث بھی صحیح ہے - اگرچہ اس کی تفصیل فقیر کے قلب پر وارد نہیں ہوئی - آپ کے نفس

---

[1] (ترجمہ) اور ہم نے جنّ و انسان کو نہیں پیدا کیا مگر عبادت کے لیے -

[2] تاکہ وہ توحید اختیار کریں -

[3] تاکہ وہ معرفت حاصل کریں -

ہیں جو ظہورِ برکاتِ الہیّہ ہے اُس کو بھی آپ نے شرح و بسط کے ساتھ لکھا تھا۔ یعنی آپ کا پورے طریقہ پر طاعت و عبادت کرنا اور اِس بنأ پر کہ آپ کو صیام، قیام اور تلاوتِ کلام اللہ سے رغبت ہے، قوم کے نفُوس میں آپ کی رغبت اور محبّت کا ہونا، یہ سب باتیں وہ ہیں جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اِس شعر کا مصداق ہیں ؎

آں روز کہ مہ شدی نمی دانستی
کانگشت نمائے عالمے خواہی شد

مکتوب

۸۶

بابا عثمان کشمیریؒ کے نام

(نوع بہ نوع اذکار و اَوراد کے راز کا بیان اور ایک فقہی مسئلہ)

فضائل و کمالات دستگاہ مولوی بابا عثمان استعدادِ جبلّی کے ثمرات اور کسبی فضائل کے نتائج سے متمتّع اور بہرہ یاب ہوں۔

مکاتیبِ فرحت آمیز یکے بعد دیگرے پہونچے۔ اِس قدر آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر حال کے مناسب ایک توجہ ہوتی ہے۔ اِسی وجہ سے اذکار بھی نوع بہ نوع اور مختلف مقرّر کیے گئے ہیں۔

استعاذۃ : (اَعوذُ باللہ کہنا) جب تک کہ دل کسی آفت و مصیبت سے دردمند نہ ہو، صحیح طریقے پر کوئی شکل و صورت نہیں رکھتا ہے۔

حمد : (اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا) — جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو دیکھنے میں استغراق و محویت نہ ہو، صحیح طریقے پر ممکن نہیں۔

تسبیح و تکبیر : (سُبحانَ اللہ و اللہ اکبر کہنا) اُس وقت تک متحقّق نہیں ہوتا، جب تک کہ حقائقِ ممکنات کی خصوصیات کو چشمِ حقارت سے نہ دیکھے —

تہلیل : (لا الٰہ الاّ اللہ کہنا) — اُس وقت تک پورے طریقے پر ظہور پذیر نہیں جب تک کہ توحیدِ توجّہ تعظیمی دل میں جاگزیں نہ ہو جائے —

جب یہ مقدمہ واضح ہوگیا تو جاننا چاہیئے کہ نسبتِ التجاء اور "از ہمہ گسستن وبدوست پیوستن" (سب سے توڑنا اور دوستِ حقیقی سے جوڑنا) کی بہار اُس وقت ہوتی ہے جب شدائد کا ہجوم ہو اور نفس مخالفتیں کر رہا ہو۔ جب تک کہ کسی شخص پر ہر سمت سے تألم و تاسف حملہ نہ کرے اور ہر جانب سے کوئی نہ کوئی مخالفت اُس کے دِل تک نہ پہونچے، اُس وقت اپنے سے سیر ہو جانا' اپنے وجود پر جلنا اور کُڑھنا اور کُلّی طور پر قبلۂ حقیقی کی جانب متوجہ ہونا میسّر نہیں ہوتا۔ اِسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عارفِ جامی نے فرمایا:

زخد نگہائے جفائے اُوچہ بلا خوشم کہ ہنوز ازو
زدلم یکے نکند گذر کہ قفائے اُودگرے رسد

(اس کی جفا کے تیروں سے میں بہت ہی زیادہ خوش ہوں کہ اُن میں سے ایک تیر دل کے پار نہیں ہو پاتا جو دوسرا اُس کے پیچھے پیچھے آجاتا ہے)

آپ نے ایک مشت سے زیادہ داڑھی کے قطع کرنے اور نہ کرنے کے متعلّق بھی استفسار کیا تھا۔ (اس کے جواب میں مختصر لکھتا ہوں کہ) کتاب کفایہ شرح ہدایہ میں ایک مُشت سے زائد داڑھی کو قطع کرنا واجب لکھا ہے اور یہ بات ایسی ہی ہے جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں (یعنی یہ ایک کمزور قول ہے) ــــ جبکہ ختنین (حضرت عثمان غنی رضؓ و حضرت علیؓ) وغیرہ ہمارے داڑھی کا ارسال سینے تک بلکہ اُس سے آگے تک ثابت ہے۔

کفایہ کی اس روایت کا مجریٰ و منبع ہمارے نزدیک وہی ہے جو اس کے علاوہ متاخرین کے دیگر بعض مسائل کی تخریج کا مجریٰ و مَنبع ہے۔ اِس صورت میں جب کسی مسئلے میں متقدمین کا قول نہ پایا جائے اور اُس پر اہلِ مذہب کا اتّفاق حاصل نہ ہوسکے تو ایسے مسئلے کو اُصول پر پیش کیا جائے گا۔ اگر اُصول کے موافق ہوا تو قبول کر لیا جائے گا۔ ورنہ ردّ کر دیا جائے گا۔

والسّلام

مکتوب

﴿۸۷﴾

بابا عثمان کشمیریؒ کے نام

آیۂ کریمہ و مَاخلقتُ الجنَّ و الانسَ الاَّ لیَعبدُون کی تحقیق میں
۵۶:۵۱

فضائل و کمالات مآب، سُلالۃ الاکابر مولوی بابا عثمان جبلّی اور کسبی فواضل و فضائل سے بہرہ مند ہو کر اللہ تعالےٰ کے اچھے بندوں میں سے ہو جائیں ____

الحمد للہ کہ ہم عافیت سے ہیں اور آپ کی عافیت بدرگاہِ الٰہی مطلوب ہے ____ ایک طویل مدّت ہوگئی کہ ہم نے آپ کے احوالِ خیریت مآل سے کوئی تفصیلی خبر نہیں پڑھی۔ معلوم نہیں کہ اس کا کیا سبب ہے؟

جس کام کے واسطے ہم پیدا کیے گئے ہیں، وہ عبادت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے: "ہم نے جنّ اور انسان کو عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے ____ لیَعْبُدون کی تفسیر میں (بعض مفسّرین کی طرف سے) کہا گیا ہے کہ جنّ و انس کو اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ توحید اختیار کریں اور میرے نزدیک یہ ہے کہ عبادت اپنے ظاہری معنی پر ہے۔ (یعنی اس میں تاویل کی ضرورت نہیں ہے کہ توحید اور معرفت کے معنیٰ لیے جائیں۔)

اس لیے کہ انسان کے اندر دو قوتیں ہیں: قوّتِ علمیہ[1] اور قوّتِ عملیہ[2] اور سعادتِ تامّہ جس کے لیے وہ مخلوق ہوا ہے، بغیر ان دونوں قوتوں کی تکمیل کے حاصل نہیں ہو سکتی۔

اور عبادت ایک جامع اسم ہے انسان کی اس توجہ کا جو علماً اور عملاً دونوں طریقے پر ہو۔ اس بناء پر شرعاً کوئی عبادت، عبادات میں شمار ہو کر تصحیحِ نیت کے بغیر فرض نہیں کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

إنّما الأعمال بالنيّات [رواه البخاری]

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے"

(پھر یہ جاننا چاہیئے کہ) اللہ تعالیٰ نے حوادث میں ہر حادثے اور واقعے کو دوسرے حادثے و واقعے پر مرتّب کیا ہے، اور حکمتِ بالغہ کے تقاضے کی بناء پر بعض حوادث کو بعض کا بغل گیر بنایا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنا طریقہ اس طرح جاری کیا ہے کہ ایک عورت جب بچہ جنتی ہے تو اُس کی دونوں چھاتیوں میں دودھ پیدا کر دیا جاتا ہے۔ پس یقینی طور پر دودھ اور بچے میں تعانُق (لازم ہونا) اور ربطِ باہم کی نسبت ہے۔ اسی طرح جب پرندے انڈے دینے والے ہوتے ہیں تو اللہ کی طرف سے یہ بات اُن کے دل میں ڈال دی جاتی ہے کہ وہ گھونسلا بنائیں۔ پس یقینی طور پر گھونسلا بنانے اور انڈے دینے میں ایک قسم کا باہمی ربط ہے، اور اسی طرح یہ بات بھی یقینی ہے کہ بارش کے برسنے اور کھیتی کے اُگنے میں باہمی ربط و تعلق ہے۔ پھر کھیتی کے اُگنے اور حیوانوں اور انسانوں کے اِحیاء میں (زندہ رکھنے میں) بھی تعانُق و تعلق ہے۔

زبانِ شرع ان مُعانقات و تعلّقاتِ فطریّہ کو اِفادۂ علّتِ غائیہ کی بنا پر اُن ہی الفاظ میں بیان کرتی ہے، جو لغت میں اِن معانقات و تعلّقات کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔ پس کہا جاتا ہے کہ دودھ پیدا کیا گیا ہے، بچے کی پرورش کے لیے اور پرندوں کے اندر گھونسلا بنانے کا الہام کیا گیا ہے، ان کے بچوں کی پرورش کے لیے اور بارش برسائی گئی کھیتی اُگنے کے لیے۔ اور کھیتی اُگائی گئی جانداروں کے زندہ رکھنے کے لیے۔

اِس تمہید کے بعد ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو دو قوتوں والا پیدا کیا ہے۔

اور اس کی فطرت میں یہ بات ودیعت کی گئی ہے کہ ان دونوں قوتوں میں سے کوئی قوت کامل نہ ہوگی جب تک کہ اُس کے جوارح واعضاء اللہ تعالیٰ کے سامنے مودّب نہ ہوجائیں، ورنہ اس کے علم کے برتن اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اُس کے ذکر سے نہیں بھریں گے، اس حیثیت سے کہ وہم، خیال، اور عقل آپس میں ایک دوسرے کی مدد کریں اور ان تینوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی مخالفت نہ کرسکے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ "ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔" اور ان طرح طرح کے (فطری) کمالات کا جامع اِسم "عبادت" ہے۔ پس انسان عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت ہی میں سے اُس کے افعال ہیں۔ کسی ممنوع چیز کا چھوڑنا بھی عبادت میں داخل ہے، اور عبادت ہی میں وہ اخلاق بھی شامل ہیں جو اخذ وکسب کیے جاتے ہیں۔ او. عبادت ہی میں سے ہیأتِ وجدانیہ (وجدانی شکلیں) بھی ہیں۔ جیسے توکّل، شکر، صبر اور یقین ــــ حاصل کلام یہ ہے کہ صورتِ نوعیہ، انسانیہ کسی نہ کسی کمال کے ساتھ مُتعالق ومتعلّق ہے اور انسان کی سعادتِ نوعیہ اس کمال کو پالینے میں پوشیدہ ہے، اور اس کی نجاتِ اُخرویہ بھی اُسی کمال کو حاصل کرنے کے ساتھ مربوط ہے۔

جس جماعت کے اندر قُوائے عقلیہ کو قوی تر پیدا کیا گیا ہے، اُس کا نصب العین اور مطمحِ نظر اسی حقیقت کی طلب وجستجو ہے، اگرچہ وہ جماعت بظاہر بدنی اور نفسانی بلاؤں اور آزمائشوں میں مبتلا ہو۔ اس فطری وجبلّی طلب کو کہ جس کی شرع نے تاکید کی ہے اور جس کے صحیح ودُرست ہونے کی گواہی دی ہے، خوب سوچنا سمجھنا چاہیے۔

والسلام والاکرام

مکتوب

﴿۸۸﴾

بابا عثمان کشمیریؒ کے نام

(دو رُباعیوں کی تحقیق اور نسبتوں کے بیان میں)

فضائل مآب عزیز القدر، سُلالۃ الاکابر مولوی بابا عثمان اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں رہیں۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام محبّت مشام معلوم کریں۔

اپنی عافیت وسلامتی پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے فضل وکرم سے آپ کی عافیت اور سلامتی مطلوب ہے۔

مولانا جلال الدین دوّانی رح نے اپنی رباعیات میں سے ایک رباعی میں یوں فرمایا ہے ؎

در خانقہ و مدرسہ گشتیم بسے — انصاف کہ در ہر دو ندیدیم کسے

دیدیم بلے بیہُدہ گوے چندے — قانع شدہ از دوست ببانگِ جرسے

(ہم خانقاہوں اور مدرسوں میں بہت گھومے پھرے۔ سچی بات یہ ہے کہ ہم نے ان دونوں جگہوں میں کوئی آدمی لائق نہیں پایا۔ البتہ چند بیہودہ گو قسم کے آدمی وہاں دیکھے۔ جو حقیقی دوست کو چھوڑ کر محض ایک بانگِ جرس پر قانع ہو گئے ہیں۔)

فقیر (رباعیات دوّانی کا مطالعہ کرتے کرتے) جب اس رُباعی پر پہونچا تو دل جوش میں آگیا اور خاموشی کا موقع و محل باقی نہ رہا۔ (لامحالہ اس کے جواب میں) میں نے یہ رباعی کہی ہے

در صحبتِ اہلِ دل رسیدیم بسے — تحصیل کناں زہر دلے ملتمسے
از چشمۂ آبِ زندگانی قدحے — وز آتش وادیِ مقدّس قبسے

(ترجمہ) (ہم اہلِ دل کی صحبت و خدمت میں بارہا پہونچے ہیں اور اُن میں سے ہر ایک صاحبِ دل (کے دل) سے اپنی اُمید و آرزو کو حاصل کیا ہے۔ ہم نے چشمۂ آبِ حیات سے ایک پیالہ پیا ہے اور وادیٔ مقدّس (کوہِ طور) کی آگ سے ایک چنگاری لی ہے (یعنی بزرگوں سے فیض حاصل کیا ہے)"۔

غور کرنے سے معلوم ہوا کہ جلال الدّین دوّانی کی اس رباعی میں جو یاس و قنوطیت کا غلبہ ہے۔ اُس کی تین وجوہات ہوسکتی ہیں:

(۱) یا تو یہ وجہ ہے کہ اُس شخص (یعنی رباعی گو) کو اس قسم کی کوئی باطنی فضیلت ہی حاصل نہیں ہوئی اور حصولِ فضیلت کے اسباب اُس کو آسانی کے ساتھ میسّر نہیں آتے۔ اگر یہ وجہ ہے تو اس کا جواب طریقِ باطنی کی افضیلت کا ثابت کرنا اور دوسرے شخص کے لیے اس کے حاصل کرنے کے طریقوں کی سہولت کا اظہار کرنا ہے، تاکہ واضح ہوجائے کہ اس شخص کا فضیلتِ باطنی کا نہ پانا امتناعِ حصول یا اسبابِ وصول کے مشکل ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ قضا و قدر نے ہر شخص کا ایک مخصوص حصہ مقرر کردیا ہے اور ایک آدمی کا دوسرے آدمی پر قیاس کرنا محال و مشکل ہے۔

(۲) یا یہ سبب ہے کہ اس شخص (رباعی گو) نے صوفیاے کرام کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور اُن کے احوالِ کثیرہ سے (اپنے دماغ میں) ایک ہیئتِ وجدانیہ

تراش لی ہے۔ جب وہ ہیئتِ وجدانیہ واجتماعیہ کسی ایک شخص میں نہیں پائی گئی تو اس کے باطن سے نعرۂ نایافت بلند ہوا اور فقیر کا گمان یہ ہے کہ صاحبِ رُباعی کو بھی شبہ پیش آیا ہے۔ اس کا جواب طُرقِ وصُول کے تعدّد اور کیفیاتِ نسبت کے تغایر کا بیان کرنا ہے اور یہ بات ظاہر کرنی ہے کہ ہر شخص کی استعداد کسی نہ کسی نسبت کے مناسب واقع ہوئی ہے، اور ہر استعداد والے سے وہی نسبت طلب کرنی چاہیئے جو اُس کے مناسبِ حال ہو۔ یقینی طور پر ہر نسبت کسی نہ کسی مقام کی طرف اپنا راستہ رکھتی ہے۔

(۳) یا یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ افسانے جن کو فلاسفۂ اسلام اور بعض متکلّمین بیان کرتے ہیں کہ ریاضیات اور تصفیہ وتزکیۂ نفس، حقائقِ اشیاء کے سمجھ لینے کا سبب بن جاتے ہیں۔ (یہ افسانے) اُس شخص کے دل میں بیٹھ گئے اور ایک ایسے عارف کی طلب میں پڑ گیا، جو حقائق اشیاء کی اپنے وجدان سے پوری تفصیل کے ساتھ اِس طرح تقریر کرتا ہو کہ یہ معقولی (فلسفی) اُس سے پورا پورا فائدہ اُٹھالے ــــــ اُس نے اپنی عمر کا بڑا حصہّ اِسی طلب میں گنوادیا اور اپنے مطلوب ومقصود کا کوئی نشان نہ پایا۔ اس وجہ کا جواب یہ ہے کہ نفوسِ ناطقہ آپس میں انتہائی تفاوت رکھتے ہیں۔ بعض نفوس، صاحبِ قوتّ قدسیہ ہوتے ہیں اور بعض اِس سے کچھ کم درجے کے ہوتے ہیں۔ اگرچہ تمام نفوس قوتِّ ملکیہ کے پائے جاتے ہیں۔ اور نسبتہائے عالیہ کی استعداد کے ظہور میں مُتساوی الاقدام (ساتھ ساتھ چلنے والے) ہوتے ہیں اور ریاضت نفسِ غیر قدسیّہ کو قدسیہ نہیں بناتی ہے بلکہ ریاضت (فقط) قوتِ ملکیہ کا ظہور ہے، اور سِرّ وروح وغیرہ کے مہذب وآراستہ کر لینے سے جو نسبتیں پیدا ہوتی ہیں، ان نسبتوں پر بھی تمکّن وقدرت ہونا، ریاضت کا انتہائی درجہ ہے، اور قوتِ قدسیہ، کبریتِ احمر (نادر الوجود) ہے۔ بہت سے زمانے گزر جاتے ہیں جو اِس دولت سے خالی ہوتے ہیں۔

؎ سالہا دَورِ آسمان گردد   تا چنین گوہرے عیاں گردد[1]

---

[1] ایک اور فارسی شاعر نے اسی مضمون کو اس طرح بیان کیا ہے ؎

سالہا باید کہ تا یک سنگِ اصلی ز آفتاب   لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

(سالہا سال آسمان گردش کرتا رہتا ہے۔ تب کہیں ایسا گوہر نایاب ظاہر ہوتا ہے۔)

(کسی زمانے میں) اس قسم کے لوگوں کے نہ پائے جانے کی وجہ سے کوئی بھی اس بات کو صحیح قرار نہیں دے سکتا کہ اس طرح کے وحشت انگیز حملے کیے جا سکیں (جیسے کہ دوانی کی رباعی میں ہیں۔)

وہ نسبتیں جن کی طرف صوفیۂ صافیہ اپنی توجہ مبذول فرماتے رہیں۔ دو قسم کی ہیں:

(۱) وہ نسبت جو لطیفۂ روح کی تہذیب و آراستگی سے پیدا ہوتی ہے، اور وہ نسبت اُنس و انجذاب اور نیاز و گداز ہے۔ اس نسبت کی بہترین تعبیر آبِ حیات ہے۔ اس لیے کہ اس عالم شہادت (دنیا) کے اندر پانی کا پینا راحت و تسکین پہونچاتا ہے۔

(۲) وہ نسبت کہ جو لطیفۂ سِرّ کی تہذیب سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اس شخص کے لطیفۂ سِرّ میں تجلّیِ اعظم کے عکسوں کا ظہور ہے۔ اس نسبت کی بہترین تعبیر آتشِ طور ہے۔ اس لیے کہ آگ اپنے اندر گرمیٔں اور روشنی رکھتی ہے اور آتشِ طور تجلّیِ اعظم کے عکسوں میں سے ایک عکس ہے۔

میری رُباعی میں لفظ "ہر دلے ملتمسے[1]" کے اندر اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض افراد کی تائید و تقویت فرماتا ہے۔ پس وہ اپنی فراست سے یہ بات معلوم کر لیتے ہیں کہ فائدہ پہونچانے والی اور فائدہ حاصل کرنے والی استعدادیں کون سی ہیں، اور وہ ہیئتِ اجتماعیہ کس نسبت کا تقاضا کرتی ہے۔ (ہیئتِ اجتماعیہ جس نسبت کا تقاضا کرتی ہے) بس وہ اُسی نسبت کے پیچھے پڑتے ہیں، اُسی کو طلب کرتے ہیں اور بغیر ضبط و قید اُسی کو پا لیتے ہیں۔

---

[1] ملتمس بفتح میم، صیغہ مفعول۔ یعنی جس سے التماس کیا گیا ہو

میری رباعی میں لفظ "قدح" اور "قبس" کے اندر اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ درویشوں کے فیض سے جو کچھ اخذ کیا جاتا ہے۔ وہ ان دو نسبتوں میں سے ایک کا حصہ ہوتا ہے اور ان نسبتوں کے عکوس میں سے ایک عکس ہوتا ہے اور اُن کی مناسبات میں سے ایک مناسبت ہوتی ہے۔ اِفاضہ و اِستفاضہ کی جُولانی ان ہی اطراف و عکوس میں ہوتی ہے اور کہیں نہیں ـــــ یہ بات نہیں ہے کہ ایک استعداد بہم پہنچ جائے اور مبدأ فیاض (ایک دم) مسلسل و متواتر فیض جاری کر دے، اور یہ بندہ اپنی قوتِ خداداد سے اس کو حاصل کر لے۔ ایک ہی مرتبہ میں کُل کو طلب کرنا، خصوصًا ایک فردِ خاص سے طلب کرنا، جو کہ منبعِ فیض خاص ہے۔ اور ایک نہر کا فوّارہ ہے، ایسی طلب محالاتِ عادیہ کی قبیل سے ہے ـــــ قومِ صوفیہ کی دوسری نسبتیں بھی ہیں۔ ان میں سے چند کو اس فقیر نے استعارے کی زبان میں اب سے بہت پہلے نظم کیا ہے ؎

دلے دارم زخود خالی حبابش می توان گفتن
درو کیفیتے جوشِ شرابش می توان گفتن!

(ترجمہ) (میں ایک دل رکھتا ہوں جو اپنی خودی سے خالی ہے اور جس کو حباب کہا جا سکتا ہے۔ اس کے اندر وہ کیفیت ہے جسے کیفیتِ جوشِ شراب کہا جا سکتا ہے۔)

فرو پاشید از ہم کثرتِ موہوم چون شبنم
زفیضِ معنی ما آفتابش می توان گفتن

(ترجمہ) (ہمارے معنی و باطن کے فیض سے جس کو آفتاب کہا جا سکتا ہے، کثرتِ موہوم باہم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اس طرح ختم ہو گئی جیسے شبنم سورج کی شعاعوں سے ختم ہو جاتی ہے۔)

وجود بے نمودِ معنیٔ ما دقتے دارد درین نیرنگہا، بوے گلابش می توان گفتن

(ہمارے معنی و باطن کا وجودِ بے نمود ایک باریکی رکھتا ہے۔ ان نیرنگیوں کے اندر اس کو بوے گلاب سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ کیوں کہ گلاب کی خوشبو نظر نہیں آتی مگر اُس کا وجود ہوتا ہے۔)

سویداے دلِ ما دارد اندر پیچ و تابِ خود
نقوشِ عالمے، اُمُّ الکتابش می تواں گفتن!

(ہمارے دل کا کالا داغ اپنے پیچ و تاب کے اندر ایک عالم خاص کے نقوش رکھتا ہے۔ (لہٰذا) اُس کو اُمّ الکتاب (لوحِ محفوظ کے مانند) کہا جاسکتا ہے۔)

ان نسبتوں کی شرح ایک طول رکھتی ہے۔ جس کو تھوڑی مدت میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

باقی قابلِ تحریر بات یہ ہے کہ آپ کا رقیمۂ کریمہ ملا تھا اور اُس کے اندر جو مضامینِ نظم و نثر تھے، وہ شوقِ فراواں کی دعوت دینے والے تھے۔ چونکہ وہ خط آپ کے ہاتھ پر لگنے والی چوٹ کا علم دینے والا تھا، اِس لیے اُس نے مسرت اور الم دونوں کو ملا دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تمام آفات سے بچائے رکھے۔

والسّلام والاکرام

مکتوب

﴿۸۹﴾

باباعثمان کشمیریؒ کے نام

(اُن کے چند سوالات کے جواب میں)

فضائل مآب، عزیز القدر، سلالۃ الاکابر مولوی باباعثمان سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیر ولی اللہ عفیٰ عنہ کی طرف سے بعد از سلام محبت مُشام مطالعہ کریں۔

ہم اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔ اور اُس کے فضل سے آپ کی عافیت بھی چاہتے ہیں۔

مکتوبِ بہجت اُسلوب پہنچا اور اُس نے مسائل مرقومہ پر مطلع کیا۔

آپ نے شاہ بدیع الدین مدار کے حالات دریافت کیے تھے۔ جاننا چاہیئے کہ وہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغِ دہلیؒ کے بعد ہندوستان میں وارد ہوئے تھے اور طریقت میں اُن کا انتساب اس طرح ہے:

اُنھوں نے خرقہ حاصل کیا شیخ طیفورِ شامیؒ سے، اُنھوں نے حاصل کیا یمین الدین شامیؒ سے، اُنھوں نے حاصل کیا شیخ عبداللہ حاملِ رایۃُ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے، اُنھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اُنھوں نے حضور سرکارِ دو عالم حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم سے ــــ ہم نے یہ سند رسالہ عقد الفریدنی

سلاسلِ اہل التوحید[1] سے نقل کر کے لکھی ہے اور شاہ بدیع الدین مدار کا سلسلۂ نسب یہ ہے :۔

بدیع الدین مدار ابنِ بہاء الدین ابنِ ظہیر الدین ابنِ سعید ابنِ احمد ابنِ امام جعفر صادق رضؓ ۔ یہ شجرۂ نسب ہم نے بعض کتب میں اسی طرح لکھا دیکھا ہے لیکن اس شجرۂ طریقت اور شجرۂ نسب دونوں میں علمِ انساب اور علم احوالِ سلفِ صالح کے لحاظ سے بہت کچھ خلل و نقص ہے، اور خلل و نقصان بھی ایسا کہ کوئی قولِ جازم (قطعی) اس بارے میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ شاہ بدیع الدین مدارؒ کے حالات دو قسم پر لکھے گئے ہیں۔ مورخین کی جو جماعت ثقہ ہے، اُس نے اُن کے متعلق بہت کم باتیں لکھی ہیں اور غیر ثقہ نے اُن باتوں کو لکھا ہے، جو محال ہیں۔ اِس فقیر (ولی اللہ) نے اپنے والد ماجد (شاہ عبدالرحیم فاروقی دہلویؒ) سے اور اُنھوں نے اپنے پیر و مرشد خلیفہ ابوالقاسم اکبر آبادیؒ سے سلسلۂ مداریہ کے بعض اشغال مثلاً شغلِ آئینہ اخذ کیے ہیں۔

(قنوج کے متعلق جو باتیں آپ نے معلوم کی تھی اُس کا جواب یہ ہے کہ) قنوج میں دو تین باتیں بلا دلیل ایسی بیان کی جاتی ہیں جو کہیں منقول نہیں ہیں۔ ان کے بارے میں نہ تو کوئی صحیح قول ہے، اور نہ کوئی ضعیف قول ہے۔ مثلاً مشہور ہے کہ وہاں حضرت حاجی شریف زندنیؒ کی قبر ہے، اور یہ کہ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دندانِ مبارک موجود ہے۔ (قنوج میں اِن دونوں چیزوں کا کوئی ثبوت اور وجود نہیں ہے۔)

(آپ نے لکھا ہے کہ اخبار الاخیار مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ میں حاجی شریف زندنیؒ کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت حاجی شریف زندنی رحؒ کا ذکر خیر اخبار الاخیار میں کیسے ہوتا، جب کہ حضرت شیخ محدث دہلویؒ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحؒ سے آغاز کتاب کا التزام کیا ہے، اور (حضرت خواجہ اجمیری رحؒ سے) اُوپر کے بزرگوں کے حالات لکھنے کا اہتمام نہیں کیا ہے۔

آپ نے مسئلہ ارواح سے متعلق بھی استفسار کیا ہے کہ کیا روحیں جسموں سے پہلے پیدا کی گئی ہیں یا جسموں کے ساتھ ساتھ پیدا کی گئی ہیں؟

اس کے جواب میں جاننا چاہیئے کہ تمام اہلِ ملت، ارواح کے حادثات ہونے پر تو متفق ہیں۔ پھر اختلاف اس بارے میں ہوا کہ روحیں بدن کے ساتھ پیدا ہوئی ہیں یا بدن سے پہلے۔ پہلا گروہ جو روح کی پیدائش بدن کے ساتھ ساتھ بتاتا ہے، اُس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیتہ ہے:

ثم إنشاناه خلقاً آخر ○ [المومنون ١٤]

(ہم نے اُس کو دوبارہ پیدا کیا)

بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد نفس کا بدن کو فیض پہنچانا ہے اور اس بات کو یہ کہہ کر رد کیا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ معنیٰ یہ ہوں، کہ ہم نے نفس کو بدن سے متعلق کردیا اور یہ متعلق کرنا بھی ایک قسم کا "انشاء" اور "خلق" ہے۔

دوسرے گروہ کی دلیل جو ارواح کو ابدان سے پہلے بتاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قولِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجسام کی پیدائش سے دو ہزار سال پیشتر پیدا کیا ہے، اس دلیل کو یہ کہہ کر رد کیا گیا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اگر ہم اس حدیث کی صحت تسلیم بھی کرلیں تو اس سے ملائکہ کی ارواحِ عالیہ مراد ہوں گی۔ جیساکہ حضرت امام غزالی رح نے اس حدیث کی تاویل کی ہے۔ الغرض دونوں قولوں میں سے کوئی ایک قول متعین نہیں ہے، اور سلف کے ایک قول پر صراحت کے ساتھ اتفاق نہیں ملتا۔ روح کے اس مسئلے میں اختلاف کرنے والی یہ دونوں جماعتیں عالمِ مثال کی قائل نہیں رہیں۔ بلکہ وہ تو عالمِ مثال کے معنی کا تصور بھی نہیں کرتیں۔ چہ جائیکہ اس بارے میں نفی و اثبات کریں۔ لیکن اس فقیر کے سامنے اس بارے میں ایک تفصیل ہے جس کا حق بحالت موجودہ پورا پورا ادا نہیں کیا جاسکتا۔ اجمالی طور پر اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان

کا مبدأ حیات تین چیزیں ہیں۔

۱۔ نسمہ ــــ جو روحِ ہوائی کا دوسرا نام ہے۔ اُس کی مثال چنگاری ہے، جس میں آگ چھپی ہوئی ہوتی ہے۔

۲۔ نفسِ ناطقہ ــــ جو اصطلاحِ فلاسفہ میں مجرّد ہے اور ہم اُس کو مجرد نہیں مانتے

۳۔ روحِ سماوی ــــ کہ ذرّیتِ حضرت آدمؑ اُسی کی ایک نمایش تھی۔

ان میں سے نسمہ اور نفسِ ناطقہ تو بدن کے پیدا ہونے کے وقت پیدا ہوتے ہیں، اور روحِ سماوی ان دونوں سے بہت زمانہ پہلے پیدا ہوئی ہے۔ اس بحث کو خوب غور سے پڑھا جائے۔ واللہ اعلم۔

ایک اور استفسار ارواحِ انبیاء علیہم السّلام اور برزخ میں انبیاءؑ کی حیات سے متعلق بھی کیا گیا تھا۔ اِس بارے میں اتنا جاننا چاہیئے کہ کتاب وسنّت کی تصریحات موتِ انبیاء پر دلالت کرتی ہیں ــــ اِس بات پر اجماع منعقد ہوا ہے اور بلاشک وشبہ احکامِ موت اُن پر جاری ہیں لیکن انبیاء کی ارواح کو ایک طرح کی فوقیّت دی گئی ہے۔ اِسی فوقیت کو حیات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیساکہ شُہداء کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

بل أحياءٌ عند ربّهم يرزقون ○ [آل عمران ۱۶۹]

"جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے، اُن کو مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔"

اگر کوئی عالم یکایک یہ بات کہدے کہ بغیر تشبیہ اور بغیر مجاز کے (حقیقی معنیٰ میں) شہداء زندہ ہیں تو یہ بات مزیّت و فوقیّت کے لحاظ سے ہوگی، جس کا ہم نے حیات نام رکھا ہے۔ اِس کے سوا اور کوئی بات نہ ہوگی۔

والسّلام

مکتوب

﴿۹۰﴾

مولوی میاں داد کے نام

(جو حضرت شاہ ولی اللہ کے ایک شاگرد ہیں)

فضائل مآب، کمالات اکتساب مولوی میاں داد عنایاتِ الٰہی میں شامل رہیں۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلامِ مسنون مطالعہ کریں۔

الحمد لله على العافية و المسئول من جنابه الكريم أن يعافيكم

(ترجمہ شعر عربی) "اللہ کے کتنے پوشیدہ الطاف و احسانات ہیں کہ جن کو
ایک ذکی و فہیم شخص بھی نہیں سمجھ سکتا۔"

آپ کا لاہور کی طرف جانا مجھے بہت پسند آیا۔ اس لیے کہ یہ "شہر اسلام" ہے اور اپنے اندر ایسا حاکم رکھتا ہے جو سُنّی بھی ہے، اور عدل دوست بھی ہے۔ ہم لوگ ضرورت کے ماتحت اِس شہر (دہلی)، میں پڑے ہوتے ہیں اور زبان سے یہ آیتہ پڑھتے ہیں۔

ربّنا أخرجنا من هذه القرية الظالم أهلها ○ [النساء ۷۵]

(اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں)

ہم کیا کریں۔ اہل و عیال کا بوجھ بھاری ہمارے سر پر ہے۔ آپ کو جو کہ خفیف الظہر (کم عیال) ہیں، یہاں (دہلی میں) رہنے کی کیا ضرورت تھی؟

بالجملہ اُس حاکم کے لیے، جو کہ سنّی اور عدل دوست ہے دُعائے خیر کرنا اور اللہ تعالیٰ

سے اس حاکم کے لیے اوقاتِ قبولیتِ دعا میں نصرت و غلبہ اور جان و آبرو کی حفاظت مانگنا ضروریات میں سے ایک ضروری امر ہے۔ آں فضائل مآب کو اور جمیع اہلِ اسلام کو لازم ہے کہ اِس پر مواظبت کریں۔ (یعنی اس حاکم کے لیے برابر دعا گو رہیں)

ہمارے بعض احباب نے حاکم مشارٌ الیہ کے حق میں ایسے اچھے خواب دیکھے ہیں جو اُس کی رفعتِ مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ کو تحریر کیا جاتا ہے کہ آپ اس حاکم کی ہم نشینی کے اوقات میں اُس کو اعمالِ خیر، دشمنانِ اسلام سے مقابلہ میں کوشش، تقویٰ اور عدل کو مضبوطی سے اختیار کرنے، علماء کی صحبت میں وقت گزارنے اور علم میں مشغول رہنے کی تلقین دیتے رہیں، اور صحتِ نیت کی شرط کے ساتھ نصرت و غلبہ کی بشارت بھی دیتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ کو علماء کے حق میں یہ بات پسند ہے کہ اگر کسی ضرورت سے اُن کو اُمراء کے ساتھ ملاقات کرنے یا اُٹھنے بیٹھنے کا اتفاق ہو تو اُن کا شیوہ یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اُمورِ خیر کی طرف اُمراء کی رہنمائی کرتے رہیں۔ یہ بات نہ ہونی چاہیئے کہ وہ محض دنیا کے مال اور روپے پیسے کے لیے اُمراء سے ملاقات کریں۔ جو عمل نیتِ خیر سے خالی ہوتا ہے وہ نظرِ تحقیق میں ایک معمولی شئے ہے۔ (یعنی اس میں کوئی ثواب نہیں ہے۔) آپ نے لکھا تھا کہ حاکم مشارٌ الیہ کی مجلس میں صحیح بخاری پڑھی جاتی ہے اور آپ بھی اُس مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور حاکم مذکور نے آپ کے گزارے کے مطابق آپ کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا ہے۔ الحمد للّٰہ علی ذلک کلّہ

(بحمد اللہ) اگر آپ کو صحبتِ اُمراء کا اتفاق ہوا تو حدیثِ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہوا۔

(یعنی حدیث شریف کے پڑھنے اور سُننے کے مشغلے کو جاری رکھنے کے لیے ہوا۔)
آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ روایتِ حدیث کی اجازت (اور سندِ حدیث) لکھی جائے۔

یہ اجازت وسند تو زبانی طور پر بالمقابل سنادی گئی تھی، اِس کے باوجود تحریر کرتا ہوں،

"میں نے اپنے صالح اور فاضل بھائی مولوی میاں داد کو روایت صحیح بخاری اور اس کے علاوہ بقیہ صحاحِ ستہ اور مسند الدارمی اور کتاب مشکوٰۃ المصابیح کی اجازت دی۔ مجھے بخاری کی قرأت، دارمی کا سماع اور باقی کتابوں کی اجازت حاصل کرنے کا اتفاق اِن کتابوں کے اوائل کو پڑھ کر شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی رح سے ہوا۔ شیخ مذکور نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی مدنی رح سے، انھوں نے شیخ احمد قشاشی سے، انھوں نے شیخ احمد شناوی رح سے، انھوں نے شمس رملی رح سے،

انھوں نے قاضی زین الدین زکریا رح سے، انھوں نے حافظ ابنِ حجر عسقلانی رح (شارح بخاری) سے اجازت حاصل کی اور حافظ ابنِ حجر عسقلانی رح پر علمِ حدیث میں انتہا ہوتی ہے۔

موجودہ مشغول اوقات میں اِن ہی دو تین کلمات پر مجھے اکتفا کرنا چاہیئے۔

والسلام

مکتوب

﴿۹۱﴾

اکابرِ وقت میں سے ایک بزرگ

درویش کے نام

(ترجمہ عربی سے)

یہ حقیر فقیر (ولی اللہ) پیش کرتا ہے، ایسی دعائیں جن پر قبولیت کی ہوائیں چلتی رہیں اور پیش کرتا ہے ایسے سلام جن کو شمولیتِ خیر کے بازو ڈھانپے ہوئے ہیں، مؤیدِ موفق اور منصورُ المقام حضرت مولانا کی جانب اُن کی فضیلت کے نشانات ہمیشہ ہر زبان پر جاری رہیں اور اُن کے عدل کے جھنڈے ہر مقام پر کھُلے رہیں اور نصب رہیں۔

امابعد ــــ ہر قوم کا ایک ادب ہے اور ائمۂ علم کا ادب یہ ہے کہ وہ کسی سے اللہ ہی کے لیے محبت کریں اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھیں ـ ائمۂ علم کا ادب یہ بھی ہے کہ وہ ہر اُس شخص کے لیے دعا کریں جو اقامتِ عدل اور نشرِ سنّت کے درپے ہو اور اس سلسلے میں مدد و نصرت اور تائید کر رہا ہو اور وہ کافروں، ظالموں اور بدعتیوں کے ساتھ عدمِ نصرت، اُن کو اپنے سے ہٹانے اور دوُر رکھنے کا معاملہ کرتا ہو۔

ہمارے یہ حاملِ رقعہ بھائی جب رفعت مآب کی جانب جانے کے لیے متوجہ ہوئے تو ہمارا محبت اور دُعا کی خبر دینے کا ارادہ پختہ ہوگیا۔ حضرت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے ــــ

والحمد لله أولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً

مکتوب

﴿۹۲﴾

عبد المجید خاں مجد الدولہ کشمیری

کے نام

رحمتِ کاملہ آپ کے حال و مآل کو شامل ہو۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور اُس سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے۔

ظہورِ غیرتِ الٰہی کا وہ واقعہ جو ایک خطرناک آسمانی بجلی کی شکل میں اہلِ بدعت کی بیخ کنی اور پراگندگی اور انتشار کے لیے تھا، آپ کے روبرو بیان کردیا گیا تھا۔ آپ کے دلِ مبارک میں وہ واقعہ محفوظ رہو گا۔ اِسی وجہ سے اِس جماعت (مقہورہ) کا اقبال و عدم اقبال دونوں نظر کے اندر یکساں معلوم ہوتے ہیں ــــ خداوند کریم انجام کار اچھا کرے۔

عزیز القدر سعادت نشاں عبد الاحد خاں کی پریشانیِ دِل جو گھریلو معاملات کے حل کرنے کی تدبیر کے سلسلے میں بمقتضائے عادتِ الٰہی پیش آئی، اُس نے میرے دل کو بہت متفکر کیا۔ إنّا للّٰه و إنّا إليه راجعون [البقرة ۱۵۶]

اللہ تعالیٰ غموں کی تسکین و تسلّی فرمائے۔ جناب کے مزاج کی طرف سے دل نگراں رہتا ہے کہ سفر میں مزاجِ عالی کیسا رہتا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ سے دعائے عافیت کے سوا کوئی ملجا و ماویٰ اور چارۂ کار نہیں ہے۔

ثم السلام والاکرام

مکتوب

﴿۹۳﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام، برادرِ عزیز شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالےٰ۔

اِس فقیر کی طرف سے بعد سلامِ محبت التیام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس سے درخواست ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے۔ نامۂ مشکین شمامہ پہونچا۔ اُس میں لکھا تھا کہ شرع میں تہلیل یعنی لا إلہ الاّ اللہ پڑھنے پر جو ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے، کیا وہ طریقت و حقیقت کے معانی و حقائق کو پیش نظر رکھ کر بھی مرتب و متحقق ہو جاتا ہے، یا اس صورت میں تہلیل کا ثواب فقط ظہور کشفِ حقائق ہے اور بس؟

(اس کے جواب میں لکھتا ہوں کہ) جو کچھ فقیر کو واضح ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اگر لا إلہ الاّ اللہ کو زبان سے کہا ہے، اس طریقے پر کہ شرع شریف میں اُس کا اعتبار ہو تو اُس کے لیے وعدہ کیا ہوا ثواب ثابت اور متحقق ہے۔ اگرچہ اُس نے طریقت و حقیقت کے طور پر معنیِ مناسب کا لحاظ بھی رکھا ہو اور وہ معنیِ مناسب یہ ہیں:

لا إلہ الاّ اللہ (نہیں ہے کوئی مقصود سوائے اللہ کے)

لا موجود الاّ اللّٰہ (کوئی موجود کہلانے کے لائق نہیں ہے سوائے اللہ کے) اِس لیے کہ یہ ثواب اِس ذکر کے تلفّظ پر دائر و سائر ہے، اگر چہ وہ معانی کا تدبّر بھی نہ کرے۔

یہ معنیٰ (لامقصودَ الخ) وغیرہ بھی معنیِ تہلیل کے بُطون سے ہیں یعنی اِسی کلمہ:

لا إله إلاّ اللّٰہ کے اندرون میں ہیں۔ پس یہ کیوں کر لائقِ ثواب نہ ہوں گے۔

(یہ تو بدرجۂ اولیٰ لائقِ ثواب ہوں گے۔)

اس مسئلے کا راز یہ ہے کہ یہ کلمۂ تہلیل ملاءِ اعلیٰ کے ذہنوں کے اندر بعینہا متمثّل ومتشکّل ہوگیا ہے اور اِس کلمہ کا تلفّظ فرشتوں کی اُس اعلیٰ جماعت کے فیض کے ایک دروازے کو کھول دیتا ہے۔ بشرطیکہ پڑھنے والا صحیح نیّت رکھتا ہو، اگر چہ وہ معانی پر غور و فکر نہ بھی کرے ـــ اگر یہ کلمہ اِس طور پر واقع ہو کہ جس کا ظاہرِ شرع میں اعتبار نہیں ہے مثلاً اس کلمے کا دل کے اندر فقط تصوّر کر لیا تو اُس کا کوئی ثواب نہیں ہے، سوائے اِس کے وہ کشفِ حقائقِ الٰہیہ کی ایک تمہید ہے۔

والسّلام والاکرام

مکتوب

﴿۹۴﴾

حافظ جار اللہ پنجابیؒ کے نام

جو حج کو گئے تھے

ایک درویش صالح سے ملاقات کی ترغیب میں کہ جن کا حال شاہ صاحب کو بذریعہ کشف معلوم ہوا تھا

فضائل مآب، برادرِ عزیز حافظ جار اللہ ـــ اللہ تعالیٰ اُن کو تمام آفات وبلیات سے محفوظ رکھے۔ اور اُن کو مبرّات وحسنات کی منزلِ مقصود تک پہونچائے۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلامِ محبت التیام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی جناب سے آپ کی عافیت مطلوب ہے ـــ آپ کے خطوط یکے بعد دیگرے پہونچے اور حالات معلوم ہوئے۔ آپ کے لیے دعائیں کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دُعاؤں کو قبول فرمائے۔

اِس فقیر کو بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملک عُمان میں جس کے ساحل پر مسقط کی بندرگاہ ہے، ایک درویش صالح جو کہ اہل اللہ کی صفات سے متصف ہیں، زیادہ عمر والے ہیں، اصل ونسل میں ملکِ یمن کے قبیلۂ حِمیرؔ سے تعلق رکھتے ہیں اور فی الحال عمان میں مقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ایک نظرِ خاص اُن کی جانب ہے کیونکہ وہ تمام علمائے حدیث کا تتبّع کرتے ہیں۔ اِس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بزرگ شافعی اشعری ہیں۔ یہ درویش نورانی ہیں اور (تائیدِ الٰہی سے) مؤیّد ہیں، لیکن

گمنام، گوشہ نشین اور سیہ جردہ (سیاہ پوش) ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ اگر آپ کا عمان کی طرف گزر ہو، خواہ آتے وقت خواہ جاتے وقت، تو اُن درویش کا پتہ چلانے کی خوب خوب کوشش کریں اور اگر اُن کو پالیں تو فائدۂ عظیمہ حاصل کریں اور فقیر کا اُن کو سلام پہنچا دیں، اور اُن سے یہ کہدیں کہ یہ فقیر (ولی اللہ) بحکم حدیث ما تعارفَ منها إئتلف آپ سے ایک خاص روحانی محبت رکھتا ہے اگر اللہ کی مشیت و مرضی ہوئی کہ اُن سے ملاقات ظاہری ہو تو یہ بات بھی ظہور میں آجائے گی۔ بالفعل وہ بزرگ دعاءِ ظہر الغیب (غائبانہ دعا) سے فیضیاب فرمائیں، اور اجازتِ حدیث اور اپنی اسانیدِ عالیۂ متصلہ کی اطلاع بقدرِ وسعتِ وقت تحریر فرمائیں۔ (ترجمہ شعرِ عربی) اگر میں سفر پر قادر ہوتا تو چہرے اور سر کے بل چل کر تمہاری زیارت کرتا"۔ اگر آپ کو عمان جانے کا اتفاق نہ ہو تو اپنے کسی دوست یا آشنا کو تاکید کردیں۔ اس لیے کہ اس بات کی تہ میں ایک نکتہ ہے۔ و اللہ تعالیٰ أعلم بدقائق الأمور.

مکتوب

﴿۹۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجّادہ نشین اسلافِ کرام عزیز القدر میاں محمد عاشق فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلامِ محبت مشام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ سے التماس ہے کہ وہ آپ کو اور ہم کو عافیت و سلامتی سے اور طریقۂ مستقیمہ پر ثابت قدمی کے ساتھ رکھے۔

ایک زمانہ گزر گیا کہ اُس طرف (پھُلت) سے آنے والوں کی وجہ سے آپ کے خطوطِ مسترّ نشان ہمیں پڑھنے کو نہیں ملے۔ دل نگراں ہے ـــــ اگرچہ جو مقام محبت ہم رکھتے ہیں، اُس کے اندر غیبت اور حضور یکساں ہیں۔

والسّلام

مکتوب

﴿۹۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رحؒ کے نام

(دعا و تضرّع کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام، شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام محبت التیام مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس سے درخواست ہے کہ وہ آپ کو اپنے فضل و کرم سے عافیت سے رکھے، باعزت رکھے، ہدایت یاب کرے اور آپ کے ذریعے سے لوگوں کو ہدایت دے۔ بیشک وہ قریب ہے اور دعاؤں کا قبول کرنیوالا ہے ___ نظرِ دل کو ہمیشہ مُفیضِ کریم جلّ جلالہٗ (یعنی اللہ تعالیٰ) کی جانب جمائے رکھنا اور اُس سے انتہائی ہمت کے ساتھ ظاہر و باطن کی خیریت مانگنا، حصولِ منفعت، دفعِ مضرت اور تہذیبِ نفس کے لیے ایک عجیبُ الاثر کیمیا ہے۔
ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ تمام حیوانات اقسام کے فطری الہامات اُن علوم سے عبارت ہیں کہ جن کو مبدأ فیاض کسی کے اندر بعض قویٰ کے پائے جانے کی وجہ سے یا کسی پر حاجت کے طاری ہونے کی وجہ سے افاضہ فرماتا ہے جیسا کہ بھوک اور پیاس کے احساس اور جنسی خواہش کے وقت کھانے پینے اور منکوحہ کی طلب۔
جب یہ مقدّمہ تمہید کے طور پر لکھا گیا ہے تو اب جاننا چاہیئے کہ نوعِ انسان کے اندر قوّتِ ملکیۃ اور ایسے لطائف جو بالطبع اپنا میلان بالائے طبیعت رکھتے ہیں، ودیعت

کیے گئے ہیں۔

پس مبدأ فیاض کی جانب تضرّع وزاری کرنا خاص اُس نوعِ انسانی کے لیے الہامِ جبلّی ہے، جب اِس سے زیادہ گہری نظر سے دیکھتا ہوں تو ایک دوسرا نکتہ ظاہر ہوتا ہے، اور وہ نکتہ یہ ہے کہ انسان کی احتیاج اپنے مبدأ کے ساتھ ظاہراً وباطناً دائماً سرمدًا ہر حیثیت سے موجود ہے۔ چونکہ نوعِ انسان نفسِ زکیّہ (نفس پاکیزہ) رکھتی تھی۔ اس لیے اُس کی یہ احتیاج اور اُس کا یہ استفاضۂ حالیہ اُس کے لوحِ نفس پر چھپ گیا۔ اور فطری الہام کے ذریعے وہ دعا وتضرّع کا مأمور ومکلّف ہوا۔ اور جب اس سے بھی زیادہ باریک بینی سے کام لیا جاتے تو واضح ہوگا کہ نفسِ ممکنہ کی ماہیّت اپنی ذات کی حد میں "لَیْسَ" ہے۔ (نہیں ہے) اور مُفیض کی جانب میں (یہ ماہیت) "اَیْسَ" ہے (اثبات میں ہے) پس تضرّع و زاری انسان کی ذات کے لیے لازم ہے۔ اس نکتے کو جس نے جانا اُس نے جانا اور جس نے نہ جانا اُس نے نہ جانا ــــــ

اگر اہل اللہ کے گروہ میں سے کسی نے کبھی دعا کو ترک کیا ہے، تو وہ مغلوب الحال ہے اور مغلوبین کا کلام لپیٹ کر بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے، اُس کو بیان نہیں کیا جاتا، اور وہ جو مظاہرِ تامۂ کاملہ ہیں، یعنی انبیاء علیہم السلام اور اُن کے وارثین، تو اُن کی معرفت اور اُن کا عرفان وہی ہے، جس کو سطورِ گزشتہ میں تحریر کیا گیا ہے۔

والسلام والاکرام

مکتوب

﴿۹۷﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

(حقیقتِ خواب کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالےٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبّت التیام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے کرم سے درخواست ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے۔ جاننا چاہیئے کہ جو حالت بندے کو حاصل ہوتی ہے، اُس کے کچھ اسباب ہوتے ہیں، علویات اور سفلیات سے ــــ اور بندے کے حالات میں سے ایک حالت خواب کی بھی ہے اور خواب کے معاملے میں بڑا اشتباہ ہوجاتا ہے اور سخت گڑبڑ ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالےٰ کو خواب میں دیکھنا اور اِسی طرح آنحضرت پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں دیکھنا انسان کے اصلِ طارح میں جو کہ اُس کے نفسِ ناطقہ کے اندر پوشیدہ ہے، قمر کے ساتھ شعاعِ شمس والی نوعیت کے بغیر میسّر نہیں ہو سکتا۔ پس اگر صمیمِ سِر میں رسُوخ یادداشت کے بغیر محض شعشان اِس خواب کا سبب ہوگا تو سوالِ اوّل میں اس خواب کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ یہ شعشان وہی شعشان ہوگا جو کہ حواس کے معطّل ہونے کے وقت ان امورِ مذکورہ کے ساتھ متمثّل و متشکّل ہو گیا ہے، اور اگر رسوخِ یادداشت اور مناسبتِ رُوحیہ اصل ہے اور شعشان کو سنّۃ اللہ کے اِتمام کے لیے درمیان میں

لایا گیا ہے تو ایسا خواب، خواب دیکھنے والے کے کمال کی نشانی ہے۔ یہ قاعدہ (جو میں نے لکھا ہے) اپنے اندر بہت سی شاخیں رکھتا ہے۔ منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ بادشاہوں اور امیروں سے متعلق بہت سے خواب ہمارے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ اگرچہ خارج میں اُن خوابوں کا مصداق ظاہر ہو جاتے۔ منجملہ اُن کے ایک یہ بھی ہے کہ اگر سچے حالات والا صوفی اِس قسم کے خواب نہ بھی دیکھے تو اُس کا کوئی نقصان اور حرج نہیں ہے، اِس لیے کہ خوابوں کے نہ ہونے کا سبب شرطِ شعشعانیہ کا نہ ہونا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ آیۂ کریمہ: رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ○ يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (۴۰: ۱۵-۱۶) حقیقتِ شمس کے ساتھ پوری پوری مناسبت رکھتی ہے۔ اگر ہم عرف کی زبان میں یوں کہیں کہ یہ سورج کی تسبیح خوانی ہے تو اِس کی گنجائش ہے، اور اگر ہم یہ کہیں کہ یہ آیۃ سورج کی پیشانی پر خطِ نورانیِ مقدّس سے لکھی ہوئی ہے تو اِس کی بھی گنجائش ہے۔ اِسی طرح ہر ستارے کے مناسب ایک آیۃ ہے اور یہ مسئلہ (مناسباتِ کواکب بآیاتِ قرآنی) فنِ عجائب القرآن کے دقیق مسائل میں سے ایک ہے۔ بعض احادیث میں جن کی سند ضعیف ہے یہ ملتا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے نام سورج کی پیشانی پر یا ساق عرش (عرش کے ستون) پر لکھے ہوئے ہیں یا جنت کے دروازے پر ہیں یا طوبیٰ کے شاخ و برگ پر نوشتہ ہیں۔ سب اہلِ حدیث ان حدیثوں کو مناکیر (غیر مقبول) میں سے جانتے ہیں مگر ہمارے نزدیک یہ معناً صحیح ہیں اگرچہ ان کی کوئی مضبوط سند نہ ملتی ہو۔ کیونکہ یہ بزرگوار (حضرات ابوبکر و عمرؓ) صورت ناسوتیہ کے ظہور سے پہلے ایک شعشعان (ہلکا لطیف سایہ پرتَو) رکھتے تھے، پھر اس شعشعان نے بہت سے میدانوں میں سرایت کی اور جیسا کہ بیان ہوا ان میں بعض ان (حضرات) کے مجالات ہیں۔ یہ داستان دراز ہے۔ میں اتنا ہی لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

مکتوب

﴿۹۸﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

(ایک نکتۂ تفسیریہ کے استحسان میں)

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد سلامِ محبت مَشام مطالعہ کریں۔
عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے فضل وکرم سے درخواست ہے کہ وہ آپ کو تمام حالات اور جمیعِ اوقات میں عافیت اور سلامتی کے ساتھ رکھے۔
آپ نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے قول مالكِ يَومِ الدّين کی (تفسیر و تاویل میں)، یہ بات دل میں آتی ہے کہ "یوم" تدبیر کے ظہور کے اعتبار سے دَہر کا ایک حصّہ ہے۔ یعنی قوائے مَلکیہ اور بہیمیہ کے تصادم کے مطابق تدبیر جزاءِ اعمال (ہے)، اور "یوم" بشر کی ابتدائے آفرینش سے لے کر جزاء کے آخری اوقات تک مُمتد (پھیلا ہوا ہے)، موجودہ وقت بھی "یومُ الدّین" ہے، اور "یوم القیامہ" میں بھی "یومُ الدّین" ہوگا۔ آپ کو یہ معنیٰ (منجانب اللہ) بہت ہی عمدہ عطا کیے گئے ہیں اور آپ نے بہت بڑا نکتہ بیان کیا ہے۔
تمام اُجحار بہتہ، جزوِ لایتجزّیٰ کے مشابہ ہوکر اور تجلّیِ اعظم کی روشنی میں غوطہ

کھاکر نابود ہو جاتے ہیں ۔

(ترجمہ شعر عربی) "جب سورج چمکا تو اُس کی روشنی نے اپنے پَروں سے ستاروں کی روشنیوں کو چھپا لیا ۔"

میرے تحریر کردہ اِس معنی کو بھی معنیِ اوّل کے ساتھ جس کو آپ نے تحریر کیا ہے اپنے سویدائے دل پر لکھ لیں ۔ اس لیئے کہ کُل افراد کے لحاظ سے اس پر بھی "یومُ الدّین" صادق آتا ہے، اور اِس مقام پر دین سے مراد حقیقتُ القُصوٰی ــــ (انتہائی حقیقت) میں اِنقیاد اور اضمحلال ہے ــــ یہ ایک ایسا برقی نکتہ ہے جو موجودہ کم فرصتی کی حالت میں آپ کے رُقعے کے دیکھنے کے ساتھ ہی ظاہر و ہُویدا ہوا اور اِس نکتے کی ایک بڑی تفصیل ہے ــــ آپ نے کچھ ایسے واقعات بھی لکھے تھے جو نفوسِ خبیثہ (بدمعاشوں) کی طرف سے پیش آئے ہیں ۔ آپ خاص طور یہ اشعار پڑھا کریں ؛

(ترجمہ اشعار عربی):

"اور جب سعادت کی آنکھیں تجھے دیکھیں تو آرام سے سو جا ۔ اس لیئے کہ اُس وقت تمام خوفناک حالات مجسّم امان بن جائیں گے اور تو اس سعادت کے ذریعے عنقاء کا شکار کرلے اور جوزا ستارے کو اِس کے ذریعہ تابع کرلے ، کیوں کہ یہ سعادت قابو میں لانے والی ایک لگام ہے ۔"

والسّلام

مکتوب

﴿۹۹﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

(ایک حکایت جو بہت سے علوم اور استعدادات نفوس کے لیے میزان و معیار ہے)

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام، برادرِ عزیز میاں محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالےٰ ــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبّت اِنتظام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالےٰ کا شکر ہے اور اُس کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے۔ وقت کے انعامات میں سے (ہمارے ذہن میں) ایک حکایت ہے جو اِستعداداتِ نفوسِ انسانیہ کے بہت سے علوم کے لیے اور انسانوں کی سعاداتِ مُکتسبَہ (کمائی ہوئی سعادتوں) کے لیے ایک میزان کہی جا سکتی ہے۔

(وہ یہ ہے): دیہات کے کچھ لوگوں نے راجدھانی پر حملہ کیا، اور بادشاہ کے اقرباء میں سے تین آدمیوں کو گرفتار کر کے دیہات کو لے گئے ــــ اُن تینوں میں سے ایک شخص عمر رسیدہ اور کامل العقل تھا۔ جب وہ بوڑھا جنگل میں پہونچا تو اُس نے اُن دیہاتیوں کی زبان سیکھ لی اور اُن دیہاتیوں جیسا لباس بھی پہن لیا، اور اُنھیں کے سے طور طریقے اختیار کر لیے۔ یہاں تک کہ اُن دیہاتیوں نے اُس کو

اپنا ایک ہم جنس تصوّر کر لیا، اور کسی نے اُسے نہیں پہچانا اور اِس پر تعجب بھی نہیں کیا۔ دوسرا فرد ایک طفلِ نو آموز تھا۔ جب وہ دیہات میں پہونچا تو اُس نے اپنی زبان کو اِن دیہاتیوں کی زبان کے ساتھ خلط ملط کر دیا اور اُن کے بعض لباسوں کو اپنے پہناوے کے ساتھ اور اُن کے بعض طور طریق کو اپنے طور طریقوں کے ساتھ ملا دیا۔ وہ لڑکا جس محفل میں جاتا تھا، ایک جماعت (اُس کی بول چال اور پہناوے کی وجہ سے) اُس کا مذاق اُڑاتی تھی، اس لیے کہ اس کی اجنبی زبان لوگوں کے کانوں کو کھٹکتی تھی اور اُس کا اجنبی لباس نظروں کو عجیب سا لگتا تھا، اور ایک جماعت اس لڑکے کے حال پر ترس کھاتی تھی۔ اس لیے کہ وہ جماعت جانتی تھی کہ یہ ایک اجنبی اور مسافر ہے اور اپنے یار و دیار سے دُور ہو گیا ہے۔ دیہات کے عقلمندوں کا ایک گروہ اُس لڑکے کی تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ اِس لیے کہ ان عقلمندوں نے اُس لڑکے کی باتوں سے اور حالات سے اس بات کا پتہ چلایا کہ یہ لڑکا بادشاہ کے خاندان سے ہے اور نسبِ عالی و حسبِ گرامی رکھتا ہے۔ وہ اِسی چپقلش میں پڑا ہوا تھا اور وہ خود بھی ہر جگہ ایک نیا طریقہ دیکھتا تھا۔ وہ اِن لوگوں کے طور طریق کو کبھی تعجّب سے، کبھی اِستہزاء سے اور کبھی اِستحسان کی نظر سے قبول کرتا تھا۔

تیسرا فرد (جسے دیہاتیوں نے گرفتار کیا تھا) ایک دودھ پیتا بچہ تھا جو اپنی زبان اور طور طریق سے کچھ بھی نہ جانتا تھا، مگر اُس کو ہمتِ عالی ورثے میں ملی تھی، اور اُس کے اندر فطری پاکیزگی تھی ـــــ اور وہ (جوان ہو کر) اپنے گمان و خیال میں ریاست اور عہدہ طلب کرتا تھا، اور اُس کے (مطابق) کام انجام دیتا تھا لیکن دیہاتیوں کے اُوپر سردار بننے کے سوائے اُس کے پاس کوئی ریاست اور سرداری نہیں تھی۔ وہ بس اِسی لباس پر فخر کر سکتا تھا کہ جس کو پہن کر اہلِ دیہات خوش ہوتے ہیں۔ وہ سوائے اِس طور و طریق کے جس کو اہلِ بادیہ معتبر سمجھتے ہیں، کسی بات

کی تمیز اور پہچان نہ رکھتا تھا۔ اُس نے دیہات کے ایک گروہ کو اپنا تابع اور مُسخّر کرلیا اور چار و ناچار اُن کو اپنی عظمتِ مقام کا قائل بنا لیا ۔

ایک مدت کے بعد اہلِ شہر کو اِن تینوں اسیروں کا علم ہوا۔ اور وہ اُن کی رہائی کے درپے ہوئے۔ جب پوری سعی و تدبیر سے اُن تینوں کو محلِ سلطنت (قلعہ) میں پہنچا دیا تو عُقلائے شہر جمع ہوئے اور اُنھوں نے اِس بارے میں فیصلہ کیا کہ ان تینوں میں کون سا شخص سلطنت و حکومت کرنے کے لائق ہے تاکہ اُس کے نام کا سکّہ رائج کریں۔ اور اُس کے سر پر تاجِ شاہی رکھیں ۔ اُس تیسرے نوجوان کو دیکھا کہ وہ ٹھیٹھ دیہاتی ہے۔ اگرچہ وہ دیہاتیوں کے درمیان اپنی قوّتِ عزم کی وجہ سے اور طلبِ ریاست کی بنا پر ایک خاص امتیاز رکھتا ہے ۔ عُقلاء نے (متّفق اللفظ ہو کر) کہا کہ اس نوجوان کے لیے ایک بڑی مدّت چاہیئے، کہ ہم اِس کو ایک اُستاد کے سپرد کر دیں اور شہر کی مجلسوں میں چھوڑیں، یہاں تک کہ وہ بادشاہوں کے راہ و رسم سیکھے ۔ اور میانہ سال جوان کے بارے میں (عقلاء نے) یوں کہا کہ یہ خلط ملط کرنے والا ہے۔ اگرچہ وہ لڑکا احتیاط کرتا تھا لیکن پھر بھی کبھی کبھی دیہاتی بولی اُس کی زبان سے نکل ہی جاتی تھی۔ وہ بعض آراء اور بعض رُسوم میں باشندگانِ دیہات کی طرف مَیلان رکھتا تھا۔ عُقلاء نے کہا کہ اِس کے لیے بھی ایک بڑی مدّت چاہیئے کہ یہ مہذّب اور شائستہ بن سکے۔ اگرچہ تیسرے نوجوان کی بہ نسبت اُس کو مہذّب بنانا زیادہ سہل و آسان ہے۔ اُس کو بھی فی الوقت سلطنت کے لائق نہ جانا۔ لہٰذا اُس عمر رسیدہ شخص کو جو کہ اعضاء کے لحاظ سے صحیح اور درست تھا تختِ سلطنت پر بٹھا دیا اور اُس کے نام کا سکّہ جاری کر دیا۔ اب وہ شخص شہر کے اندر شاہانہ طریقے پر زندگی بسر کرتا تھا اور اُن ہی شہریوں کی زبان میں کلام کرتا تھا گویا وہ کبھی جنگل اور دیہات میں رہا ہی نہیں تھا۔ اِس کے بادشاہ بننے کے

بعد جنگل اور دیہات کے لوگ اُس کے پاس سلام کرنے آتے تھے اور تعجّب سے کہتے تھے کہ ہم پہلے اُسے پہچانتے نہیں تھے اور اس کے حسب ونسب سے واقفیت نہ رکھتے تھے۔

یہ ایک مثال ہے جو بیان کی گئی ہے اِس بات کو سمجھانے کے لیے کہ نفوس، تجرّد کے محل ومقام سے گرے اور ہیأت نسَمِیہ میں گرفتار ہوگئے اور وہاں پرحسب فطرت جبلّت مختلف ہوگئے۔ ان میں سے کچھ نفوس ظاہر و باطن میں تفرقہ اور فرق رکھتے ہیں کہ اُن کا باطن کمالِ تجرّد میں ہے اور اُن کا ظاہر انتہائی تقیّد وتعیّن میں ہے۔

ایک جماعت مخلوط کیفیات والی بن گئی اور ایک گروہ نے ہیأتِ نسَمِیَہ میں جبلّی پاکیزگی کو اختیار کیا۔ جب وہ (تینوں گروہ) عالم برزخ میں پہونچے تو صوامعِ قُدس کے ساکنین (قُدس کے خانقاہ نشینوں) سے آشنا ہوتے اور اُنھوں نے اُن کے درجات میں اختلاف دیکھا اور ریاستِ مطلقہ کے لائق صرف وہ شخص ہوا جو صاحبِ قدرت اور متین تھا اور جو ہر لطیفے کا حق ادا کرتا تھا، اور احکامِ لطائف کے اندر اختلاط اُس کے پاس تک نہ پھٹکا تھا۔

(ترجمہ آیتہ): "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "یہ وہ مثالیں ہیں جن کو ہم انسانوں کے واسطے بیان کرتے ہیں اور اِن مثالوں کو اہلِ علم ہی سمجھتے ہیں۔"

مکتوب

﴿۱۰۰﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(ایک معرفتِ دقیقہ کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمّد عاشق ـــــ اللہ تعالیٰ اُن کو سلامت اور باقی رکھے اور اُن کو بلند ترین مرتبہ پر فائز کرے ـــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلامِ محبّت التیام مطالعہ کریں ـــ

اپنی عافیت پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اُس سے اپنے اور آپ کے لیے عافیت کی دُعا کرتے ہیں۔

(آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ) برخوردار عبدالرحمٰن کی لڑکی بقضاءِ الٰہی فوت ہوگئی۔ اِنّا للّٰہ و اِنّا اِلیہ راجعون اللہ تعالیٰ آپ کے دل میں صبر کا الہام کرے اور آپ کو اجرِ عظیم عطا کرے اور اس کا نعم البدل مرحمت فرمائے ـــ

ایک شاعر نے کہا ہے ؎

دریا بہ محیطِ خویش موجے دارد
خس پندارد کہ این کشاکش بااوست

(دریا اپنے اندر موجیں رکھتا ہے اور تنکا یہ گمان کرتا ہے کہ موجوں کی یہ کشمکش

اور تلاطم اُس کی وجہ سے ہے)۔

شاعر کی یہ بات نظریۂ تجلیِّ اعظم کے اعتبار سے صحیح ہے۔ اِس لیے کہ تجلیِّ اعظم کے پیشِ نظر مصلحتِ کلّیہ ہوتی ہے۔ لیکن حظیرۃُ القُدس کی انتہا اور سرحد میں جہاں اَحجارِ بُہتہ کے خلاصے سطحِ نورانی کی غذا بن گئے ہیں ــــ بالکل اس طرح جیسے کہ زیتون کا تیل شعلۂ چراغ کی غذا بن جاتا ہے، وہاں پر احکامِ مختلفہ حدُوث و قِدَم میں پیدا ہوتے، اور مجرّدات و مادّیات نے آپس میں گٹھ جوڑ کر لیا، اور عینِ اختلاط میں تجلیِّ اعظم سے ایک رنگ بکھرا اور اُس تجلّی سے ایک نمونہ برآمد ہوا جو مادّیات و ماہیّات کے رنگ سے رنگین تھا۔ اِس جگہ جزئیاتِ حوادث کی طرف توجہ ظاہر ہوئی اور ہر ہر فرد کے ساتھ ایک علیحدہ تدبیر درکار ہوئی، اور اِس خس و خاشاک کے پندار نے ایک مذاق پیدا کیا ــــ پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے وجوب کی سطوت و شوکت سے اَضداد کو جمع کیا ــــ

یہ معرفتِ ناقصہ اسی اشکال کی مثل ہے جس کو کفّارِ عرب نے یہ کہہ کر پیش کیا تھا کہ "رحمٰن نے کوئی شئے نہیں اُتاری" اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے قول کی حکایت کرنے میں ہی اُن کی جہالت ظاہر کردی۔ اس لیے کہ رحمٰن تو وہ ہے کہ اُس کا رحم و کرم مصالحِ کلّیہ سے گذر کر مَصالحِ جزئیہ تک پہونچتا ہے، ورنہ یہ مبالغہ کا صیغہ کیوں استعمال کرتے؟

باقی کلام یہ ہے کہ بعض خبیث انسانوں کے خطرے سے ڈرنا نہیں چاہیئے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ سعادت جو آپ کے اندر من جانب اللہ رکھی گئی ہے، وہ اپنا کام خود کریگی ــــ

والسّلام

مکتوب

﴿۱۰۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

(ایک حدیث کے معنیٰ کی تشریح میں)

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام۔ شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلامِ محبت مشام مطالعہ کریں۔
ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ عالمِ قبر یا عالمِ حشر میں بیل اور مچھلی آپس میں لڑیں گے، اور شہداء اُس سے تفریح حاصل کریں گے۔ یہ حدیث اگرچہ صحیح اسناد نہیں رکھتی لیکن اِس کے متعدد طُرق اِس کے ضعف و نقصان کی تلافی کر دیتے ہیں، اور صحیح حدیث میں بھی اِس کی طرف ایک اشارہ آیا ہے۔
اس مسئلہ (نظارۂ قتالِ ثور و حوت) میں حکمت یہ ہے کہ وہ لوگ جن کی قوتِ بہیمیہ نے روحُ القدس سے نازل ہونے والے فیض کے ساتھ تصادم و مقابلہ کیا ہے، اور وہ لوگ اِس سلسلے میں اجتہاد و کوشش کو بروے کار لاتے ہیں تو اُن کی قوتِ بہیمیہ کبھی فیضِ روح القدُس سے نازل ہونے والی قوت پر غالب آئی ہے، اور کبھی فیضِ روح القدُس سے نازل ہونے والی قوت نے قوتِ بہیمیہ پر غلبہ حاصل کیا ہے، اور وہ اس حقیقت کو اسی طرح خارج میں متشکل و متشخّص دیکھتے ہیں جیسا کہ ہم اپنی صورت کو آئینے میں دیکھتے ہیں۔ اِس لیے کہ

ملائکہ میں سے ایک ایسی جماعت ہے جس کو اِس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ شُہدا کی حیات کی تکمیل وتتمیم (پورا کرنے) کرنے والی ہو اور وہ اس نوع کے آئینے کی طرح بن جائیں۔ پس ثوَر (بیل) قوتِ بہیمیہ کی شکل ہے اور حُوت (مچھلی) اُس فیض کی صورت ہے جو روحُ القُدُس سے نازل ہوتا ہے۔

علمائے تعبیرِ خواب، اور اربابِ دعوتِ اسماء کے نزدیک یہ بات مقرر ومسلّم ہے کہ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ مچھلی ہاتھ میں آگئی ہے تو غیب سے اُس کو فائدہ پہونچے گا اور بالتحقیق اِس امر میں راز یہ ہے کہ پانی جانداروں کی زندگی کا مادّہ ہے اور مچھلی پانی ہی میں پیدا ہوتی ہے، اور پانی ہی میں رہتی اور پانی ہی کی حقیقت کا ایک نمونہ ہے۔

والسّلام

مکتوب

﴿۱۰۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

ایک دقیقۂ تفسیریہ کے استحسان میں)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے ۔ بعد از سلامِ محبت انتظام مطالعہ کریں۔ عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجا لاتا ہوں ۔

آپ کا نامۂ مشکین شمامہ پہونچا ۔ جو آپ کے قصدِ اعتکاف کی اطلاع دینے والا تھا اور اِس اعتکاف میں برکاتِ الٰہیہ کا دروازہ کھلنے کے لیے اِس مکتوب میں دُعا کی درخواست بھی کی گئی تھی ـــــ اللہ تعالیٰ آپ کے تمام حالات کو درست فرمائے اور آپ کے اوپر اُن برکات کا دروازہ کھول دے ، جن کو نہ تو آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سُنا ، اور نہ کسی بشر کے قلب پر اُن کا خیال گذرا ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذات کا اُنس عطا کرے اور آپ کے لیے اُن انعامات میں سے حصہ کردے کہ جن انعامات کے ساتھ اُس نے اپنے کامل اور صالح بندوں کو خاص کیا ہے ـــ

اِس بارے میں (برکاتِ الٰہیہ کا دروازہ کھُلنے کے سلسلے میں) طلبِ توجہ

اور دعا کرنا محض سنتِ طریق کی تعمیل اور بجا آوری ہے۔ ورنہ آپ حقیقت میں اُس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں کہ جس کے بارے میں زبانِ نبوّت نے ارشاد فرمایا ہے: اللّٰھمَّ أبْغِني حبيباً الخ (اے اللہ! میرے واسطے ایسے دوست طلب کر کہ جو مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز و محبوب ہو)

تفسیر سورہ فاتحہ کے سلسلے میں آپ نے ایک عجیب (نکتہ) معرفت گوش گذار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس معرفت عجیبہ کو اِس جیسے دوسرے معارفِ حقّہ کے ساتھ ملاکر اپنے مقبول علوم کی جگہ یعنی "قدمِ صدق" میں پہونچا دے۔

آپ نے (بسلسلہ تفسیرِ سورۃ فاتحہ) بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حمد کو چار وجوہ پر مُرتّب کیا ہے:

(۱) الحمد لِلّٰہ ــــ اس سے معلوم ہوا کہ اُلوہیت حمد کا تقاضا کرنے والی ہوئی اور اِسی اُلوہیت نے حجرِ بُہتت سے نمودار ہو کر ہم کو عبادات تک پہونچایا ہے ــــ

(۲) ربّ العلمین ـ اللہ تعالیٰ کی ربوبیّت نے ایجاداً و اِبقاءً (پیدا کرنے اور باقی رکھنے) دونوں حیثیتوں سے انسانوں کے ذمّہ حمد کو واجب کیا ہے۔

(۳) الرحمٰن الرحیم ــ ظاہری و باطنی نعمتیں یا بالفاظِ دیگر دینوی اور اُخروی نعمتیں حمد کو واجب کرنے والی بن گئیں ــ

(۴) مالكِ یوم الدّین ـ اِس مُجازاۃ نے (یعنی جزاو سزا نے) جس کا ہونا آخرت میں ثابت ہے، حمد کا تقاضا کیا۔

آپ نے اس معرفتِ عظیمہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہ تمام تحقیق و تفصیل انتہائی صحیح اور راسخ ہے اور فضلِ الٰہی کے آثار میں سے ایک اثر و نشانی ہے اور اللہ کے فضل کی کوئی انتہا نہیں ہے ــ اے اللہ (تحقیق و معرفت) اس کو خوب بڑھا اور پے در پے بڑھا۔ آموں کی بہنگیاں (ٹوکریاں) پہونچیں ــ اللہ آپ کو جنّت کے میوے کھلائے۔ والسّلام۔

مکتوب

﴿۱۰۳﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

معرفتِ عالیہ کے بیان میں

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام، شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلامِ محبت التیام مطالعہ کریں۔

عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے کرم سے درخواست ہے کہ وہ ہمیں اور آپ کو عافیت سے رکھے۔

آپ کا خط پہونچا جس نے آپ کے آغازِ اعتکاف کی اطلاع دی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اعتکاف میں برکت عطا فرمائے اور اس کو اعتکافِ شہود و حضور بنا دے۔

اکثر جو کچھ لطیفۂ سِرّ میں ظاہر ہوتا ہے اُس کو تجلّی کہتے ہیں اور یہ تجلّی اس حقیقت پر اعتماد اور سہارا رکھتی ہے جو تجلّیِ اعظم کے اندر متحقق اور ثابت ہے۔ ہمارے جن بزرگوں نے اِس حقیقت کو وراءُ الوراء فرمایا ہے، اُن حضرات کا قول سالک کو تشویش میں ڈال دیتا ہے۔ کاش وہ اِس سلسلے میں اس قدر غلو و مبالغہ نہ کرتے ـــــ

ہر تجلّی کے لیے ایک اصل و بنیاد ہے کہ جس پر وہ تجلّی انحصار کرتی ہے....

.... شیخ ابوالحسن اشعریؒ نے قیامت میں دیدارِ باری تعالیٰ کے بارے میں ایک نکتہ بیان کیا ہے کہ جس کو تھوڑی سی توجہ کے ساتھ تجلّی کے قاعدے پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ لفظ رُویت مشترک ہے جوہر میں اور اُن اعراض میں جو دکھائی دیتے ہیں، اور اُن اعراض میں جو دکھائی نہیں دیتے ۔ پس ہم کہتے ہیں کہ زید کو یا انسان کو یا حیوان کو ہم نے دیکھا، یا مثلاً اُس کی سُرخی دیکھی یا اس کی مُربعی (چوکوری) ہم نے دیکھی یا اُس کا چلنا یا اُس کی تیز رفتاری یا سُست رفتاری ہم نے دیکھی۔

پس معلوم ہوا کہ دیکھنے کا وقوع و اطلاق آنکھ سے نظر آنے والی چیز پر موقوف نہیں ہے۔ ورنہ زید اور انسان بالکل نظر نہ آتے، بلکہ رنگ اور شکلیں جوہر کے قائم مقام ہوتی ہیں اور جوہر کی تجلّی ہیں اور اس کو مستلزم ہیں۔ اسی وجہ سے جس نے ان رنگوں اور شکلوں کو دیکھا، اُس نے زید کو دیکھا۔

پھر یہ بات بھی لازم نہیں ہے کہ یہ اس قدر لوازم، غیر مُفارق ہوں (جو جُدا نہ ہوسکیں) ورنہ زید کو ہرگز دکھائی نہ دیتا۔ پھر کہا جاسکتا ہے کہ میں نے فلاں کو خواب میں دیکھا (حالانکہ) جو شکل خواب میں حاضر ہوئی ہے وہ محض ایک پردہ ہے کہ جس کے پیچھے سے کوئی (زید وغیرہ) دکھائی دیتا ہے۔ جب یہ سب بات واضح ہوگئی تو اصولِ تجلّی بھی واضح ہوگئے۔

والسّلام والاکرام

مکتوب

﴿۱۰۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

(سیدنا حضرت جعفرِ صادق رضی اللہ عنہ کے ایک قول کے بارے میں)

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلامِ محبت التیام مطالعہ کریں۔
عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے فضل و کرم سے درخواست ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان کس زبان سے بیان کیا جائے کہ اربعین (چلّہ) کی خلوت، جمعیتِ ظاہری و باطنی کے ساتھ پوری ہو گئی۔ اربعین کی اِس خلوت میں مختلف رنگوں اور متعدد شکلوں کے ساتھ حظیرۃ القدس کا انکشاف کئی مرتبہ ہوا۔ اِس میں بعض عمدہ اور خوش آیند وعدوں کی بشارتیں بھی کئی مرتبہ حاصل ہوئیں۔ چونکہ اِس قسم کے انکشافات اور بشارات سابق میں کئی مرتبہ بیان کیے جا چکے ہیں، اِس لیے اب اُن کی تکرار نہیں کی گئی ؎

مثنوی در شش مجلد یک نواشت

(مثنوی مولانا روم رح یوں تو چھ۶ جلدوں میں ہے مگر اُس میں آواز اور بات ایک ہی ہے۔) پھر بھی چند ایسے کلمات لکھنے میں مشغول ہوتا ہوں جن کو پہلے نہیں لکھا تھا۔

شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اپنی کتاب عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اکابر ملت میں سے ایک شخص سے فرمایا: " میں قرآن مجید کو اُس کے قائل و متکلم یعنی اللہ تعالیٰ سے سنتا ہوں "۔ اور حضرت شیخ الشیوخ رحؒ اس مقولے کی توجیہہ اِس طرح کرتے ہیں کہ وہ مثلِ شجرۂ موسیٰ (یعنی شجرۂ طور) ہو جاتے ہیں اور اپنی زبان سے نکلے ہوئے کلماتِ قرآنیہ کو نوّاے کی طرح ادا کرتے ہیں۔

یہ ہے وہ بات جو شیخ الشیوخ رحؒ نے اِس کی توجیہہ میں فرمائی لیکن جو اس بندۂ ضعیف پر از رُوے ذوق اور از رُوے حال گذرا وہ یہ ہے کہ مقامِ کلام نفسی کہ نزولِ قرآن کا تعلق اُسی مقام و بارگاہ سے ہے ، بندے پر منکشف ہوا۔ بندے نے دیکھا کہ یہ معانیٔ قرآن عمدہ ترین اُسلوبِ بیان کے ضمن میں اہلِ زمین پر بارش کی طرح برابر برس رہے ہیں۔ اِس لیے کہ اِن الفاظ و معانی کا مخاطَب نوعِ انسان ہے اور اس انکشاف نے خالص مرتبہ عقلیہ سے تنزّل کیا اور اُس نے خیال و وہم کو اپنے رنگ میں رنگین کر لیا اور ایک عجیب حالت حاصل ہوئی مثل اُس اِتّصال کے جو صرف ذات (خالص ذات) کی توجّہ میں ہوتا ہے۔

تین ضمّے (ضمیمے) اِس صفت کے ساتھ حاصل کر لیے گئے۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ بعض وجہ سے یہ بات نہ ہو۔ مثلاً کوئی خارجی مانع (رکاوٹ) موجود ہو ، اور اُس کی وجہ سے یہ حالت غائب کر دی جاتے۔ غالب گمان یہ ہے کہ یہ بزرگ (حضرت جعفر صادق رضؓ) نے اِسی حالت مذکورہ سے مراد لی ہوگی۔ جیسا کہ " مشہود " کو صوفی کبھی رؤیت و نظر سے تعبیر کر دیتے ہیں۔ (ایسے ہی انھوں نے) اِس حالت کو سمع ، (سننے) سے موسوم کر دیا ہے۔ اور حقیقت کو اللہ خوب جانتا ہے۔

تجلیِ اعظم بعض اَحجارِ بُہتہ کو اپنی غذا بنا لیتی ہے اور ایک طریقہ سے اتحاد بخشتی ہے اور ایک طرح سے ان اَحجارِ بُہتہ کو اپنا آیئنہ بنا لیتی ہے، مثل اس کے کہ کسی ماہیت کی صورتِ ذہنیہ ہمارے ذہن میں ایک اعتبار سے وہی ماہیت ہے، اور دوسرے اعتبار سے ایسی ہے جیسے کہ آیئنے کی اندر دیکھی ہوئی شکل ۔۔۔ اِس اعتبار سے اَحجارِ بُہتہ تجلیِ اعظم کے بعض ایسے کمالات کے ظہور کا محل بن جاتے ہیں کہ جن کمالات میں اَحجارِ بُہتہ کی شرط تھی ۔۔۔ اور تربیتِ عالم کے سلسلے میں لازم ہوا کہ اوّلاً نقطِ حبّیہ ان اشخاص کے ساتھ متعلق ہو کہ جن کے وجود کی شرط یہ اَحجارِ بُہتہ ہیں ۔ پس یہ نقطۂ حبیہ ہر مقام میں اس شخص کو فوقیت و ترقی دیتا ہے اور رفعت و بلندی عنایت کرتا ہے ۔ انجذاب، سیر، اتصال اور مخاطباتِ لطیفہ وغیرہ کے معنیٰ یہی ہیں ۔۔۔ حضرت شیخ ابو سعید بن ابی الخیرؒ نے فرمایا ہے ؎

چیست ازین خوبتر در ہمہ آفاق کار

دوست رسد نزدِ دوست یار بنزدیک یار

(ترجمہ) (تمام دنیا میں اس سے بہتر کیا کام ہوگا کہ دوست، دوست کے پاس پہونچ جائے، اور محبوب محبوب کے پاس)

آں ہمہ اقوال بود این ہمہ افعال

آں ہمہ گفتار بود این ہمہ کردار

(اس کے علاوہ سب باتیں اقوال تھیں اور یہ سب افعال ہیں ۔ وہ سب باتیں گفتار کی حیثیت رکھتی تھیں اور یہ کردار و عمل سے تعلق رکھتی ہیں ۔)

موجودہ حالت میں ان دو باتوں کے سواتے کچھ زیادہ لکھنے کی گنجایش نہیں ہوئی ۔ مگر این زمان بگذار تا وقتِ دگر

(اس وقت اس مسئلے کو کسی دوسرے وقت کے لیے ملتوی کر دیں)

والسّلام

مکتوب

﴿۱۰۵﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رح کے نام

(ایک علمی نکتہ)

حقائق و معارف آگاہ سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبّت التیام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس سے آپ کے لیے اور آپ کے تمام متعلقین کے لیے عافیت مطلوب ہے ـــ

آپ کے حق میں امورِ نفسانیہ اور آفاقیہ کی استقامت جب بھی معلوم و منکشف ہوتی ہے تو حمدِ الٰہی " بنوعے دیگر" دل سے نکلتی ہے اور یہ امرِ مذکور مُوجِد جلَّ مجدہ (اللہ تعالیٰ) کے احسانات کے دریا میں مستغرق ہونے کا سبب بنتا ہے۔ شہود کی آنکھ میں اِس بات کے اندر کوئی شک نہیں ہے کہ حقیقتِ فعّالہ نے وجود کی طنابیں (رسیاں) ہر طرف ڈال دی ہیں، اور وہ حقیقتِ فعّالہ اِن طنابوں سے ہر ایک شئے کو اُس کی گردن میں گرہ لگا کر چار و ناچار ایک خاص کیفیت پر لائی ہے اور یہ سب باتیں اُس مسطر اور پیمانے کے موافق ہیں جس کو ازل میں مقرر کیا گیا ہے۔ اِس مقام پر روشن شریعت کی وہ تصریحات جو کہ اسباب کو ساقط کرتی ہیں، جلوہ گر ہوگئیں اور غیرتِ الٰہی بروے کار آئی، اور

اُس نے اس نسبتِ جُزئی کو جو اپنے (مجازی) فاعل کی طرف تھی ازروے تحقیق درہم برہم کردیا۔

یہ معرفت جو ابھی بیان ہوئی اس سے ناواقف اور غافل رہنے کی وجہ سے اکثر و بیشتر امراضِ نفسانی مثلاً شرک، ترکِ توکّل اور اس کے مانند پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت عارفِ جامی نے فرمایا ہے:

(ترجمہ اشعار) " میں عالمِ وجود میں سوائے اللہ کے کسی کو نہیں دیکھتا۔ غیراللہ کا نقش اور غیراللہ کا نام (میرے دل و دماغ سے) محو ہوگیا۔"

" بس ایک ہستیِ مطلق ہے اور ایک خالص وحدت ہے۔ پھر وہ 'تو' اور 'میں' کی گنجایش کہاں ہے؟"

کلام عارفِ جامی میں اور ہمارے قول میں بس اتنا فرق ہے کہ اُن کی بات توحیدِ وجود کے اندر ہے اور ہمارا کلام توحیدِ تدبیر کے بارے میں ہے، اور یہ دونوں یعنی توحیدِ وجودی اور توحیدِ تدبیری ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔

والسّلام

مکتوب

۱۰۶

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

اُن کے چند خطوط کا جواب، ایک معرفت کی تحقیق، اور ایک خواب کی تعبیر میں

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام محبت التیام مطالعہ کریں۔ ظاہری و باطنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور آپ کے لیے اور آپ کی اولاد اور متعلقین کے لیے بھی ظاہری و باطنی عافیت اللہ تعالیٰ سے مطلوب ہے۔

امّا بعد۔ آپ کے تین خطوط یکے بعد دیگرے پہونچے اور ہر ایک خط سے ایک نئی خوشبو دماغ کو پہونچی ـــــــ ان عطیات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا اور ان عطیات کا دوام اور زیادتی اللہ تعالیٰ سے طلب کی گئی۔

آپ نے اپنے ایک خط میں ذوقُ الازل کے سلسلے کی ایک معرفت تحریر کی تھی۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگر ہم اس معرفت کی تحقیق کو بیان کرنے سے پہلے ایک اہم نکتہ، قلبِ عارف پر نزولِ ذوقُ الازل کی کیفیت کے بارے میں بیان کریں۔ اس لیے کہ بات، بات میں سے نکلتی ہے ـــ وہ نکتہ یہ ہے:

مرتبۂ ازل میں جو کہ مادّہ اور مُدّت سے پہلے ہے اور اس میں ماہیّت ، عینِ ذات ہے اور تعیّن بھی عینِ ذات ہے ، مختلف وجوہ اور متعدّد اعتبارات سب کے سب کھوٹے سکّوں کے مانند ہیں ۔ اِن وجوہ کی کثرت وحدتِ حقیقتِ شے کی مُزاحم نہیں ہوسکتی ۔ عالمِ امکان وحدوث میں اس وحدتِ غیر مزاحمہ کا نمونہ کثرت کے ساتھ ساتھ نہیں پایا جاسکتا اور یہ مرتبۂ مذکورہ (مرتبۂ ازل) کسی طریقے سے بھی عقول کو مُدرَکْ (دریافت) نہیں ہو سکتا ۔

اللہ تعالیٰ نے عارفین کو اِس مرتبہ سے واقف کرنے کے لیے محض اپنے فضل سے ایک اچھّی تدبیر نکالی ۔ اور وہ یہ کہ اس کثرت کا سایہ ــــ عارف کی قوّتِ عقلیہ میں پیدا کیا تاکہ وہ اُمور انتزاعیہ میں سے ایک ترجمان اس مرتبۂ مقدّسہ کے واسطے قائم کرے اور اُس نائب وکیل کے ذریعے مُنیب کا مطالبہ کیا جائے ۔ اِس کی مثال معرفتِ ارتفاعِ شمس کی سی ہے جو زمین پر رہنے والے اشخاص کے سایوں کی حرکت سے ہوتی ہے ۔ پھر ان انتزاعی صورتوں میں اور تمام رُقومِ مُتجنّہ (چھپے ہوتے نقوش) میں وہی ارتباط واقع ہوا ہے جو ارتباط شجر وحجر اور اِس صورتِ علمیہ میں ہو سکتا ہے جو نفس کے اندر شجر و حجر کے انکشاف سے ہوتی ہے ۔ یہ ایک مقدّس ارتباط ہے جو کہ طبیعتِ کلیہ سے پیدا ہوا ہے ۔ اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کیوں ہے؟

پس عارف کی طرف سے ذوقُ الازل کا بیان عباراتِ پسندیدہ کے ساتھ خواب سے پوری مشابہت رکھتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ایک عارف اسمائے حسنیٰ میں سے کسی ایک اسم کے ہندسے اور عدد کو اپنے لیے مخصوص کر لیتا ہے اور دوسرا عارف دوسرے اِسم کے (عدد کو) ــــ ایک عارف ایک حقیقت کے لیے ایک صورتِ انتزاعیہ کو تراشتا ہے اور دوسرا عارف دوسری

بزرگ کی طرف توجہ کی جاتی ہے اور جب شیخ اکبرؒ (محی الدین ابن عربیؒ) کی روح کی طرف توجہ کی گئی تو ایک نقطہ ذاتِ صرف کا حضور، مشہود اور ظاہر ہوا۔ یہ نقطہ ذاتِ صرف روشنی کے ساتھ اور اس شانِ علم کے ساتھ ملا ہوا تھا جو کہ وجودِ منبسط اور علمِ تفصیل سے پہلے ہے ــــ الخ ــــ اگر ہم اس جگہ بھی ایک نکتہ بیان کریں تو بے محل نہ ہوگا۔

لطیفہ روحیہ کا ایک اوج (بلندی) اور ایک حضیض (پستی) ہے۔ یہ لطیفۂ روحیہ حالتِ اوج و بلندی میں لطیفۂ سِر کا یار و مددگار ہوتا ہے۔ اس سے اتّصال پیدا کرتا ہے اور کمالاتِ تجرّد بحت اور کمالاتِ لطیفہ خفیہ کی تشریح کرتا ہے۔ حضیض و پستی کی حالت میں ارواحِ طیبہ، مشائخ کی طرف اُس کا چہرہ اس طرح پھر جاتا ہے جس طرح کہ آفتاب کے سامنے آئینے کا رُخ پھر جائے۔ اس جگہ انسان روح کی نسبت کو بیان کرتا ہے اور ارواح کو اُس کی طرف میلان ہو جاتا ہے، اور اُس کو ارواح کی طرف کشش ہو جاتی ہے ــــ یہ مقام عارف کا ہوتا ہے کُلّی طور پر اور اکثر و بیشتر ــــ لیکن یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہر عارف کے ساتھ کیسا معاملہ کیا جاتا ہے اور کس روح کے ساتھ زیادہ مناسبت عطا کی جاتی ہے، اور کون سی صورت اُس عارف کے بروئے کار آتی ہے۔

(ترجمہ شعر) "کس کو دل دیا جائے اور کس سے دل ہٹایا جائے۔ یہ
دل کا دینا اور دل کا بچا کرلے جانا دونوں خدا داد کام ہیں۔"

تیسرے مکتوب میں آپ نے عزیز القدر شاہ نور اللہ کا خواب لکھا تھا کہ میرے والد ماجد (حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ) قدّس سرّہٗ نے مجھ سے مجلس شیخ ابوالفتحؒ و شیخ ابوالفضلؒ و شیخ ہبۃ اللہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ مجلس اہلِ عشق کی مجلس ہے۔ اور اپنی مجلس یا میرے نانا حضرت شیخ محمد پھلتی قدس سرہ

صورت کو۔

(ترجمہ شعر عربی) "تو اِس صورت کو اور اُس صورت کو دیکھنے والا نہ بن، بلکہ تو حقیقت کا طالب بن جا۔" نکتہ مہمہ یہاں ختم ہوا۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ آپ نے ایک رقمِ مُستجنّ (چھپے ہوئے عدد) کا مرتبۂ ذاتیہ میں ادراک کیا۔ اور یہ صورت قیومیتِ اشیاء کی شانِ اجمالی ہے، اِس معنی کر کہ اس مقام پر ایک ایسی شان اور ایک ایسی حالت ہے کہ اگر وہ مرتبۂ وجود خارجی میں پہونچے تو وہ تمام شیون و حالات کی قائم کنندہ بن جائے۔ اِسی کے قریب مرتبۂ ذاتیہ کے اندر ایک اور رقم ہے اور وہ شانِ علم ہے، بایں معنیٰ کہ اس جگہ ایک شان ہے کہ جس جس مرتبے میں کوئی تمیز ہوگی اور کوئی تعیّن ہوگا، وہ سب ذات پر منکشف ہوگا۔ آپ نے اِس رقمِ مستجنّ کو بمقتضاے حکم طبیعتِ کلّیہ اسم ھُوَ الحیّ القیُّوم کے ساتھ مربوط و متعلّق پایا اور اِسی اسمِ معظم کے راستے سے اس حقیقت (مذکورہ) کا سُراغ پا لیا۔ پھر اس رقمِ مستجنِ ذات کا انبساط تمام مراتبِ وُجوبیہ و اِمکانیہ کے ساتھ تجلّیِ اعظم میں مشہود و ظاہر ہوا۔ اس کی ایک قسم تو کمالاتِ وجوبیہ میں تصادم کا ہونا ہے اور دوسری قسم مراتبِ امکانیہ میں تدبیر و حیلہ کرنا ہے۔ آپ نے اس معنیٔ اخیر کو آیتہ: أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ○ سے مربوط و متعلّق پایا اور نفسِ ناطقہ کے اندر تدبیرِ بدن کی صورت میں علماً و عملاً اور انبیاء و اولیاء میں تبلیغ و ارشاد کی صورت میں (آیتہ مذکورہ سے مربوط و متعلّق پایا)۔

آپ نے اِس معرفت کو تفصیل سے لکھا ہے اور یہ ایک بڑی معرفت ہے — اور کس قدر بڑی معرفت۔

دوسرے خط میں آپ نے لکھا تھا کہ ہر رات مشائخِ طُرق میں سے کسی ایک

کی مجلس کے متعلق فرمایا کہ یہ اہلِ حضور کی مجلس ہے، اور (میرے ماموں) مخدومی شاہ عبید اللہ پھلتی رح قُدِّسَ سرّہٗ کی مجلس کے بارے میں فرمایا کہ یہ اہلِ برکت کی مجلس ہے اور (میرے دوسرے ماموں) مخدومی شاہ حبیب اللہ کی مجلس کے بارے میں فرمایا کہ یہ اہلِ تجرید کی مجلس ہے ــــ شاہ نور اللہ نے خواب میں دیکھا کہ شاہ عبید اللہ پھلتی رح اپنے ہاتھ میں تسبیح رکھتے ہیں اور شاہ حبیب اللہ اُن کی شکل میں مضمحل و منتقل ہونے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ پہننے کے کپڑوں کے سوا اُن کا کوئی نشان نہ رہا۔ اِس کے بعد اس خواب میں میرے والدِ ماجد (حضرت شاہ عبدالرحیم رح) نے اس فقیر (ولی اللہ) کے حق میں اور شاہ نور اللہ اور شیخ محمد عاشق یعنی آپ کے بارے میں فرمایا کہ تم لوگوں کی مجلس ایک نئی شان کی مجلس ہے، یعنی یہ نفوسِ قُدسیّہ کی مجلس ہے ــــ یہ ایک سچّا خواب ہے ــــ

درحقیقت مذکورۂ بالا بزرگوں کی ارواح انھیں نسبتوں کی حامل ہیں کہ جن کی طرف یہ کلمات (جو اُن کے بارے میں کہے گئے ہیں) اشارہ کرتے ہیں۔

عشق کے معنیٰ فرطِ محبّت کے ہیں۔ اُن حضرات کی یادداشت کہ جن کا لطیفہ قلبیّہ دیگر لطائف پر زیادہ غالب ہوتا ہے، فرطِ محبّت سے ملی ہوئی ہوتی ہے اور محبّتِ شدیدہ کا ایک رنگ ان حضراتِ اکابر کے اقوال، احوال اور افعال میں ضرور ملا ہوا ہوگا ــــ

حضور کے معنیٰ خالص یادداشت کے ہیں۔ محبّت، خوف اور نورانیت وغیرہ کے کسی وصف کی آمیزش کے بغیر ــــ یہ تینوں چیزیں یعنی محبّت، خوف اور نُورانیت لطیفۂ سِر سے پیدا ہوتی ہیں اور لطیفۂ ارواح ان کو تمام و مکمّل کرتا ہے۔

برکت کے معنی یادداشت کے اندر طاعتِ بدنیہ ولسانیہ اور تلاوتِ اسمارِ الہٰیہ کی نورانیت کا داخل ہونا ہے۔ نیز یادداشت کا اس نورانیت کے رنگ سے رنگین ہونا ہے۔

تجرید کے معنیٰ جوہرِ نفسِ ناطقہ میں صفائی ستھرائی کا ہونا ہے۔ جو عالمِ ازل میں صفاتِ سَلبیہ کی میراث ہے اور اس نقیہ (صفائی) کا تقاضا خواہ اختیاری طور پر خواہ بے اختیاری طور پر قطعِ تعلقات ہے، اور نفوسِ قدسیہ کے معنیٰ اصلِ فطرت میں مبادیٔ عالیہ کے ساتھ لاحق ہونا ہے۔ اِس مقام سے طرح طرح کی نسبتیں اس طرح وجود میں آتی ہیں جس طرح سوراخ دار برتن سے پانی کے قطرات زمین پر ٹپکتے ہیں۔

حاصلِ کلام، جب میں نے اُن تفصیلی نعمتوں کو پڑھا تو عربی کے وہی دو شعر یاد آگئے۔ (جو اکثر لکھا کرتا ہوں):

(ترجمہ اشعار) جب سعادت کی آنکھیں تجھے دیکھیں تو تو آرام سے سوجا۔ اِس لیے کہ اس صورت میں تمام خوف امن بن جائیں گے۔ تو اس سعادت کے ذریعہ عنقاء کا شکار کرلے۔ اس لیے کہ یہی سعادت اُس کا جال بن جائے گی۔ اور اس سعادت کے ذریعہ ستارۂ جَوزاء کو مُسخّر کرلے کیوں کہ یہی سعادت اُس کی لگام ہے۔"

آپ نے اُن مبارک نعمتوں کے متعلق بھی استفسار کیا تھا جن کی بشارت منجانب اللہ دی جارہی ہے۔ منجملہ اُن کے ایک نعمت تجدیدِ دین بھی ہے، اس حدیث شریف کی رُو سے: يبعث الله لهذه الأمة الخ [1]

(یعنی اللہ تعالیٰ اس اُمّت کی اصلاح کے لیے ہر صدی کے سرے پر ایک شخص (مجدّد) کو بھیجتا ہے۔ جو اس اُمّت کے دین کی تجدید

کرتا ہے اور اس کو غلط راہ و رسم کی آمیزشوں اور آلودگیوں
سے پاک وصاف کرتا ہے۔")

ہر چند ظاہری اسباب پر نظر کرتے ہوئے بارہویں صدی کے بہرے تک بقاء اور زندگی، قیاس سے دُور اور مشکل معلوم ہوتی ہے لیکن ؎

(ترجمہ شعر عربی): "اللہ تعالیٰ کے بہت سے ایسے پوشیدہ الطاف وانعامات ہیں کہ جو اپنی باریکی کی وجہ سے ایک زکی اور دانشمند آدمی کے فہم وعقل میں بھی نہیں آتے"

ہم اس جگہ ایک نکتہ بیان کرتے ہیں:

مجددّیتِ دین، قطبیّتِ افراد اور قطبیّتِ اِرشاد میں سے کوئی بھی منصب ہو، اللہ تعالیٰ جس منصب کے لیے بھی کسی بندۂ خاص کو منتخب کرتا ہے ـــــ درحقیقت مصلحتِ کلیہ جو کہ مقتضائے وجوبِ ذاتی ہے، اُس بندے کو اس طرح اُٹھاتی ہے جیسے کہ ہَوا کا بگولا گرد و خاشاک کو اُوپر اُٹھاتا ہے۔ ان افعال کی نسبت اس شخص انسانی (مجددّ وغیرہ) کی طرف بالکل ایسی ہے جیسی کہ اُڑنے اور ہَوا پر چلنے کی نسبت گرد و خاشاک کی طرف ہے۔ ظاہر بین لوگ یہ غلطی کرتے ہیں کہ اُس شخص (مجددّ) کو اس راز کا حاملِ حقیقی سمجھتے ہیں، اور اس کی طرف اپنا خشوع ظاہر کرتے ہیں، اور اُس سے طلبِ حاجات کرتے ہیں۔ (ظاہر بین عوام) یہ نہیں سمجھتے کہ وجوب کی رسّی نے اس شخص (مجددّ وغیرہ)

لہ ابوداؤد میں پوری حدیث ان الفاظ میں ہے:۔

إنّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الأمّةِ علىٰ رأسِ كُلِّ مائةِ سنةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لها دِينَها۔ (ابوداؤد)

کی گردن میں گرہ لگا رکھی ہے اور وہ وجوب کی رسی جہاں چاہتی ہے اُس کو کھینچ کرلے جاتی ہے۔ اس بیچارے کی بس یہی فضیلت ہے کہ اُس کی گردن کو (وجوب کی جانب سے) باندھ دیا گیا ہے نہ کہ کسی اور کی گردن کو ــــ بس یہی اُس کی ایک سرفرازی ہے اور کچھ نہیں ــــ اور یہی حال اُن افعال کا ہے جو فرشتوں سے ظاہر ہوتے ہیں ــــ درحقیقت وہ افعال حقیقتِ فعّالہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور مصلحتِ کلیّہ اُسی حقیقتِ فعّالہ کا حکم لازم ہے۔

اس جماعت (مجدّد و قطب وغیرہما) کو، بجز منصبِ ترجمانی کے اور کچھ حاصل نہیں ہے۔ کوئی بیوقوف ہوگا کہ شہبازوں کی تصویروں کے سامنے اظہارِ عاجزی کرے اور اُن کو یا فعّال یا مُنعِم کے ساتھ خطاب کرکے اُن کی تعریف کرے۔ قرآن مجید میں جو فرمایا گیا ہے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ [الأنفال ۱۷] (آپؐ نے جو مٹھی بھر خاک پھینکی وہ آپ نے نہیں پھینکی۔ بلکہ اللہ نے اُس کو پھینکا۔) اسی معنیٰ کی طرف اشارہ ہے۔ ہاں اِن مظاہر (قطب و مجدّد وغیرہ ہما) کی تعظیم مطلوب ہے اِس لیے کہ مظاہر کی تعظیم دراصل اس حقیقت کی تعظیم ہے کہ جس کے یہ مظاہر ہیں ــــ

آپ کے مکاتیب کے مضامین سے معلوم ہوا کہ اکثر فوائد جو اس اعتکاف میں آپ پر ظاہر ہوتے وہ از قبیل انوارِ طاعات و فیوضِ ارواحِ طیبہ اور اُسی کے مانند تھے اور ان سب کا جامع جانبِ نسمۃ (روحِ طبیعی) کی تکمیل ہے۔

جاننا چاہیئے کہ طریقِ حق کے سلوک میں استعدادِ نفوسِ قویّہ کی ضروریات و بدیہیات سے یہ امر ہے کہ اوّل صعود (عروج) ہو۔ اس کے بعد ہبوط (نزول) ہو۔ ایسے ہی پہلے جذب ہو، اُس کے بعد سلوک ہو، پہلے سیر الی الحق و فی الخلق ہو اور بعد میں سیر الی الخلق بالحق ہو ــــ

اس مسئلے میں نکتہ یہ ہے کہ نفسِ ناطقہ ، رقائقِ شتیٰ ومختلفہ (متعدد و مختلف اسرار و لطائف) کا جامع ہے اور افضلِ نفوس وہ ہے کہ جس کے قوائے عقلیہ قوائے نسمیہ کے مقابلے میں زیادہ طاقتور ہوتے ہیں اور قوائے کامنہ (قوائے باطنہ) قوائے ظاہرہ سے زیادہ حکومت کرنے والے اور زیادہ غالب ہوتے ہیں۔ اسی بناء پر اہل اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مجذوبِ سالک، سالک مجذوب سے بہتر ہے۔ چونکہ حکومت کا تقاضا توقیر اور عزت ہے، اِس لیے ہر صاحب استعداد پر اس کی استعداد کے مطابق سنتہ اللہ یہ جاری ہوئی کہ لطائفِ کامنہ کی تہذیب لطائفِ ظاہرہ سے پہلے ہو۔ یہ ایک ایسا صعود ہے کہ جس کا نام نظرِ بد کے ضرر سے بچانے کے لیے ہبوط رکھدیا ہے۔ اس پر اچھی طرح غور کریں ______

و الحمد للّٰہ أولاً و آخراً

مکتوب

﴿۱۰۷﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتیؒ کے نام

(ایک حدیث کی تحقیق میں)

اللہ تعالیٰ آپ کو حقائقِ امور کی بصیرت عطا فرمائے ــــ

حدیث شریف میں آیا ہے کہ "اس اُمّت کے لیے سب سے زیادہ خوف دلانے والی چیز شہوتِ خفیّہ ہے" اس حدیث کے بعض راویوں نے اس کی مثال بھی بیان کی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص روزے کی نیّت سے صبح کرے۔ بعد ازاں لذیذ کھانا اُس کے سامنے آجائے اور وہ شخص اُس لذیذ کھانے کی طرف رغبت کرکے روزے کو توڑ دے ــــ

اِس فقیر (ولی اللہ) کے فہم میں جو بات آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ حدیث علمِ لطائفِ نفس کے ایک گہرے مسئلے کی طرف اشارہ کررہی ہے۔

امراضِ نفس میں سے ایک مرض یہ بھی ہے کہ انسان کا مزاجِ طبیعی جو قلب پر غلبۂ عقل اور نفس پر غلبۂ قلب کا نام ہے، درہم برہم ہوجاتا ہے' اور نفس غالب آکر قلب پر حملہ کرتا ہے اور اُس کو بیکار کردیتا ہے اور ایسے ہی قلب، عقل پر حملہ کرتا ہے اور غالب آجاتا ہے۔

ایک اور مرض جو مرضِ مذکور سے بھی زیادہ سخت ہے اور جس کا علاج بھی بہت مشکل ہے، یہ ہے کہ نفسِ بہیمیّہ، قلب و عقل کے ساتھ اپنی مخالفت

کو ظاہر نہ کرے، بلکہ اپنی خواہش کو ایسا کر دے جیسے وہ تھی ہی نہیں ــــــ اس کے بعد نفسِ بہیمیہ عقل کی طرف ایک وسوسہ بھیجے اور آہستہ آہستہ اُس کو اپنے مذہب و مسلک کے ساتھ وابستہ کرلے اور اُس کے نتیجے میں عقل کا مزاج پلٹ جائے اور عقل کے درمیان میں سے ایک خطرہ (وسوسہ) نفس کی موافقت میں پیدا ہوجائے۔ انسان اس بات کو عقلِ صریح سمجھ لے اور اِس طرح جہلِ مرکّب کی صورت پیش آتے اور فطرتِ سلیم درہم برہم ہوجائے۔ اِسی طرح نفس (بہیمیّہ) قلب کی طرف بھی ایک وَسوسہ بھیجے اور جوہرِ قلب کے درمیان سے ایک خاطر (خیال) پیدا ہو ــــ گویا کہ وہ قلب کی جبلّت کا مقتضاء ہے اور قلب ہی کے صُلب سے پیدا ہوا ہے۔ ایسی صورت میں علاج و معالجہ مشکل اور حق و باطل میں اشتباہ و التباس (گڈمڈ) واقع ہوجاتا ہے۔ یہ ہے وہ شہوتِ خفیّہ جس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے ــ

والسّلام

مکتوب

﴿۱۰۸﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

عزیز القدر، حقائق و معارف آگاہ، سجّادہ نشین اسلافِ کرام، فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت و سلامتی پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور آپ کے اور آپ کے متعلقین کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے عافیت و سلامتی مطلوب ہے۔

آپ کا خط پہونچا، اور کیفیتِ مندرجہ واضح ہوئی۔ آپ نے میاں بڈھن کو جو خط لکھا تھا اُس نے اُن کے دل میں تاثیرِ عظیم پیدا کی ۔ وہ چاہتے ہیں کہ اِس امر کی وصیت کریں کہ اِس خط کو اُن کے اعزا اُن کے کفن میں رکھدیں۔

میاں بڈھن نے مجھ سے یہ مطالبہ کیا کہ میں آپ کے اِس خط کے مضمون کی تصدیق میں کچھ لکھوں۔ لہذا میں نے دو تین باتیں بسلسلۂ تصدیق اُن کو لکھدی ہیں۔

والسلام

مکتوب

﴿۱۰۹﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(ایک حدیث کی تحقیق میں)

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہم اللہ تعالیٰ ــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام مطالعہ کریں ــــ

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر صبح فرشتہ ندا کرتا ہے کہ "آگاہ ہو جاؤ" تسبیح کرو تم ملکِ قدوس کی"ــــ ظاہر بینوں کے دل میں اس حدیث کے اندر شبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آخر فرشتے کی ندا کا کیا فائدہ ہے؟ اگر تسبیح و تقدیس کو طلب کیا جا رہا ہے تو لوگ فرشتے کی آواز نہیں سنتے ہیں ــــ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِخبار نے (خبر دینے نے) اس ندا کا کشف کیا ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فقط اس بات کی خبر دینا ہی کافی تھا کہ تسبیح مطلوب ہے اور آپ کے اِسی اِخبار و اِرشاد سے تکلیف متحقق ہو جاتی، یعنی ہم سب اُس پر عمل کرنے کے مکلّف ہوتے ــــ اِس لیے کہ مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا زبردست حجت ہے اور اسی سے تکلیف (مکلّف ہونا) قائم و وابستہ ہے ــــ

اس شُبہ کا جواب میرے دل میں اِس طرح ڈالا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقتِ واجبہ بہت سے اسماء اور صفات رکھتی ہے اور ہر اسم اور صفت کے مطابق اللہ تعالیٰ

کے ذکر کی طلب افرادِ بشر کی جانب متوجہ ہوئی، اور اُس کے ذکر اور اس سے التجا کی تکلیف کا قلادہ (گلوبند) اوّل صورتِ نوعیۃ کی گردن میں اور بعد کو اُس کے افراد کی گردن میں پڑگیا ـــــ پھر جب ملائکہ کا وجود ہوا تو حکمتِ الٰہیہ نے اُن فرشتوں کو نوع بہ نوع اور صِنف بہ صنف پیدا کیا اور اُن کی ہر نوع اور ہر صنف کی ایک خاص استعداد رکھی۔ پس ہر ایک فرشتہ قبلۂ غیب کی طرف چہرہ کیے ہوئے منتظر کھڑا ہے کہ جانبِ غیب سے کیا الہام ہوتا ہے تاکہ وہ اُسی کے مطابق چلے اور اُس الہام کو بہ دل سے قبول کرلے۔ ہر فرشتے کو (غیب کی طرف سے) اُس کی استعداد کے تقاضے کے مطابق ہی الہام کیا جاتا ہے اور وہ اپنی زبانِ استعداد سے اُسی چیز کو طلب کرتا ہے جس کی مناسبت اُس کی فطرت میں رکھی گئی ہے۔

حاصلِ کلام، فرشتوں میں سے ایک فرشتہ جس کی فطرت میں اِن دو اسموں (ملک اور قدّوس) کے ذکر کی طلب کا مَیلان رکھا گیا ہے اور یہ فرشتہ اس طلب کو، جو مکمنِ[1] غیب سے افرادِ انسان کی طرف متوجّہ ہے، اپنے دل میں حاصل کرلیتا ہے ـــــ اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ آئینے کو کسی ستارے کے محاذ میں رکھیں اور وہ ستارہ اُس آئینے میں منعکس ہوجاتے ـــــ (مذکورہ بالا امر اس لیے ہے) کہ حکم جبلّت اس فرشتہ کی طرف متوجہ ہوجاتے اور جس چیز کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے وہ وجود میں آجائے ـــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسی سِرِّ عظیم کی جو کہ آیاتِ آفاقی کی قبیل سے ہے، خبر دی ہے اور اسی ضمن میں بڑے بلیغ انداز سے اِن دونوں اسموں کے ذکر کی مطلوبیت کو بیان فرمایا ہے۔ اِس حدیث پر اُس حدیث کو قیاس کرنا چاہیئے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ ہر صبح کو دو فرشتے یہ ندا کرتے ہیں کہ "اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اُس کا بدل عطا فرما۔ اے اللہ!

---

[1] چھپنے کی جگہ ـ کمین گاہ

بخیل کو بربادی اور خسارہ دے۔"

یہ سرِ عظیم جو میرے دل میں ڈالا گیا ہے، اس کے ضمن میں ایک عظیم ترین سِرّ اور ہے جو میرے دل میں اِلقاء کیا گیا ہے۔ اِس کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو اِس کو سمجھنے کے لیے پیدا کیا گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو تجلیاتِ صُوریہ و معنویہ کے لیے منتخب کرتا ہے۔ تجلّیِ صُوری کی حقیقت خزانۂ خیال میں یادداشتِ مجرّد کا صورتوں اور لباسوں کے ساتھ متشکّل و ممثّل ہونا ہے۔ جس کی حکمتِ الٰہیہ نے عالمِ مثال کے ساتھ تخصیص فرمائی ہے، اور تجلّیِ معنوی کی حقیقت خزانۂ وہم میں یادداشتِ مجرّد کا وہمی صورتوں اور لباسوں کے ساتھ متشکل و متمثل ہونا ہے، جس کی حکمتِ الٰہیہ نے تخصیص کی ہے اور دونوں صورتوں میں اس عارف کا نفسِ مجرّدہ، نفسِ فعالہ کی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے، اور اِس سے اُس عارف کے اندر ایک رنگ اس طرح چھپ جاتا ہے جس طرح کہ مُہر کے نقوش موم کے جسم کے اندر چھَپ جاتے ہیں اور اس سے مردِ عارف کے قوائے علمیہ و عملیہ اس معنیِ مجرّد کی موافقت کرتے ہیں، نیز لطیفۂ روح میں ایک خاص اُنس اور ایک خاص اِنجذاب پیدا ہو جاتا ہے۔ لطیفۂ سِرّ اس حقیقتِ مجرّدہ کے ساتھ ان لباسوں اور پردوں کے ضمن میں دیدہ ور (صاحبِ نظر) ہو جاتا ہے اور ایک عجیب اتصال اور ایک نادر حالت بروئے کار آجاتی ہے۔

اگر ہم اچھی طرح تفتیش و تحقیق کریں تو ہر تجلّی کی تخصیص کا سبب صورِ خیالیہ و وہمیہ کے ساتھ جو کہ اس تجلّی کا لباس ہو گئے ہیں، تین چیزیں ہوں گی:

(۱) رقومِ مستجنّہ ــــ کہ اُن کی کثرت کے باوجود سطوت و غلبۂ وحدت نے ان کو اپنے اندر لپیٹ لیا ہے۔ ہر رقم محاذاتِ عوالم کے لحاظ سے بحسب عالمِ مثل ایک صورت رکھتی ہے جو کہ عالمِ مثال کے ساتھ مخصوص ہے ــــ

(۲) اس عارف کی فطری استعداد کہ جو ایک صورتِ خاص کا اقتضاء کرتی ہے، بلکہ اپنی جنس و فعل کے حاصل کرنے کے لیے اس صورتِ خاص میں ایک تخصیص رکھتی ہے۔

(۳) قوائے افلاک جو کہ عالمِ مشیئت میں ہیں، اس تجلّی کے ساتھ ایک اور تخصیص کو ملا دیتے ہیں۔ جیسا کہ افرادِ نوع کے اندر صنف کی تعیین ایسے خواص کے ساتھ کہ جن کے ساتھ صنف قائم ہوتی ہے اور اگر ہر ایک کی مثالِ محسوس بیان کریں تو ہم یہ کہیں گے کہ جیسے دیکھنے والا شخص آئینے میں نظر کرتا ہے تو تین قسم کی تخصیصات اُس شخص کے ساتھ جمع ہو جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ دیکھنے والے کی صورت گھوڑے اور گائے کی صورت نہ ہوگی، بلکہ وہ عمرو بکر (دوسرے افرادِ بشر) سے بھی ممتاز ہوگی، چاہے کسی بھی آئینے کو اُس کے سامنے رکھیں۔ دوسرے یہ کہ مُحدَّب (اُبھرا ہوا) آئینہ یا شیشہ محدّب صورت اور گہرا آئینہ (مرآۃِ مُقعرَہ) گہری صورت پیش کرتا ہے۔ تیسرے یہ کہ آئینہ کی جِلا (صفائی) اور زنگ آلودگی بھی صورت کے ظاہر کرنے میں اثر رکھتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص سُرخ رنگ کی عینک اپنی آنکھوں پر لگائے گا تو جو چیزیں اُس کو دکھائی دیں گی، وہ سُرخ رنگ کے ساتھ مخلوط ہوگی۔ اور اگر کسی گنبد کی سطح میں مختلف رنگوں کے شیشے جڑے ہوئے ہوں تو جس وقت بھی سورج شیشوں کے سامنے ہوگا، اُس کی شعاعیں تمام رنگوں کے ساتھ مخلوط ہو کر مکان کے اندر آئیں گی۔

مختصر یہ ہے کہ ہر تجلّیِ صُوری و معنوی کے لیے ایک مَنشاء (منبع و سرچشمہ) ہے کہ یہ صورتِ خاص اُس سے نکلی ہے۔ عارفِ محقّق کو اس منشاء سے واسطہ ہے نہ کہ اُس صورتِ کائنہ، فاسدہ سے، جو ایک وقت جوش میں آتی ہے اور دوسرے

وقت دب جاتی ہے۔ اور صوفیِ محقّق کے نزدیک تجلّیِ صُوری جب جوش مارتی ہے اور پھر بیٹھ جاتی ہے تو اُس کا مَثار منکشف (ظاہر) ہو جاتا ہے، اور تجلّیِ معنوی بھی جو کہ تجلّیِ صوری کی ہم عنان و ہم رکاب ہے، معلوم ہو جاتی ہے۔ اور جب تجلّیِ معنوی جوش مارتی ہے اور بیٹھ جاتی ہے تو اُس کا مَثار ظاہر ہو جاتا ہے، اور تجلّیِ صوری بھی جو کہ اُس کی ہم رکاب و ہم عنان ہے، معین و مددگار ہو جاتی ہے۔

اِس مقدمے کی تمہید کے بعد جاننا چاہیئے کہ عالم کے اندر جو حقیقتِ فعّالہ ہے وہ اس سورج کے مثل ظاہر ہوئی جو آسمان کے وسط میں ہوتا ہے اور زہرہ ستارے کے روشن دان سے اُس کی شعاع، صورت و ہیئت کے ساتھ مخلوط ہو کر جلوہ گر ہوئی۔ جس کی تعبیر وصف مودّت اور لطف و احسان کے ساتھ کمال پاک دامنی اور افرادِ بشر پر انتہائی غلبہ ہے۔ اِسی کے ضمن میں اطلاع دی گئی ہے کہ یہ ہے اسم الملك القدّوس —— ہر فرد پر جو اپنی فطرت میں زہرۂ مسعود کی قوّت رکھتا ہے اِس تجلّیِ معنوی کو ڈالتے ہیں، اور اُس فرد کو اِس تجلّی سے ایک اُنس اور ایک انجذاب بخشتے ہیں، اور اُس کو اِس تجلّی کے ساتھ ایک اِلتجا، ایک فنا اور فدویت نصیب کرتے ہیں اور اُس شخص کی آنکھوں کے درمیان سے اور اُس کی زبان کے درمیان سے —— الملك القدّوس کا ایک نور اِس طرح نکلتا ہے جس طرح پانی اپنے چشمے سے فوّارے کے ذریعے نکلتا ہے اور اِس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ فرشتہ جو اس ندا ألا سَبّحوا پر مقرر ہے، وہ زہرہ کے لشکروں میں سے ہے جو ساعتِ محمودہ میں پیدا ہوا، جبکہ تجلّی اعظم عالم پر چمکی اور زہرہ اس وقت اپنے کمالِ سعادت پر تھا۔

یہ راز اس فرشتۂ موکّل کے قلب کی جڑ پر رکھ دیا گیا ہے اور وہ فرشتہ یہ ندا ألا سَبّحوا الخ ہر ایک صبح کو کرتا ہے، اس لیے کہ صبح اُفقِ عالم پر زہرہ کے طلوع کا وقت ہے۔ خواہ سورج نکلنے سے پہلے ہو یا سورج نکلنے کے کچھ

بعد ہو ۔ مختصر یہ ہے کہ اس ندا کا غلبہ صبح ہی کے وقت ہے ــــ

یہ ہے بیان سِرِّ اعظم کا، اور اس کی معرفت کا قلب کے سوا اور کوئی اہل نہیں ہے ــــ اور اس سِرّ کے نزدیک اُس کے کشف کی مراد اُس وقت میں پوری ہوگئی ــــ و الحمد للّٰہ أولاً و آخراً و ظاھراً و باطناً ۔

مکتوب

﴿۱۱۰﴾

شاہ محمدّ عاشق پھلتی ؒ

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجّادہ نشین اسلافِ کرام ـــ اللہ تعالیٰ اُنھیں سلامت اور باقی رکھے اور اُنھیں فوق الفوق کی طرف ترقی دے ـــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت التزام کے بعد مطالعہ کریں ۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو اور ہم کو تمام اوقات میں عموماً اور اِس عام تاریک آفت کے اندر بالخصوص عافیت سے رکھے کہ جس کا تعلق (مختلف) بادشاہوں کی فوجوں کے منڈلانے اور سلطنتوں کے بدلنے سے ہے ـــ

چونکہ زمانۂ عرس قریب آگیا ہے جس میں ایک سال کے بعد ملاقات ہوجاتی ہے ، دل بیقرار اور پریشان ہے کہ کہیں ایسی وجہ پیش نہ آجائے کہ آپ کے آنے میں تاخیر ہو ۔

والسّلام

مکتوب

﴿۱۱۱﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتیؒ

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام، فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔ اپنی عافیت پر اللہ کا شکر ہے، اور اس کے فضل سے درخواست ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے۔

آپ نے اپنے صاحبزادے عبدالرحمٰن کے متعلق جو عجیب خواب لکھا ہے اُس کی تعبیر یہ ہے کہ شاید آں حقائق آگاہ کو مرض ہیضہ کے غلبہ کی حالت میں قلقِ طبیعی ہوا ہوگا۔ خواب دیکھنے والے نے آپ کے خلق کو عزیز القدر مرحوم کے وجدان (احساس) کی صورت میں دیکھا، اور اس فقیر کی تحریر کی شکل میں، اِس قسم کے مواقع پر صبر کا مستحسن ہونا غیب سے مترشح اور واضح ہوا۔

والسلام

مکتوب

﴿۱۱۲﴾

حافظ جار اللہ (پنجابی) کے نام

(وصایا و نصائح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادرم حافظ جار اللہ معلوم کریں کہ جب مدینہ منورہ میں روضۂ شریف کی زیارت کے لیے پہونچنا ہو تو اپنے اُن بہترین اوقات میں کہ جن کے اندر جمعیّت و اطمینانِ خاطر زیادہ ہو، مثلاً صبح صادق کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک، اور بعد نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک، اور مغرب و عشاء کے درمیان قبر شریف (مواجہہ شریف) کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے، اور وہاں پر تضرّع، ابتہال (گریہ و زاری) اور محبّت و قلق کی صفت کے ساتھ اور اس مبارک جگہ پر جو فیض مُترشّح ہوتا ہے، اُس کے انتظار کے ساتھ، پورے طور پر اپنی توجہ کو صرف کرنا چاہیئے۔ اوّلاً اِسی انتظار کی کیفیت میں رہنا چاہیئے۔ ثانیاً اپنے احوال میں سے۔ جو کچھ اپنے دل میں پائیں، اُس کو سمجھنے اور محفوظ رکھنے کی کوشش میں رہنا چاہیئے۔ اِس انتظار اور استعداد فیض کا ایک سامان اور سبب ہے اور وہ ہے کثرتِ طہارات، اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم پر درودوں کی کثرت، نیز کم بولنا اور لوگوں کے ساتھ کم اُٹھنا بیٹھنا، اور

نسبتِ باطنہ کی محافظت کرنا ۔ جوں ہی یہ سامان بہم پہنچے گا تو اوّلاً انتظار اور ثانیاً کیفیت واردہ کا فہم و حفظ ، قریب الحصول ہو جائے گا ۔

جب مکّہ معظمہ میں پہونچا جائے تو اسی انتظار کے ساتھ اور استعدادِ فہم و حفظ کے ساتھ اور جو کچھ دل پر وارد ہو ، اُس کے ساتھ ، مقیّد و وابستہ رہنا چاہیئے ۔ (حرمین شریفین) کے سفرِ مبارک میں اِس امر کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ اوقات فضول کاموں اور بیکاری میں نہ گذریں ، اور (اوراد و وظائف) کی جو ترتیب رات دن کے اندر اپنے اُوپر مقرّر کرلی ہے ، اُس کو نہیں چھوڑنا چاہیے ۔

والسّلام

مکتوب

سیّد نجابت علی ساکن بارہہ

کے نام

سیادت و نجابت دست گاہ سید نجابت علی حفظ الٰہی میں رہ کر تمام آفاتِ دینیہ و دنیویہ سے محفوظ رہیں۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں ــــ حدیثِ صحیح میں آیا ہے کہ فتورِ دین (اور فسادِ اُمّت) کے زمانے میں سنّتِ نبویہ کا پابند ہونا کئی گُنا ثواب رکھتا ہے[1]۔ اسی طرح جاننا چاہیئے کہ اُن شہروں میں سنّت کا پابند ہونا جن کے باشندوں کے رسوم برخلافِ سنّت ادا کیے جاتے ہیں، یہ بات قوتِ بصیرت اور کمالِ صبر سے ہی پیدا ہوتی ہے اور مجاہدۂ عظیمہ چاہتی ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں اِس کے اجر کا چند در چند ہونا بھی ثابت ہے۔

اگرچہ اس زمانے اور ان شہروں میں دین کے اندر ایک آفتِ عظیم برپا ہے لیکن اہلِ تقویٰ کے لیے چند در چند ثوابوں کی بشارت (کا موقع) بہت سی وجوہ کی بناء پر موجود ہے۔ اِس نکتہ کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیئے اور اعمالِ خیر پر اللہ تعالیٰ کا شکر جس قدر بھی ہو سکے ادا کرنا چاہیئے۔ ایسی صورت میں اُمیّد ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم (اگر تم نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو ہم ضرور تمہاری نعمتوں میں اضافہ کر دیں گے) کی رُو سے بہت سی ترقیاں بروئے کار آئیں گی۔

---

[1] ایک حدیث اِسی مضمون میں ہے منْ تمسّکَ بسُنّتي عندَ فسادِ أمّتي فله أجرُ مائةِ شهيد (جس نے میری امت میں فسادِ عقائد و عمل کے وقت میری سنّت کو مضبوطی کے ساتھ پکڑا (اختیار کیا) اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

مکتوب

﴿۱۱۴﴾

یکے از اُمرائے مجاہدین

کے نام

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور آپ پر اپنی نعمتوں کو نازل و فائض فرمائے۔

خدائے تبارک و تعالیٰ آپ کی اِس بلندیِ مرتبہ کو دوسرے سابق و لاحق مراتب کے ساتھ مبارک و مسعود کرے، اور اس بلندیِ مرتبہ کو ملّتِ حقّہ کے عروج کا باعث اور کفار و اہلِ بدعت کی خواری و سرنگونی کا سبب بناتے۔ فرد ؎

دیدہ را فائدہ آنست کہ دلبر بیند
ورنہ بیند چہ بود فائدہ بینائی را

(ترجمہ) آنکھ کا فائدہ یہ ہے کہ وہ محبوب کو دیکھے، اور اگر محبوب کو نہ دیکھے تو پھر بینائی کا فائدہ ہی کیا ہے؟

نعمتِ حقیقی وہ ہے جو سعادتِ اُخرویہ کا سبب بن جائے۔

مکتوب

﴿۱۱۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام۔ شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام محبت التیام مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اُس کی درگاہ میں التجا کرتا ہوں
کہ وہ آپ کو بھی بعافیت رکھے۔
مصمم ارادہ ہے کہ ایک مہینہ گزرنے کے بعد جب موسم قریب بہ اعتدال
ہو، فرصت کو غنیمت جان کر حجتہ بالغہ (حجتہ اللہ البالغہ) کے اِتمام اور اِنتباہ
(انتباہ فی سلاسلِ اولیاء اللہ) وغیرہ کی ترتیب کے لیے سبقت کی جائے۔
اللہ تعالیٰ اِس آرزو کو ظہور و وجود میں لائے۔ آپ کے ظاہری و باطنی احوالِ
خیریت مآل کے حقائق معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ (ان کو پڑھ کر) ہم اللہ کا شکر
بجا لاتے ہیں اور دوامِ عافیت کی دعا کرتے ہیں اور ہم قوی اُمید رکھتے ہیں کہ
جو کچھ عمدہ اور اچھے وعدے کارپردازانِ قضا و قدر کی جانب سے ظاہر کیے
گئے ہیں، اُن وعدوں کو کچھ اور زیادتی کے ساتھ پورا فرمائیں۔

والسّلام والاکرام

مکتوب

﴿۱۱۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالےٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ کی حمد ہے اور اُس کے فضل و کرم سے درخواست ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے رکھے۔

مئو[1] کی طرف سے ایک جماعت کے آنے اور آپ سے بسلسلۂ طریقت اُس کے استفاضہ کرنے اور اُس جماعت کے افراد میں اوائلِ احوال کے ظہور کے بارے میں آپ نے لکھا تھا، اِس پر حمدِ الٰہی کی گئی اور ان احوال پر دوام اور ان میں ترقی طلب کی گئی، طالب کے دل پر نظرِ دل کا جمانا اور مثلِ توحید محبت کسی نسبت کا جو طالب کے مناسب ہو، خیال باندھنا، بعد اس کے کہ خود کو بھی اُس نسبت سے رنگین کر لیا جائے، بہت نافع و مفید ہے۔ دعا اور التجا کے وقت اس جماعت کو اپنے ضمن میں لے لینا اور اِس حالت میں التجا کرنا معنیٔ مناسب کے منتقل ہونے کا سبب ہے۔

والسلام

---

[1] مئو نام کے کئی قصبے ہیں۔ غالباً اس مئو سے مراد مئو ناتھ بھنجن (اعظم گڑھ) ہے

مکتوب

(۱۱۷)

شاہ محمّد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمّد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی عافیت بھی مطلوب ہے۔

(کارکنانِ قضا و قدر) اِس دارِ دنیا میں بعض عارفین کو تجلّیِ اعظم کے ساتھ ایک گُداز اور نیاز عطا کرتے رہیں، اور ایک خاص حالت بخشتے ہیں کہ جس میں مُدرِک (ادراک کرنے والا) اور مُدرَک (جس کا ادراک کیا گیا) کا تعیّن و تعدّد درمیان سے اُٹھ جاتا ہے۔ اِس کے بعد اس عارف کا جائے قرار طلسم الہیٰ (کرشمۂ الہی) میں مقرر کرتے ہیں۔ وہ عارف یہ ندا دیتا ہے: ؏

جُہاں وہ ہیں وہیں ہم ہیں جہاں ہم ہیں وہاں وہ ہیں ؏

اگر جسد کا تاریک پردہ درمیان سے اُٹھ جائے تو اس کے بعد اغلب یہ ہے کہ پہلی حالت سے زیادہ عجیب حالت ظہور میں آتے اور وہ عارف زبانِ حال سے

کہے:

"تمام آفاق میں اس سے بہتر کون سا کام ہو سکتا ہے کہ دوست، دوست کے پاس پہونچ جائے"۔ پہلے حالات اقوال پر مشتمل تھے اور یہ موجودہ تمام حالات افعال ہیں۔ پہلے حالات گفتار سے تعلق رکھتے تھے اور موجودہ حالات تمام تر کردار سے تعلق رکھتے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں کہ جس کو أنزَلنٰها الخ [سورة نور ۱] کے عظیم الشان کلمہ سے شروع فرمایا ہے (یعنی سورۃ نور میں) اس حالتِ عجیبہ کی ان الفاظ میں خبر دی ہے: اللّٰهُ نُورُ السّمٰوٰتِ وَ الأرض (اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں اور زمین کا) مثلَ نوره الخ یعنی قلب عارف کامل کے اندر اس کے نور کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کہ مشکوٰۃ (طاق) کے اندر چراغ رکھا ہو۔

(اب) کوئی شک نہیں رہا کہ اسی حالتِ عجیبہ کو اس مثال کے ضمن میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔ اور حمد اللہ ہی کے لیے ہے شروع میں بھی اور آخر میں بھی۔

مکتوب

شاہ نور اللہ پھلتی ثم بڈھانوی رح کے نام

(ایک بشارتِ عظیمہ کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر شاہ نور اللہ ــــ اللہ تعالیٰ اُن کو منوّر کرے ــــ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے کرم سے آپ کی عافیت مطلوب ہے ــــ وہ بات جس کا وجدان (ادراک) متحقق ہے یہ ہے کہ صفات میں سے وہ صفت جو کہ انسان کے طور طریق کی مقتضی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: قُل کلٌّ یَعمَلُ علیٰ شاکِلتِہٖ [۱۷: ۸۴] (کہہ ہر ایک عمل کرتا ہے اوپر طریق اپنے کے) اس صفت کی اصل و بنیاد میں اشتراک کا ہونا ایک دوسرے کی طرف میلان کا سبب اور جذب و انجذاب کا باعث بن جاتا ہے۔ جتنی وہ صفتِ اشتراک قوی تر ہوگی۔ جذب و انجذاب اُتنا ہی زیادہ ہوگا۔ اسی انجذاب سے ہم نیک فال لیتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ حظیرۃ القدس میں حرکت کی مشقت سے آسودہ اور بے فکر ہو کر ہم آپس میں ابد الآباد تک مجتمع رہیں گے۔

(ترجمہ شعر عربی) "جب سے مجھ کو میرے قلب نے غنی کیا، میں غنی ہوگیا اور ہم وہاں ہیں جہاں ہمارے (احباب) ہیں اور ہمارے احباب وہاں ہیں جہاں ہم ہیں۔"

آج ہم اسی نکتے پر اکتفا کرتے ہیں تا آنکہ ہمارے اُوپر اُس کی شرح اور زیادہ واضح اور روشن ہو جائے۔

والسلام

مکتوب

﴿۱۱۹﴾

شاہ نور اللہ پھلتی ثم بڈھانوی کے نام

(بشارت کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ شاہ نور اللہ ــــ اللہ تعالیٰ ان کو منور کرے ــ
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام محبت التیام مطالعہ کریں ــ
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجا لاتا ہوں ــــ دل آپ کی خبر عافیت کا منتظر رہتا ہے اور آپ کو ایک قسم کے علم حضوری کے ذریعے، اپنے ساتھ اور اپنے اوصاف کے ساتھ پایا جاتا ہے، اور یہ بات اس امر سے بے پروا کرتے والی ہے کہ ہم ایک دعا کے علاوہ دوسری دعا کا تلفظ کریں (یعنی اپنے لیے علیحدہ اور آپ کے لیے علیحدہ دعا کریں)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے بارے میں فرمایا: "میں نے تمہارے لیے جو دعا کی وہ مثل اُس دعا کے ہے جو میں نے اپنے لیے کی اور میں نے نہیں دُعا کی اپنے لیے مگر دعا کی میں نے تمہارے لیے۔"

غالب یہ ہے کہ حدیث مذکور میں اس جیسی حالت کی طرف اشارہ ہے کہ جس کی علم حضوری کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے۔ اسی حالت پر اکتفاء کرنا چاہیئے۔

والسلام والاکرام

مکتوب

﴿۱۲۰﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

(ایک سِر (راز) کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ سے اپنے لیے اور آپ کے لیے دوامِ عافیت و سلامتی کی درخواست ہے۔

تدبیراتِ کلیہ میں کہ جن کا منبع طبیعتِ کلیہ ہے، صاف واضح ہوگیا ہے کہ بڑے بڑے حوادث اگرچہ اسباب ارضیہ و فلکیہ سے واقع ہوتے ہیں کہ جن کو علم طبیعیات و فلکیات ظاہر کرنے والا ہے۔ لیکن درحقیقت تجلیٔ اعظم ان حوادث میں ایک سِرِ عظیم پھونکتی ہے، تاکہ وہ حوادث بعینہا بدبختوں کی ایک جماعت کے لیے عقوبت و عذاب بن جائیں اور وہی حوادث بعینہا ایک دَور کا آغاز کرنے والے اور ایک دَور کو ختم کرنے والے ہو جائیں۔

طوفانِ نوح علیہ السلام اُن علوم کے پیشِ نظر جو انبیاء پر نازل ہوتے ہیں، کفار پر عذاب اور دورۂ نوحیہ کا فتحِ باب اور آغاز تھا۔ اور علومِ نجومیہ

ہیں برج ماہی کے اندر زحل اور مُشتری کے قِران کا مقتضیٰ تھا' اور ہمارا زمانہ بھی اسی باب سے ہے۔ یہ ایک سرِّ عظیم ہے جس سے بہت سے لوگ ناواقف ہیں۔

انبیاء علیہم السّلام پر نازل شدہ علوم میں حوادث کی "تاریخ ظاہر و واضح نہیں ہوتی ہے' بلکہ وہ حضرات حوادث کی صورتیں ملاءِ اعلیٰ میں مشاہدہ فرماتے ہیں اور ملاءِ اعلیٰ میں اُن حوادث کا کوئی وقت معیّن نہیں ہوتا' اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا راز ہے جس میں فرمایا گیا ہے:

و لمْ يَبْقَ من الدّنيا إلاّ يومٌ لَيُطوِّلَ اللّه ذلك اليومَ يبعث اللّه فيه رجلاً مني أو مِن أهل بيتِي حتّى يخرج المهدي - الخ

"جب دنیا کا ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل کردے گا۔ اس دن اللہ تعالیٰ مجھ سے یا فرمایا میرے اہلِ بیتؓ سے ایک شخص کو بھیجے گا۔ چنانچہ مہدیؑ کا ظہور ہوگا)

والسّلام والاکرام

مکتوب

﴿۱۲۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

ایک معرفتِ معروضہ پر بشارت و تحسین

حقائق و معارف آگاہ، سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کی کریم ذات سے درخواست ہے کہ وہ ہمارے اور آپ کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ وہ معاملہ فرمائے جو اُس کی شان کے لائق ہے۔ بیشک وہ رؤف اور رحیم ہے۔

بڑے انتظار کے بعد آپ کے تین خط وصول ہوئے اور حقیقت مندرجہ واضح ہوئی۔ افواجِ روہیلہ سے حفاظت اور اُن کے قلوب کی تسخیر میں ظاہری نظر کے برخلاف رحمتِ الٰہی کا نزول ہوا۔ مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ اسی طریقے پر معاملہ فرماتے۔

(ترجمہ اشعار عربی)

"جب سعادت کی آنکھیں تجھ کو دیکھیں تو اس حال میں تو آرام سے سو جا۔ پس تمام خوفناک چیزیں تیرے لیے امن کا باعث بن جائیں گی۔ اسی سعادت کے ذریعے تو عنقار جیسی نایاب شئے کا شکار کرلے

اس لیے کہ یہ سعادت عنقار کے شکار کے لیے ایک جال ہے، اور اسی سعادت کے ذریعے تو جوزار کو اپنے قابو میں لے آ، اس لیے کہ یہی سعادت اس کی لگام ہے"۔

آپ نے ایک معرفتِ عظیمہ تحریر کی تھی جس میں احوالِ شخص کا تمثّل حُور و جنّت کے ساتھ نیز حور کا تعیّن ہیئتِ صلوٰۃ کے ساتھ اور جنّت الکثیب کا تعیّن صَوم کے ساتھ بیان کیا تھا۔ اِس معرفت نے بہت خوش اور مسرور کیا۔

کتاب خیر الکثیر میں اس مضمون میں جو کچھ لکھا ہے، اس کو ملاحظہ کریں لیکن اس جگہ بھی ایک نکتہ لکھتا ہوں (وہ یہ ہے کہ) طلسمِ الٰہی (کرشمۂ الٰہی) جس کی شرح آپ نے فقیر کی زبان سے بار بار سنی ہے، اصلِ جنّت ہے اور اس طرح سے ہے جیسے کہ ہیولیٰ اصل ہوتا ہے اور ہر جُزِ جنّت کے دامن سے متعلّق نسمہ (روحِ ہوائی) کی شاخوں میں سے ایک شاخ وہ صورت ہے کہ جو اوّلاً نسمہ میں اور ثانیاً نامۂ اعمال میں ثابت ہوتی ہے، اور جو ایک صورتِ خاصّہ کے ساتھ ہر عمل کے ثواب کے ظہور کا موجب ہے ــــ خواہ یہ نمائشیں محض عالمِ مثال میں ہوں، خواہ عالمِ شہادت اور عالمِ مثال کے درمیانی عالم میں ہوں۔

والسّلام

مکتوب

﴿۱۲۲﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

شیخ ابو سعید بن ابو الخیر رح کی ایک رباعی کے بارے میں جس کے
متعلق مشہور تھا کہ وہ بیماری کو دفع کرنے میں تعویذ کا کام دیتی ہے

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے آیندہ زمانے میں
آپ کے اور اپنے لیے عافیت کی درخواست کرتے ہیں۔

اس وقت کے فوائد میں سے ایک نکتہ ہے جو تعمقِ نظر (نظر کی گہرائی) سے
خالی نہیں ہے۔ کتاب نفحات الانس[1] (مولفہ مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ) میں
مذکور ہے کہ شیخ ابو سعید بن ابو الخیر رح کے اصحاب (مریدین) میں سے ایک صاحب

---

[1] نفحات الانس میں لکھا ہے کہ استاد ابو صالح بیمار ہو گئے۔ شیخ ابو سعید رح نے اُن کو یہ
رباعی لکھ کر بھیجی۔ اُنھوں نے اس کو تعویذ کی طرح حمائل کیا۔ اُسی وقت صحت ہو گئی
اور چلنے پھرنے لگے۔

(نفحات الانس مطبوعہ نول کشور ۱۸۷۴ء صـ۱۹۵)

بیمار ہوئے۔ شیخ نے دوات، قلم اور کاغذ کا ایک ٹکڑا طلب کیا اور اس کاغذ پر یہ رباعی لکھی:

حوران بنظارۂ نگارم صف زد — رضواں ز تعجب کف خود برکف زد
یک خالِ سیہ بران رخان مطرف زد — ابدال زبیم، چنگ در مصحف زد

(ترجمہ) حوریں میرے محبوب کے نظارے کے لیے صف بستہ کھڑی ہوگئیں، اور رضوان (داروغۂ جنت) نے ازراہِ تعجب اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ ایک خالِ سیہ (سیاہ تِل) نے رُخانِ حور پر پردہ لگایا، ابدال نے خوف زدہ ہوکر مصحف پر ہاتھ مارا۔

ہم اس رباعی کے درپے ہوئے کہ اس کا مضمون کیا ہے اور اس رباعی اور مریض کے شفاء پانے میں کیا علاقہ و تعلق ہے؟

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ نے اس بارے میں ایک علیحدہ رسالہ لکھا ہے۔ اُس رسالے کا خلاصہ یہ ہے کہ ارواحِ بنی آدم کی حالت جُدا جُدا واقع ہوئی ہے۔ ایک جماعت ایسی ہے جن کی روحیں ابدان کے تعلق کی وجہ سے تجرد کے تقاضے سے جو کہ مبداء کی جانب میلان رکھتا ہے، محجوبِ مطلق ہوگئیں۔ انبیاء اور اولیاء نے ہرچند کوششیں کیں مگر اُس جماعت کو حالِ تجرد یاد نہیں آیا۔ ایک دوسرا گروہ وہ تھا جس نے حالتِ تجرد کو اگرچہ فراموش کر دیا تھا لیکن جب انبیاء اور اولیاء نے اُن کو یاد دلایا تو پہلا حال اُن کو یاد آگیا۔ گویا کہ اُنھوں نے حالِ پیشین (حالِ اوّل) کو پوری طرح فراموش نہیں کیا تھا۔ یہ گروہ اپنے دل کے اندر آتشِ محبت رکھتا ہے۔ اگر اس گروہ کو کوئی شخص بیماری اور پریشانی کے وقت موت اور حالتِ تجرد کی یاد دلائے تو اُن لوگوں کو فوراً ایک سُرور و کیف حاصل ہوتا ہے، اور سُرور و کیف کے پائے جانے کی وجہ سے اُن کے

امراض میں ایک قسم کی تخفیف ظاہر ہوتی ہے۔

جب یہ مقدمہ واضح ہوگیا تو اب یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ رباعی روحِ انسانی کا وصف ہے۔ تیمار دار اور عزیز جو مرنے کے وقت بیمار کے سرہانے حاضر ہوتے ہیں، حور و ملائکہ سے تعبیر کیے گئے ہیں۔ اور رضوان سے مراد عقل ہے جو بہشتِ دل کا دربان اور پاسبان ہے۔ اور خالِ سیہ سے مراد وہ مذلّت (خواری) اور انکساری کی حالت ہے جو مرتے وقت ظاہر ہوا کرتی ہے، یا خال سے مراد فقرِ حقیقی ہے کہ رُوح کو اُس وقت دکھائی دیتا ہے، اور ابدال سے مراد قُوائے نفسانی ہیں کہ تغیر و تبدّل اُن کے لوازم میں سے ہے ــــ مصحف حقیقتِ انسانیہ ہے جو نسخۂ جامعہ اور مَظہرِ کُل ہے۔ اور مُصحف میں چنگل مارنے سے مراد اپنے رُتبے میں زوال اور رُوح کے رُتبے میں بلندی کی اطلاع ملنے کے وقت رُوح کے ساتھ آویختہ ہونا ہے۔

اس تقریر سے واضح ہوا کہ اس رباعی میں نفس کے تجرّد کے حال، اور جمال کی تذکیر ہے۔ اور یہ بات ایک محبِّ خدا کو سُرور و انبساط بخشتی ہے، اور یہ چیز مرض کے دور ہونے کا سبب بن سکتی ہے۔ فقیر نے جب یہ معنی اس رسالے میں پڑھے تو چند وجہوں سے دل کی تشویش دُور نہیں ہوئی۔ ایک یہ ہے کہ اگر محبِّ طالب کے مرض کی تخفیف کے پائے جانے کو اس رباعی کے سمجھنے پر موقوف رکھیں تو پھر اس جگہ پڑھنا اور سمجھنا مراد نہیں ہے، بلکہ گلے میں یا بازو پر باندھنا مراد ہے اور یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ عزیز طالب (شخصِ بیمار) محبّ تھا اور یہی مذکورہ معنیٰ اُس نے سمجھ بھی لیے ــــ

دوسری بات یہ ہے کہ شیخ ابو سعیدؒ کی رباعی کے تیسرے مصرعہ میں لفظ 'رخاں'، جمع ہے 'رُخ' کی اور رُخ کی جمع لانا یہ دلالت کرتا ہے کہ اس

سے رُوح کا رُخ مراد نہیں ہے بلکہ رُخانِ حُور مراد ہیں۔

المختصر اِس رباعی کے معنی اور مفہوم کے سلسلے میں اور اس رباعی اور شفایابی کے علاقے کے بارے میں اِس فقیر کے دل میں ایک نکتہ ڈالا گیا ہے، اُس نکتے کو بھی گوشۂ خاطر میں رکھنا چاہیئے۔

میں اللہ کے فضل سے اعانت چاہتے ہوتے اُس نکتے کو بیان کرتا ہوں۔

"عارف کے لیے عالم کے اندر تصرّف کرنے کے ساتھ اس اثر کی جانب ایک رُجوع ہوتا ہے جو حقیقت الحقائق کی طرف سے اُس کے بعض لطائف میں اچھی طرح جم گیا ہے، اور وہاں سے تمام لطائفِ نفس میں اُس کا شعشان، (چمک اور نورانیت) پھیل گیا ہے۔

عارفین صفتِ رجوع کے اندر آپس میں مختلف ہوتے ہیں۔ بعض کا رجوع اس نسبت کی جانب ابتہاج و ناز کے طور پر ہوتا ہے کہ جس نسبت کو ہم حقیقۃ الحقائق کے اثر سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور بعض عارفین کا رجوع (اسی نسبت کی جانب) گریہ وزاری اور عجز و نیایش کے طور پر ہوتا ہے۔ اس عارفِ عزیز القدر (شیخ ابوسعید بن ابوالخیرؒ) کا رجوع غالبًا اپنی حقیقت کی طرف ابتہاج و ناز کے وصف کے ساتھ رہا ہے۔ چنانچہ اُن کے اکثر اشعارِ فخریہ اِس امر پر دلالت کرتے ہیں۔ عارفین اِس بات میں بھی مختلف ہیں کہ حقیقۃ الحقائق کا اثر اُن کے لطائف میں سے کس لطیفے کے اندر جاگزین رہا ہے۔

کسی جماعت کے لیے محلِّ استقرار، قلب ہے، کسی جماعت کے لیے محلِّ استقرار رُوح ہے اور کسی جماعت کے لیے محلِّ استقرار سِر ہے۔ اس عارف عزیز القدر کے سویدائے رُوح و سِر میں تجلّیِ اعظم کی نسبت سے ایک قسم کی خود رفتگی اور اضمحلال حاصل ہوگیا تھا۔ جب اِس (عارف عزیز القدر) نے چاہا کہ رفعِ مرض

تغیر و تبدل طبیعت کے وصف کے ساتھ عالم میں تصرف کرے، تو اُس نے سب سے پہلے اُس صورتِ الٰہی کی طرف رُجوع کیا جو اُس کے سویداے روح و سِرّ میں موجود تھی اور اس نے اس حقیقت کے ساتھ ایک طرح کے ابتہاج وناز کا اظہار کیا۔ جب وہ ابتہاج ونازہ پیدا ہوگیا تو پھر اُس نے امرِ مطلوب میں تصرف کیا اور وہ صورت جو خارج میں اس تصرف کی شارح (اور دلالت کرنے والی) ہے، اِس شعرِ ابتہاجی (شعرِ ناز آلود) کو ابتہاج وناز کے عالم میں مریض کے گلے میں باندھنا ہے۔

شیخ ابوسعیدؒ فرماتے ہیں کہ عالمِ ملکوت کا حُسن اس نقطۂ شعشانیہ کے مقابلے میں جو کہ سعد السعود ہے اور خزائنِ وجود کی کنجی ہے، کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتا ہے اور حوریں اُس حُسن (حسنِ نقطۂ شعشانیہ) کے دیکھنے کے لیے قریب ہے کہ اِس طرح صف بستہ ہو جائیں جس طرح سے عوام بادشاہوں کی آمد کے وقت اپنی انتہائی خوشی میں قطاریں باندھ لیتے ہیں۔ اِسی طرح رضوان کو تعجب نے پکڑ لیا اور اُس نے سواد (سیاہی) اور نقصان (کمی) کا حکم عالمِ ملکوت کی مستحسن چیزوں پر لگایا اور اسی حکم پر نقصان کو "خالِ سیہ بر رُخ زدن" سے تعبیر کیا ہے۔

عُرف واصطلاح میں اَبدال کا اطلاق ایسے صاحبدل پر کیا جاتا ہے جو کثرتِ صلوٰۃ وصیام اور انواعِ عبادات میں عوام سے ممتاز نہ ہو ــــ اُس کی پوری پوری توجہ اسرار قلبیّہ کی جانب ہو۔ شیخ ابوسعیدؒ فرماتے ہیں کہ ابدال جو کہ اپنے تصرفات وتاثیرات کا پورا پورا دعویٰ کرتا تھا، عاجز ہوگیا اور عامۃ المسلمین کے مانند قرأۃِ مصحف میں مشغول ہوگیا۔

والسّلام

مکتوب

﴿۱۲۳﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

(عافیت وسلامتی کے درجات کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ ___ از طرف فقیر ولی اللہ عفی عنہ ___ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اور آپ کے لیے آیندہ نعمتوں کے واسطے بھی درخواست کرتے ہیں۔ چلّے کا اعتکافِ ظاہری و باطنی صحیح طریقے سے پورا ہوگیا۔ ایک مشہور اور مستفیض حدیث میں آیا ہے سلوا اللہ العافیۃ۔ (اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگا کرو) عافیت کا لفظ ایک جامع لفظ ہے، اور تمام آفاتِ دینی و دنیوی سے حفاظت کو حاوی ہے، اگر عافیت کو مزاجِ نوعی کی عافیت کے معنیٰ پر رکھیں تو یہ عافیت تمام کمالاتِ شرعیہ کو شامل ہوگی، اور اگر عافیت کو کسی ایسے شخص کی عافیت مزاج پر رکھیں جو مرتبۂ اعیان میں یا مرتبۂ ارواح یا مرتبۂ مثال میں معیّن ہوگیا ہے تو عافیت اُس شخص کے اُن تمام احوالِ خاصّہ اور مقاماتِ مُتشابجہ (ملے جُلے مقامات)، کو شامل ہوگی اور اگر عافیت کو اس حدیث کی رُو سے صورتِ مکتسبۂ الٰہیہ کی عافیت وسلامتی پر رکھیں، جس کے الفاظ یہ ہیں: خلق اللہ آدم علی صورتہ (اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے) تو پھر عافیت جمیع تخلّق باخلاقِ اللہ کو شامل ہوگی ___ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ حدیث ایک جامع جملہ ہے۔

والسّلام

مکتوب

﴿۱۲۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

(اُن کے پیش کردہ معارف کی تحسین وتائید اور ایک سوال کا جواب)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ اور اس کی درگاہ میں آپ کے اور تمام احباب کے لیے عافیت کی درخواست ہے۔

بارش کی شدت کے باوجود ہماری طرف کی عمارتوں میں عافیت رہی۔ البتہ شدید بارش کے عام تقاضے کی بنا پر کسی قدر دیواروں کا گرنا اور چھتوں کا ٹپکنا پایا جاتا تھا، اور یہ معمولی نقصانات شہر میں واقع ہونے والے نقصانات کے مقابلے میں سلامتِ بارِدہ تھے۔

اہلِ قریہ (پھلت) کے رمضان شریف میں قرآۃِ قرآن اور تمام طاعات و عبادات کے اہتمام کے متعلق اور برخوردار محمد فائق کے تراویح پڑھنے کے بارے میں آپ نے جو کچھ لکھا تھا، نیز محمد فائق کے کتاب شرحِ ملاّ (جامی) اور

قالِ اقول کے پڑھنے کے بارے میں بھی جو کچھ لکھا تھا، ان تمام باتوں نے خوش اور مسرور کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا۔ اے اللہ! اس میں ترقی مزید عطا کر۔

ہر ہفتہ ترجمہ کی جو دو دن کی تعطیل ہوتی ہے، اُس تعطیل میں برخوردار محمد فائق کو خود تعلیم دینی چاہیئے۔ مگر اس قدر تعلیم ہو جس کا وہ احاطہ کر سکے، اور زیادتی کی وجہ سے بے دلی نہ پیدا ہو۔

آپ نے حدیثِ قدسی مَنْ عَادَ لِي وَلِيّاً فَقَد آذَنْتُهُ بالحَرب (جس نے میرے ولی سے عداوت کی اُس سے میں اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔) کی تشریح کرتے ہوئے جو معارف لکھے ہیں اُن کا میں نے بار بار مطالعہ کیا اور ہر بار ایک نئی لذّت حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ علم حق کے اِس افاضے کا سلسلہ ہمیشہ قائم رکھے۔ درحقیقت آپ کے علوم، علومِ لدّنی ہیں جو وراثتِ انبیاءؑ سے برآمد ہوئے ہیں۔

فالحمدُ للّهِ حَمداً کثیراً طیباً مُبارکاً فیه

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے واقعہ میں ہے کہ اُنھوں نے فرمایا:
حَسْبِي مِن سُؤالِي عِلمُهُ بِحالِي۔ (میرے حال سے اللہ تعالیٰ کا واقف ہونا میرے سوال سے کفایت کرتا ہے یعنی مجھے سوال کی ضرورت نہیں۔)

آپ نے اِس کے بارے میں سوال کیا تھا کہ مقامِ نبوّت، سوال اور سوال کے اندر، الحاح وزاری اور مبالغہ کرنا ہے۔ پھر اِس جیسے عظیم واقعہ (نارِ نمرود) کے پیش آنے پر اللہ تعالیٰ سے کیوں سوال نہیں کیا گیا؟ آپ کے اس سوال کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ علم قصص انبیاءؑ کے جاننے والوں کے نزدیک جو بات مُنقّح و متحقق ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا واقعہ

اُن کی بعثت سے پہلے پیش آیا تھا۔ اِس صورت میں سوال و اِشکال باقی نہیں رہا، لیکن اس جگہ ایک نُکتہ سمجھ لینا چاہیئے کہ انبیاء علیہم السّلام کمالِ وُسعتِ علم اور علمِ وحدت وکثرت کے جامع ہونے کے باوجود دو جگہ ترکِ سوال کرتے ہیں :

ایک تو اُس وقت جب کہ وہ تولیِّ الٰہی کو دیکھتے ہیں کہ سرایت کیے ہوتے ہے، اُس وقت اُن کی فراستِ صادقہ جزماً اور یقینی طور پر حکم کرتی ہے کہ وہ امر ضرور واقع ہوگا۔ لہٰذا وہ ایسے موقع پر سوال کو چھوڑ دیتے ہیں۔ چنانچہ غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوالِ فتح کے اندر پوری طرح الحاح و زاری کی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پیچھے سے آکر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنی بغل میں لے لیا اور کہا: "یا رسول اللہ صلعم آپ کے لیے اتنی ہی دعا کافی ہے" آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جوں ہی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ کلمہ سُنا خیمہ سے کُود کر جلد باہر نکل آتے اور یہ آیتہ پڑھی سیهزم الجمع و یولّون الدُبُر (یعنی عنقریب کفّار کی جماعت شکست پا جاتے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے)۔

اس حدیث کی تاویل یہ ہے کہ صدیق اکبرؓ نے غیب سے اس نکتہ کو حاصل کیا کہ دعا قبول ہو گئی اور تولیتِ الٰہیہ[1] ظاہر ہو گئی اور قلب صدیق نے اس تلقی و تحصیل میں آنحضرت صلیّ اللہ علیہ وسلّم کی قوّتِ علمیہ پر پیش قدمی کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب استغراقِ دُعا سے افاقہ پایا تو پیشانیِ صدیقؓ سے قبولیتِ دعا کا قصّہ اور تولیّتِ الٰہیہ کا ظہور مطالعہ کر لیا، اور سوال کو ترک فرما دیا۔

دوسرا وہ موقع ہے جب کوئی مصیبت مقرّر اور یقینی ہو جاتے اور عالم شہادت میں اُتر آتے۔ ایسے وقت میں (انبیاءؑ) دُعا ترک کر دیتے ہیں، اور رضا و تسلیم کو کام میں لاتے ہیں۔ ان دو موقعوں پر ترکِ سوال کرنا انبیاء و مُرسلین کی سنت میں سے ہے جیسا کہ دوسرے مقامات پر سوال کرنا اُن کی سنت ہے۔

والسّلام

---

[1] بمعنی کار فرمائی و کارسازی

مکتوب

﴿۱۲۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق ــــ
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام کے بعد مطالعہ کریں ــ

آپ کے خط بہجت نمط نے جس میں حدیثِ قدسی من عاد لی ولیاً ...
کی معرفتِ عظیمہ مرقوم تھی، بہت ہی مسرور کیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بعد رمضان اِس کا مفصل جواب مِلے گا۔ (اس رمضان کے اندر) اعتکاف کے ایام میں شرح حزب البحر (ہوامع) کا مسودہ تیار کر لیا گیا۔ اعتکاف کے بعد یہ مسودہ مبیضے کی شکل میں آپ کے پاس پہونچے گا۔

درحقیقت یہ شرح حزب البحر ایک دستورِ عظیم ہے، اس امر کے لیے کسی ایسے عارف کے کلام کو جو کہ لسانِ غیب کا ترجمان ہو کر گفتگو کرتا ہے، کس طرح سمجھنا چاہیئے اور کس طرح اُس کی شرح کرنی چاہیئے؟

سعد الدین بہت دُبلا اور کمزور ہوگیا ہے (دہلی کے) تمام اطباء یہ کہتے ہیں کہ اِس لڑکے کو دِق یا بش سادِج کا بخار نہیں ہے، بلکہ اُس کا

دُبلا پن قے کی کثرت کی وجہ سے ہے ۔ اس کے علاج کے سلسلے میں طرح طرح کی تدبیریں کی جارہی ہیں ۔ فی الجملہ کچھ فائدہ ظاہر ہوا ہے ۔ جب میں اُس کے اعضاء اور ہڈیوں کو دیکھتا ہوں تو یہ آیتہ پڑھتا ہوں :

أنىٰ يُحيي هذه اللّهُ بَعد مَوتِها [البقرة ۲۵۹]

" اللہ تعالیٰ اس کو بعد موت کے کِس طرح زندہ کرے گا)

اس کی والدہ کی بھی طبیعت کسل مند (سُست) تھی ۔ اِسی وجہ سے ہر چند میں نے چاہا کہ ایامِ عرس میں (دُھلت) پہونچوں اور آپ کو دیکھ کر کچھ دیر آسودگی حاصل کروں ، (مگر) یہ موقع میسّر نہیں ہوا ۔ مجھے اُمید ہے کہ آیندہ خوشی اور بے فکری کے ساتھ آپ کا دیکھنا میسّر ہوجاتے گا ۔

والسّلام

مکتوب

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتا ہوں اور اُس کے فضل سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو ہمیشہ عفو اور عافیت میں شامل رکھے۔

اِس اربعین (چلّے) کے اعتکاف میں آپ کے اعتکاف کرنے کا بھی حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ زائد از وصف برکات عنایت فرمائے۔

والسلام

مکتوب

﴿۱۲۷﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالےٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلامِ محبّت التیام مطالعہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر حمد ہے ــــ اس فقیر کا اعتکافِ اربعین صحتِ ظاہری و باطنی کے ساتھ پورا ہوگیا۔ (پہلے) شرح حزب البحر (ہوامع) کے مسوّدات کو تخیتوں پر بطریق رمز و اشارہ لکھا گیا تھا۔ پھر ان تمام مسوّدات کو اجمال اور تفصیل کے درمیان لکھا جارہا ہے ــــ ظاہر یہ ہے کہ اس شرح کے پانچ جزو یعنی اسّی صفحے ہو جائیں گے ــــ جب (مولوی) محمّد امین (کشمیری ولی اللہی) اس کو صاف کرلیں گے، تو یہ شرح آپ کو بھیج دی جائے گی۔ ظاہراً حزب البحر کی اس طرح کی شرح کسی کے دل میں نہ آئی ہوگی، اس لیے کہ قبلۂ ہمّت شیخ (مؤلف حزب البحر کے قبلۂ ہمّت) میں جو تجلّی ہے اور وہ نسبت جو شیخ رکھتے ہیں اور اُن کے دیگر مراتب بہت دقیق اور باریک معلوم ہوتے۔ آں حقائق و معارف آگاہ کو (یعنی آپ کو) اعتکافِ اربعین مبارک ہو، اور اس اعتکاف کے برکات تمام ایّام کو شامل رہیں۔ اللہ کی مدد سے اور اس کے حسنِ توفیق سے ــــ

مکتوب

﴿۱۲۸﴾

شاہ محمدؐ عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلاف کرام ـــــ شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت اِلتیام کے بعد مطالعہ کریں ـــ
آپ کے رُقعہ اُولیٰ کے جواب نہ دینے کی وجہ (ملاقات کے لیے) آنے جانیوالے لوگوں کے باعث فراغت اور فرصت کا نہ ہونا ہے۔ ہر چند میرا دل خط لکھنے کے لیے جوش مارتا تھا مگر میں ٹال مٹول کرتا رہتا تھا ـــ اور دوسرے رُقعے کا جواب نہ دینے کا سبب قاصد کا نہ پانا ہے۔ بالجملہ آپ کے اور اِس فقیر کے درمیان ایک ایسا ازلی و ابدی ربط ہے کہ جس کے بیان سے زبان قاصر ہے، لیکن یہ مصرعہ اس ربط و تعلق کی کچھ شرح کرتا ہے ؎

(ترجمہ مصرعہ) " اے محبوب تو میری جانِ شیریں ہے، بلکہ جان سے بھی زیادہ شیریں ہے"۔
مجھے آپ کی ذات سے یہ توقع ہے کہ میری اولاد پر اپنی اولاد سے بھی زیادہ شفیق رہیں گے اور اگر میرے لڑکوں کی کفالت کریں گے تو مجھ سے بہتر کریں گے ـــ
الحمدللہ! ایمانِ شہودی کے ذریعہ پہچانا گیا کہ فقر، فخر کی بات ہے اور رزق میں تنگی اور کشادگی کرنیوالی محض قدرتِ وجوبیہ ہے، خواہ فقیری کی گدڑی کے اندر خواہ دنیا کے لباس میں ـــ
(الحمدللہ) یہ بات (تنگی اور کشادگیِ رزق والی) دل میں کوئی تشویش و پریشانی پیدا نہیں ہونے دیتی ـــ

والسلام

مکتوب

﴿۱۲۹﴾

اپنے برادرِ خُرد

حضرت شاہ اہل اللہ

کے نام

حقائق و معارف آگاہ. برادرم شاہ اہل اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ ـــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں کہ ـــ

بچے کے واقعۂ جانکاہ کی اطلاع ملی۔ دل بہت مغموم ہوا۔ بے شک تمہارے دل کو بہت بڑا صدمہ پہونچا ہوگا، لیکن یہ امتحان کا وقت ہے۔ (حدیث شریف میں آیا ہے کہ) "اس وقت کا صبر معتبر ہوگا. جو صدمے کے شروع میں ہو"ـــ

شدّتِ غم کے وقت ایک ہزار بار وَ لا حولَ وَ لاَ قُوَّۃَ اِلاَّ باللّٰہ پڑھنا ایک عجیب التاثیر کیمیا ہے ـــ

والسلام

مکتوب

﴿۱۳۰﴾

سیّد محمد غوث پشاوریؒ

کے نام

سیادت منقبت، عوالی مرتبت، جامع فضائلِ صوری و معنوی، حاملِ کمالاتِ وہبی و کسبی ـــــ

ہر دو عالم قیمتِ خود کردہ ای[1]
باز می گویم کہ ارزانی ہنوز

(ترجمہ) "تونے اپنی قیمت دونوں عالموں کو قرار دیا ہے۔ اس پر بھی میں کہتا ہوں کہ ابھی تو ارزاں ہے اور یہ سودا سستا ہے"۔

---

[1] یہ امیر خسروؔ کا شعر ہے جو اس طرح ہے:

قیمتِ خود ہر دو عالم گفتہ ای
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

(تونے دونوں عالم کو اپنی قیمت قرار دیا ہے۔ اپنے نرخ کو اور زیادہ کر اس لیے کہ تو اب بھی سستا ہے۔ اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں شاہ صاحبؒ نے تھوڑا سا تصرف کیا ہے۔

سیدنا و مولانا سید محمد غوث ـــ اللہ تعالیٰ اُن کو سلامت اور باقی رکھے، اور مسلمانوں کو اُن کی صحبت اور ملاقات سے مستفیض فرمائے ـــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد ارسال ہدیۂ سلامِ محبت اِلتیام یہ التماس ہے کہ آپ کی روشن رائے پر یہ بات واضح ہے کہ تمام اہل اللہ کا یہ اعتقاد ہے کہ توکل سبب کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ ہو۔

اس زمانے میں جب کہ ہر طرف سے فتنوں کی موجوں میں ایک تلاطم برپا ہے، جس قدر ہم نے غور و فکر سے دیکھا کوئی سبب اس سے بہتر نظر نہ آیا کہ آں مظہرِ رحمتِ الٰہی کو (آپ کو) چند باتیں لکھی جائیں تاکہ اُن کو پیشِ نظر رکھ کر آپ کی طرف سے پوری پوری کوشش عمل میں آئے۔ اور اِس حدیث شریف کے اس وعدے کے آپ مستحق ہو جائیں کہ "جس شخص نے کسی مسلم کی دنیوی تکلیفوں میں سے کسی تکلیف کو دُور کیا، اللہ تعالیٰ اُس کو آخرت کی مصیبت اور تکلیف کو دُور فرمائیگا۔"

آپ بادشاہِ عصر کے سامنے جمہور خلق اللہ کے ساتھ سب اُمور سے پہلے احسان کرنے کے بارے میں اور اس آیتہ کے مضمون پر عمل کرنے کے بارے میں کلمۂ نافعہ کہہ دیں:

قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَاباً نُكْراً ط وَ أَمَّا مَنْ آمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحاً فَلَهُ جَزَاءً نِ الْحُسْنَىٰ ج ○ [الکہف: ۸۷]

لہ (ترجمہ آیتہ) ذوالقرنین نے کہا، ہم ناانصافی کرنے والے نہیں ہیں۔ جس نے سرکشی کی اُسے ضرور سزا دیں گے۔ پھر اُسے اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے۔ وہ (بداعمالوں کو) سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور جو ایمان لایا اور اچھے کام کیے تو اُس کے بدلے میں اُس کو بھلائی ملے گی۔"

بعد تفتیش حال ایسے غریب لوگوں کے ساتھ احسان ہونا چاہیئے جو ظالموں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتے اور اُن کے مددگاروں میں بھی نہیں ہیں اور ایسی جماعت کے ساتھ بھی احسان کرنا چاہیئے جس کے افراد علم دین کے خدام ہیں۔ اس کو خوب ملحوظ رکھیے۔ بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

مکتوب

﴿۱۳۱﴾

مولانا شیخ محمّد عمر پشاوری

کے نام

قدوۃ الانام، مُربّی السالکین مولانا شیخ عمر ـــ اللہ تعالیٰ ان کی بقاء اور سلامتی سے مسلمانوں کو نفع مند کرے ـــ کی رائے مہر انجلاء پر فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت التیام پیش کرنے کے بعد واضح ہو کہ جب آں عزیز القدر کے (آپ کے) اوصافِ حمیدہ اور کمالاتِ ظاہری و باطنی اِس فقیر نے بار بار سُنے تو دل کو ایک قسم کا اِنجذاب اور خاطر کو ایک طرح کی کشش آپ کی جانب حاصل ہوئی کہ

(ترجمہ مصرعہ) "کبھی کبھی کان، آنکھ سے پہلے عشق و محبّت والے ہو جاتے ہیں"

لہذا فقیر نے چاہا کہ اِس حدیث شریف پر عمل کرے:

"جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے محبّت کرے تو چاہیئے کو وہ اپنے بھائی کو اُس محبّت کی اطلاع کر دے"

اور طریقہ مکاتبت کو جو نصفِ ملاقات ہے، اختیار کرے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ میدانِ وجود خارجی میں بعض اوصاف و خصائل میں اشتراک کے ساتھ دو رُوحوں کا معنوی اجتماع زیادہ مؤثر ہے۔ اِس اجتماعِ جسّی و ظاہری سے جو

اوصاف وخصائل میں اختلاف کے ساتھ ہو ــــ حدیث شریف میں ہے کہ "رُوحیں جمع شدہ لشکر ہیں۔ پس ان روحوں میں سے جن کا تعارف آپس میں عالم ارواح کے اندر ہوگیا تو اُن میں دنیا میں بھی محبت پیدا ہوگئی، اور جو عالم ارواح میں آپس میں تناکر (اجنبیت) رہا یعنی جان پہچان نہ ہوئی تو دنیا میں بھی اختلاف ہوا" ــــ

کسی شاعر نے کہا ہے:

مصاحبت چہ ضرور است آشنائی را ہنوز بادِ یمن محوِ نکہتِ عربیست

(ترجمہ) دوستی اور آشنائی کے لیے مصاحبت کی کیا ضرورت ہے۔ ابھی تک یمن کی ہوا نکہتِ عربی میں محو ہے")

اُمید ہے کہ آپ اپنے معارفِ خاصّہ میں سے کچھ معارف جو خزانۂ رحمت کی تقسیم سے آپ کو نصیب ہوئے ہیں گنجایشِ وقت اور اقتضائے حال کے بقدر تحریر فرمائیں گے تاکہ اُن معارف سے محبّتِ روحانی کا حق ادا ہو سکے۔

والسّلام

مکتوب

مولوی میاں داد کے نام

فضائل اکتساب مولوی میاں داد ـــ حفظِ الٰہی میں رہیں ـــ

ایک مدّت ہو گئی کہ کوئی ایسا خط نہیں پڑھا جو آپ کی خیریت کی خبر دینے والا ہو۔ اس جنگ و غوغا کے زمانے میں دل بہت پریشان رہا کہ آپ پر کیا گزری ہوگی؟ آپ اپنے حالات مفصّل لکھیں۔ آپ نے (ہندوستان کی طرف آنے والی بادشاہ کی جماعت اور اُس کے لشکر سے) ملاقات کی یا نہیں؟ اگر وہ جماعت اس طرف کا قصد رکھتی ہو تو ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ غریب غربا، جو کسی سے کوئی واسطہ اور سروکار نہیں رکھتے۔ آیۃ: إنَّ المُلُوكَ إذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أعِزَّةَ أهْلِهَا أذِلَّةً [النمل ٣٤] (ترجمہ) "بیشک بادشاہ جب کسی قریہ (علاقہ) میں داخل ہوتے ہیں تو اُس کو تباہ و برباد، اور اُس کے ذی عزّت لوگوں کو ذلیل و خوار کر دیتے ہیں۔" کے مفہوم کے مطابق زیرِ سطوت نہ آجائیں، یعنی شاہی سطوت و غلبہ کی وجہ سے پامال نہ ہو جائیں ـــ اور یہ تدبیر اس طرح سے کرنی چاہیئے کہ آغازِ داروگیر ہی میں کارآمد ہو۔ ورنہ اگر اس تدبیر میں دیر لگائی گئی تو پھر کوئی تدبیر عمل میں نہ لائی جا سکے گی۔

ملّا شیر محمد اور ملّا امان اللہ کے دوستوں میں سے کوئی اِس جماعت (لشکر) میں ہے یا نہیں؟ اِس سے بھی آگاہ کریں۔

والسّلام

مکتوب

﴿۱۳۳﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمّد عاشق سلّمہ اللہ تعالےٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ مُحبّت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے فضل وکرم سے آپ کی اور اپنی اَبدی و سرمدی عافیتِ عظیمہ کی درخواست ہے۔

دشمنوں کے ضرر کے دفع کرنے کے سلسلے میں آثارِ تولیتِ الٰہیہ کا ظہور اور آپ کا برکاتِ اَحیاء و اَموات کے لیئے مرکز و نشیمن بننا مبارک ہو۔

(ترجمہ شعر عربی) جب تم کو سعادت کی آنکھیں دیکھیں تو چین سے سو جاؤ، اس لیے کہ تمام خوفناکیاں اُس وقت امن و امان بن جائیں گی۔

برخوردار عبدالرحمٰن کے لڑکے کا تولّد مبارک ہو۔ فقیر کے دل میں یہ بات آتی ہے کہ اِس لڑکے کا نام محمد نعمان رکھیں۔ فقیر زادے اور اہلیہ مبارک باد بھیجتے ہیں۔

والسلام والاکرام

مکتوب

﴿۱۳۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام، شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت و سلامتی پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے کرم سے
درخواست ہے کہ وہ آپ کو تمام مکروہات سے بچاتے رکھے۔
سعد الدین اگرچہ کوئی مرض نہیں رکھتا لیکن نزار اور ضعیف ہے۔
اُس کی قوت و طاقت کے لیے دعا کرنی چاہیئے۔ محرومِ نصرت گسائیں قوم
کی حقیقت معلوم ہوئی۔ اس قوم کے ضرر سے حفاظت کے سلسلے میں دُعائیں
کی جائیں گی۔
شرحِ حزب البحر کا مسودہ جس کا نام ہوامع رکھا گیا ہے، شروع ہو گیا۔
ان شاء اللہ بعد تبییض و مقابلہ آپ اُس کا مطالعہ کریں گے۔ شرحِ حزب البحر
میں جو علم ہے وہ ایک خاص اور شریف علم ہے، جو فیضِ الہیٰ سے عطا ہوا ہے۔

والسلام

مکتوب

﴿۱۳۵﴾

شیخ محمد قطب رو ہتکیؒ کے نام

(بعض قواعدِ سلوک کے بیان)

عزیز القدر برادرم شیخ محمد قطب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ اس فقیر (ولی اللہ) کی طرف سے سلام محبت التزام مطالعہ کریں۔

ـــــ ایک بڑی مدت کے بعد آپ کا خط پہونچا۔ حقیقت مندرجہ معلوم ہوئی۔ تشویش دُور کرنے اور عزیمت کی تاکید و پختگی کے لیے ایک تدبیر ہے اور وہ یہ ہے کہ سالک فراغ اور خلوت کے وقت غسل کرے، سفید کپڑے پہنے اور دو رکعت نماز ادا کر کے استغفار پڑھے۔ اِس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ کو اپنے سامنے مستحضر کر کے تجدیدِ بیعت کرے، اور از سرِ نو عہد کرے نیز (عالمِ تصور کی) اس محفلِ مبارک میں سبقِ باطنی جو کہ نفی و اثبات ہے، بار بار دہرائے خواہ وہ جہری ہو یا سرّی۔

یہ تدبیر لوگوں کے حق میں بہت نافع ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ چند دنوں کے بعد اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے خرقے سے تجدیدِ بیعت کیا کرتے تھے۔ وہ علاقۂ محبت جو ہم آپ سے رکھتے ہیں ایسا نہیں ہے جو ٹوٹ جائے بلکہ وہ علاقہ ان شاء اللہ تعالیٰ اُس دیار (یعنی آخرت) میں دارِ دُنیا سے زیادہ ہوگا۔

والسلام

مکتوب

﴿۱۳۶﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(بعض مشائخ کے کلام کی تاویل میں)

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔

سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں ـــــ

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ صدیقین کا ریا مریدین کے اخلاص سے بہتر ہوتا ہے۔" اِس کلمہ کی تاویل یہ ہے کہ وہ درویش جس کی زبان اور دل میں تفرقہ ہے کبھی ایک طاعت بجا لاتا ہے، اس غرض سے کہ لوگ اُس کی وہ طاعت دیکھیں اور اُس طاعت کو جان لیں اور سیکھ لیں، یہاں تک کہ اُن کو بھی اُس طاعت کی توفیق ہو جائے۔ اِس بات کو ریا کی مُشاکلت کی وجہ سے ریا کہا گیا۔ اور کبھی اس درویش کا وقت تقاضا کرتا ہے کہ وہ لطیفہ کا منہ کے موافق کام کرے اور جب آدابِ شریعت کی محافظت کے ساتھ بعض اعمالِ جوارح بجا لاتا ہے، تو اس قدر لذّت و حلاوت نہیں پاتا جتنی لذّت و حلاوت اصحابِ لطیفہ و جوارح پاتے ہیں۔ یہ بھی ریا سے مُشابہ ہے ـــــ

مکتوب

﴿ ۱۳۷ ﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حقیقتِ اعمالِ خیر کے فائدے کی تحقیق میں عموماً اور احیاء علوم کے فائدے کی تحقیق میں خصوصاً

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام عزیز القدر شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔

اس فقیر (ولی اللہ) کی طرف سے سلامِ محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی جناب میں درخواست ہے کہ وہ آپ کے اور ہمارے لیے عافیت کو دائم رکھے۔

مکتوبِ بہجت اُسلوب پہونچا۔ اس سے آپ کی سلامتیٔ حال اور آپ کے ذریعہ رمضان کی راتوں میں قراءۃِ قرآن کے ساتھ (پھلت کی) تینوں مسجدوں[1] میں لوگوں کا قیام کرنا (تراویح پڑھنا) اور تلاوت میں مشغول رہنا، نیز اس ماہِ مبارک میں ہر قسم کی عبادات کا وجود میں آنا معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین

---

[1] حضرت شاہ ولی اللہؒ کے زمانے میں پھلت کے اندر تین مسجدیں تھیں۔ بعد کو ایک اور مسجد کا اضافہ ہوا ہے۔

جزا عطا فرمائے اور اس نیک کام کا سلسلہ آپ کی اولاد و اعقاب میں بھی باقی رکھے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ہے کہ اُس نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائی۔

اِس مقام کے مناسب ایک نکتۂ دقیقہ لکھتا ہوں اس کو سمجھیں۔ (وہ نکتہ یہ ہے): نورِ عرش کے اندر جانے کی آمادگی کے وقت اعمالِ خیر میں سے ہر عمل ایک خاص تاثیر رکھتا ہے، اور یہ ایک جامع بات ہے جو ہر قسم کے اعمالِ مقرّبہ کو شامل ہے۔ اس کے بعد ہر عمل اپنے اندر ایک خصوصیت اور تہذیبِ نفس میں ایک خاص تاثیر رکھتا ہے۔ ہر عمل (نورِ عرش میں جانے) کے قریب ایک خاص رنگ بھی رکھتا ہے۔ جب صوفیہ نے اُن (اعمالِ خیر کے) بہت سے الوان و آثار دیکھے تو وہ ان اعمالِ خیر اور اُن کی نسبتوں کی تفصیل میں جو کہ گویا اُن اعمال کا خلاصہ اور لُبِّ لُباب ہیں، مُتحیّر و حیران ہوگئے کہ آخر وہ اُن اعمال میں سے کس عمل کو افضل قرار دیں اور اس کے ساتھ اپنے اوقات کو مشغول رکھیں ؎

(ترجمہ مصرعہ عربی):

"لوگوں کے بہت سے طور طریقے ہیں، اُن چیزوں میں جن کا وہ شوق رکھتے ہیں"[1]

اس فقیر نے جس چیز کو (از راہِ باطنی) دریافت کیا ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں اخلاص وغیرہ معتبر شرائط کے ساتھ علومِ

---

[1] و للناسِ فیما یعشقون مذاهب

دین دونوں ایک ہیں، نور عرش کے اندر جاتے ہیں، اس کے اندر گم ہو جاتے ہیں، اپنی خودی کا رنگ پاتے ہیں، خود سے گم ہو جاتے ہیں اور ہر اس بات میں جو اس معنیٰ کو ادا کرتی ہے ___

(ترجمہ شعر عربی[1]) ہماری عبارتیں مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہے، اور ہر عبارت اُسی جمالِ حقیقی کی طرف اشارہ کرنے والی ہے۔ یاروں نے پردے کو نہیں پہچانا اور بے پردہ مقصد تک راستہ نہیں پایا۔ اس لیے اُنھوں نے علم ظاہری اور علم باطنی کو جُدا جُدا کر دیا ہے اور ان دونوں کی تفصیل میں گفتگو کی ہے۔

والسلام

---

[1] عباراتنا شتّیٰ و حُسنکَ واحدٌ وکلٌّ إلیٰ ذاکَ الجمالِ یُشیر

مکتوب

﴿۱۳۸﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

حقائق و معارف آگاہ، سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام سلّمہ اللہ تعالیٰ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبّت التزام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کے فضل و کرم سے آپ کے اور اپنے لیے دوامِ عافیت کی درخواست ہے۔

ان ایّام میں اس امر کا قصد ہوا کہ بعض وہ معارف جو تدلّیِ کُل اور اس کے اندر فنا سے متعلق ہیں، اور تدلّیِ کُل کے بعض یا کلِ کلیّہ خصوصاً وہ اسرار جو اس بارے میں اعتکاف کے زمانے میں ظاہر ہوتے، اُن سب کو بیان کروں۔ چنانچہ دو تین ورق تحریر ہو گئے۔ اگر عنایتِ الٰہی شاملِ حال رہی تو یہ مضمون تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

اگر ہم تکلّف کو کام میں نہ لائیں تو (کہہ سکتے ہیں کہ) ولی وہ شخص ہے کہ تولّی و تولیتِ الٰہی اُس کے شاملِ حال ہو۔ اس بات سے یہ جانا گیا کہ ولایت کی حقیقت اُس شخص (ولی) کے لیے تمام احوال میں حقیقتِ تدلّیِ اعظم کا کارساز ہونا ہے۔ دوسری (قابلِ غور بات یہ ہے کہ) وہ احوال جو مکاشفات اور تصرفات میں سے ولی پر گذرتے ہیں وہ سب کے سب حقیقتِ ولایت کے لوازم ہیں۔ حقیقتِ ولایت میں داخل نہیں ہیں۔
اس وقت ہم اسی ایک نکتہ پر اکتفار کرتے ہیں۔

مکتوب

﴿۱۳۹﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتیؒ

کے نام

(ایک معرفت کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ ــــ

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبّت مَشام کے بعد مطالعہ کریں ــــ

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اُس کے فضل و کرم سے اس بات کا خواہاں ہوں کہ وہ مدام ہماری اور آپ کی عافیت کو برقرار رکھے ــــ

رقیمۂ کریمہ پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ واضح ہوئی ۔ (اس وقت لکھنے کے قابل) وہ بات کہ جس سے زیادہ لذیذ کوئی اور بات نہیں ہے یہ ہے کہ عارف کی انانیت پروانے کی طرح نورِ اعظم کی سطح پر گم ہو جاتی ہے ۔ جب ہم نے اچھی طرح غور و فکر کیا، (تو معلوم ہوا کہ) بقائے نسَمہ میں سے پہلا بقیہ کہ وہ نقطۂ شعشانیہ کی سواری ہے اور جس کو ہم حجرِ بہتّ سے تعبیر کر سکتے ہیں، اپنی جگہ پر رہتا ہے ــــ امواجِ نور کے تلاطم کے بعد اور افواجِ رحمت کے ہجوم کے بعد یہ بقیۂ نسَمہ بھی گم ہو جاتا ہے اور ہیولیٰ ، جَو (فضا) کی طرح اس حجرِ بہتّ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے ۔

اس حالت میں ایک جوہر عرش اور تکوین کے جوہر کی مانند بن جاتا ہے ، اور وہ سطحِ نورِ اعظم کے اندر گم ہو جاتا ہے ، اور ایسی محویت ہوتی ہے کہ اس کے بعد صحو یعنی عدمِ محویت نہیں ہوتی اور ایسا عدم ہوتا ہے کہ جس کے بعد کوئی وجود نہیں پایا جاتا۔

(ترجمہ اشعار): " تمام عالم میں اس سے بہتر کون سا کام ہے کہ دوست ، دوست کے پاس پہونچ جائے۔" (جو باتیں پہلے کہی گئیں) وہ سب اقوال تھیں اور یہ باتیں تمام تر احوال ہیں۔ پہلی باتیں گفتار رہی گفتار تھیں ، موجودہ باتیں سب کردار سے تعلق رکھتی ہیں۔"

آپ نے جو فرضوں کی زیادتی کا ذکر کیا تھا ، اُس کو بھی ہم نے پڑھا اور یہ آیتہ : انّ وَلییَ اللّٰه الذي نزّلَ الکتاب صلے و هو یتولّی الصّٰلحین ○

[الأعراف ١٩٦]

(ترجمہ) "تحقیق میرا دوست ہے اللہ جس نے اتاری ہے کتاب اور وہی دوستی کرتا ہے صالحین سے۔"

اُس وقت ہم نے تلاوت کی ـــ ع کہ خواجہ خود روشِ بندہ پروری داند

(ترجمہ مصرعہ) " آقا خود بندہ پروری کا طریقہ جانتا ہے"ـــ

والسّلام

مکتوب

﴿۱۴۰﴾

شاہ نور اللہ بڈھانویؒ

کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر شاہ نور اللہ نوّرہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبّت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس سے درخواست ہے کہ وہ اس عافیت کو آپ کے اور ہمارے لیے دائم رکھے۔

آپ کی طبیعت کا اپنی قوّت اصلیہ کی طرف نہ پہونچنا (طبیعت کا ناساز رہنا) دل کو بہت پریشان کرتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی توجّہ عمل میں لائی جائیگی۔ لیکن اتنا اپنے اوُپر لازم کرلیں کہ بعد نمازِ عشاء یا سلام کو ایک سو اکیتیس ۱۳۱ بار پڑھ لیا کریں۔ اس کے بعد بسم اللّٰہِ الذّي لا یَضُرّ مَعَ إسْمِہٖ شيءٌ في الأرضِ وَ لا في السَّمآءِ وَ ھُوَ السّمیعُ العلیم [1] پڑھیں۔

(ترجمہ) "شروع کرتا ہوں اُس ذات کے نام سے کہ جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی چیز بھی ضرر نہیں پہنچاتی ہے۔ اور وہ سمیع اور علیم ہے۔"

والسلام

---

[1] یہ دعا کتاب جامع ترمذی اور ابوداؤد میں ہے۔

مکتوب

﴿۱۴۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

(ایک فائدہ طریقت کے بیان میں)

حقائق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلام محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ سے اپنی اور آپ کی دوامِ عافیت مطلوب ہے۔

مجھے اشارۂ غیبی اِس طرح ہوا ہے کہ سالک کے لیے سب سے زیادہ نافع بات یہ ہے کہ وہ عشاء کے بعد قبلہ کی طرف متوجہ ہو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو ملاتے، اور ان دونوں ہاتھوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں تصوّر کرے اور اِن کلمات کو اپنی زبان پر جاری کرے:

بايعتُ رسولَ الله صلّى الله عليهِ وسلّم بواسطةِ خلفائهِ على خمس شهادة أنْ لاَ إله الاّ الله و أنّ محمداً عبد الله و رسُوله و أقامِ الصلاة و إيتاءِ الزكاة و صومِ رمضان و حجّ البيتِ إن استطعتُ إليهِ سبيلا۔

"میں نے بیعت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے خلفاء کی وساطت سے۔ ان پانچ باتوں پر کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود

نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور
اُس کے رسول ہیں اور اس پر کہ میں نماز قائم کروں گا، زکوٰۃ دوں
گا، رمضان کے روزے رکھوں گا اور اگر مجھے استطاعت ہوئی تو
حج بیت اللہ کروں گا۔)

بايعتُ رسولَ اللّه صلى اللّه عليهِ وسلّم بوساطةِ خلفائهِ على
أنْ لَا أُشْرك باللّهِ شَيئاً و لا أسرِقْ و لا أزْنِي ولا أقتُل و لَا آتي
بِبُهتان افْتَريه بينَ يديّ و رِجليّ وَ لا أعْصي مَعروفاً۔

"میں نے بیعت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے
خلفاء کی وساطت سے اِس پر کہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک
نہیں کروں گا۔ میں چوری نہیں کروں گا، زنا نہیں کروں گا، کسی کو قتل
نہیں کروں گا، کسی پر بہتان یا تہمت نہیں لگاؤں گا، اور معروف میں
نافرمانی نہیں کروں گا)

اِس بیعت کو بار بار کرے، اور مضمونِ بیعت کو دل و جان سے قبول کرے۔
اِس کے بعد سو بار درود شریف پڑھے۔ جو شخص کہ ہر رات اِس عمل کو کرے گا وہ اس
عمل میں مرشدِ کامل کی صحبت کا اثر پائے گا۔

والسّلام

مکتوب

﴿۱۴۲﴾

سیّد نجابت علی ساکن بارہہ

کے نام

سیادت و نقابت مآب سید نجابت علی سلمہ اللہ تعالیٰ، فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبّت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ میں آپ کی عافیت مطلوب ہے۔

آپ کا خط پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ واضح ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں التجا کرنا (یقینی طور پر) مفید اور نافع ہے، اور یہ تصور بھی فائدہ مند ہے کہ اپنے آپ کو ایسے شخص کے مانند خیال کرے جو دریا میں غرق ہوگیا ہے، اور ایک رسّی اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوتے ہے۔ جس رسّی سے اُس کا تمام ظاہر و باطن وابستہ اور جُڑا ہوا ہے، اور وہ اُس رسی کے سوا کوئی بچاؤ اور پناہ کی چیز اپنے پاس نہیں رکھتا ہے۔

اوراد و وظائف کے پڑھنے میں بھی یہی خیال دل میں رکھنا چاہیئے۔ اس صفت کے ساتھ دعا کرنا جس مطلب و مقصد کے لیے بھی ہو، خواہ وہ دینوی ہو یا اُخروی — دل کے راستے کو ملکوت کی جانب کھولتا ہے اور اُس مطلب و مقصد کو قریب کردیتا ہے۔

مکتوب

﴿۱۴۳﴾

ایک فاضل عصر کے نام

(ایک حدیث کی تحقیق میں)

اے فضائل و کمالات مآب! (بعد سلام مسنون) یہ حدیث جو آپ نے لکھی ہے، کتاب جامع الاصول[1] میں موجود ہے، اور فقیر کے دل میں بھی محفوظ ہے۔ اس حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ حافظ علی الصلوۃ الخمس[2] (پانچ وقت کی نمازوں پر محافظت کر) کے اندر محافظت کہ جس کے مفہوم میں حافظ علی العصرین۔ (صبح و شام کی نمازوں پر محافظت کر) بھی شامل ہے، اُن ارکان کی ادائیگی کا غیر ہے جس پر اصلِ صحت کا دار و مدار ہے، بلکہ صحتِ محافظت سے مراد وقتِ مستحب میں نماز پڑھنا ہے، اور (نماز کے بعد) اُن اوراد و اذکار کا پڑھنا ہے کہ شرع میں جن کی طرف اشارہ آیا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نمازوں کی محافظت پر جو کہ اصل صحت سے زائد ہے ترغیب فرمائی۔

جب اس شخص نے اپنے کثرتِ مشاغل کا عذر پیش کیا تو آپ نے دو وقتوں کی نماز پر اقتصار فرمادیا۔ ان دو وقتوں کی تخصیص کا نکتہ وہی ہے جو صراحت کے ساتھ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ان دو وقتوں میں لیل و نہار کے ملائکہ جمع

---

[1] مؤلفہ ابنِ اثیرؒ۔ [2] ابوداؤد میں یہ حدیث موجود ہے۔

ہوتے ہیں اور ان دو وقتوں میں سے ہر ایک وقت دفترِ لیل ونہار میں رکھا جاتا ہے، اور نمازی ان وقتوں میں چندگنا ثواب پاتا ہے۔ یہ (دونوں نمازیں) دارِ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا موجب بن جاتی ہے۔

ایسی صورت میں یہ حدیث اس امر کی جو کہ قطعًا اور نصًّا ثابت ہے یعنی فرضیّت نمازِ پنجگانہ کی مخالفت نہیں کرتی۔

اگرچہ اخبار سے ظاہری ملاقات مطلوب ہے لیکن اس ملاقاتِ ظاہری کے ضمن میں اصلی راز مودّت ومحبّت ہے، اور یہ محبّت ومودّت جب حاصل ہو تو قریب ہے کہ ظاہری ملاقات بیکار ہو جائے ؎

مصاحبت چہ ضرور است آشنائی را
ہنوز بادِ یمن محوِ نکہتِ عربیست

(دوستی کے لیے ہم نشینی کی کیا ضرورت ہے۔ (دیکھو) ابھی تک یمن کی ہوا عرب کی خوشبو میں محو ہے)۔

مکتوب

﴿۱۴۴﴾

مولوی عنایت احمدؒ کے نام

جو مخدوم محمد معین ٹھٹوی کے اصحاب میں سے تھے۔

(مخدوم مذکور کی تعزیت میں)

فضائل و کمالات دست گاہ مولوی عنایت احمد ـــ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی حفاظت میں رکھے ـــ

فقیر ولی اللہ عفیٰ عنہٗ کی جانب سے بعد از سلامِ مسنون الاسلام (مطالعہ کریں) ـــ

الحمد لله على العافية ـــ

مخدومِ معظم (مخدوم محمد معین ٹھٹویؒ) کا اس جہانِ فانی سے انتقال کر جانا افرادِ انسان میں خصوصیتِ نوع کے اعتبار سے بیشک ایک عام مصیبت ہے، کیوں کہ قوت سے فعل کی طرف افراد کے درمیان سے ایک فردِ کامل برآمد ہوتا ہے، اور یہ فرد جو کہ بالفعل انسان ہے، دوسرے افراد کے کمالِ انسانیت تک پہونچنے کا واسطہ و ذریعہ بنتا ہے۔ یہ حادثۂ ارتحال ایسا حادثہ ہے کہ فرطِ غم سے) اپنے گریبان چاک اور لباس کبودی (نیلا ماتمی) کر لیں اور آہ و بکا کو انتہائی

درجے پر پہونچا دیں۔ آخرِکار تقدیر واجب التحقیق اور عادۃُ اللہ کے جاری ہونے پر نظر کرنا جوکہ اہلِ کمال حتیٰ کہ انبیاء و مرسلین کے انتقال و وفات سے بھی متعلق ہے، اس آتشِ غم پر پانی چھڑک دیتا ہے۔

بقسم کہتا ہوں کہ یہ بات ضروری ہے کہ آدمی خود اپنے پر روئے، اور اُس اہلِ کمال پر نہ روئے جوکہ اس جہانِ خراب سے عالمِ اعلیٰ کی طرف کوچ کر گیا ہو۔

پھر بقسم کہتا ہوں کہ یہ بات ضروری ہے کہ آدمی کارِ مردانہ کرے اور عورتوں والا رونا نہ روئے، اور یہ بھی بقسم کہتا ہوں کہ انسان کے لیے ضروری ہے کہ حالات کے اُلٹ پلٹ کرنے والی ذات کے شہود میں ہائم و حیران ہو۔ اور اپنے احوال، اعمال اور اقوال کو فراموش کردے۔

یہ مضمون ایک حدیث کے کلمات کے بُطون میں سے ایک بطن سمجھنا چاہیئے جس میں فرمایا گیا ہے: "بیشک اللہ کی ذات کے اندر ہر مصیبت سے ایک تسلّی ہے اور ہر فوت شدہ چیز کا ایک بدل ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور اُسی سے اُمید رکھو"۔

والسّلام

مکتوب

﴿۱۴۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(تمام معارف پر معارفِ تدلّیِ کل کی ترجیح میں)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالےٰ ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں ۔ اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ میں اپنی اور آپ کی عافیتِ دوام مطلوب ہے ۔

وہ معارف جو تدلیِ کُل کے ساتھ مخصوص ہیں، حقائقِ خارجیۃ کی مثل ہیں اور ذوقُ الازل کے معارف اور معارفِ ذوق الازل کے مرتبوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے ۔ مقامِ فنا و بقاء کے بعد جو کہ عارفین کا مستقر ہے "تدلیِ کل کے پاس آرام حاصل کرنا" اور حافّینَ حولَ العرش (وہ فرشتے جو عرش کے آس پاس کو گھیرے ہوتے ہیں) کے زمرے میں داخل ہونا ہے ۔ اِسی وجہ سے افضل العارفین حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم (علیہ افضلُ الصّلوٰۃ والتسلیمات) کی اس دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف رُخصت ہوتے وقت یہ دُعا

تھی کہ اللّٰهم الرفيق الأعلىٰ ۔

جس طرح کہ اوائلِ شباب میں شعر و شاعری اور محاسناتِ ادب میں مشغول رہنا لذیذ معلوم ہوتا ہے، اور جب عمر ادھیڑ ہو جاتی ہے تو اُن اُمور میں اشتغال لذیذ معلوم ہوتا ہے جو خارج میں موجود ہوتے ہیں، اُسی طرح ادھیڑ عمر میں احادیثِ تدلیِ کلُّ کی معرفت میں مشغول رہنا بھی زیادہ لذیذ معلوم ہوتا ہے

(ترجمہ شعر عربی):

"یہ مضمون احاطۂ بیان سے باہر ہے۔ اس لیے میں اس کو بیان ہی نہیں کرتا۔ یہ ایک ایسا راز ہے کہ زبانِ نطق اس کو بیان کرنے سے گونگی ہے"۔

مکتوب

مولوی احمد عطائی پوریؒ

کے نام

(ترجمہ عربی سے)

اللہ تعالیٰ ہمارے فاضل بھائی مولوی احمد عطائی پوری کا بھلا کرے اور اپنے پاس والوں (یعنی فرشتوں) کے درمیان اُن کا ذکر کرے۔

امّا بعد۔ میں آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور اس سے اپنے لیے اور آپ کے لیے دین و دنیا اور آخرت میں عافیت کی دعا کرتا ہوں۔

آپ کا مکتوبِ گرامی پہونچا جو اشتیاقِ ملاقات کے بیان پر مشتمل تھا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے امیدوار ہیں کہ وہ ہم کو اُن لوگوں میں سے کردے جو اُس کی ذات سے محبّت کرنے والے ہیں اور اُس کے وصال کے مشتاق ہیں۔

آپ نے اپنے مکتوب میں اِس امر کا بھی اشارہ کیا ہے کہ آپ کو محض اللہ کے لیے فریدِ عصر، حجّۃ اللہ فی الدّھر، شیخ محمد عاشق پھلتی ——— اللہ تعالیٰ ہمارا اور اُن کا ہوجائے ۔ سے دوستی، محبت اور بھائی چارگی ہے۔

میں اِس بات سے بہت خوش ہوا، اور زبانِ حال نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی تلاوت کیا: الطیّبات للطیّبینَ و الطیّبُون للطیّبات[النّور ۲٦]

"طیّبات، طیّب لوگوں کے لیے ہیں، اور طیّب لوگ طیّبات کے لیے ہیں۔

اور نظر کی گہرائی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو روایت کیا:

ترجمہ: " ایمان کی علامات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ کوئی شخص اللہ کے کسی بندے سے محض اللہ ہی کے لیے محبت کرے"۔

کسی عارف نے فارسی زبان میں فرمایا ہے ۔

تا دل بکہ باید داد تا دل زکہ باید برد
دل دادن ودل بُردن ایں ہر دو خدادادا ست

ترجمہ (کس کو دل دینا چاہیئے اور کس سے دل لینا چاہیئے، یعنی کس سے تعلّق رکھنا چاہیئے اور کس سے تعلق نہ رکھنا چاہیئے۔ یہ دل دینا اور دل لینا دونوں خداداد اُمور ہیں")

اللہ تعالیٰ آپ سب سے راضی ہو جائے اور ہمیں اور آپ کو 'مقامِ صدق' میں 'ملیکِ مقتدر' کے پاس جمع کرے۔

والسّلام والاکرام

مکتوب

﴿۱۴۷﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی رح کے نام

شاہ صاحب کے صاحبزادے سعد الدین کی وفات پر تعزیتی خط کے جواب میں"

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت التیام کے بعد مطالعہ کریں۔

اللہ عزّ و جلّ کی حمد ہے اُس کی نعمتوں پر اور اُس کی درگاہ میں اپنی اور آپ کی دوامِ عافیت مطلوب ہے۔

حوادثِ عالم کو وجوب کے دھاگے سے باندھا گیا ہے۔ ہر حادث واجب بالغیر ہے۔ اُس عنایتِ ازلیہ کی سبقت کی بناء پر جو زبانِ شرع کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے بلکہ صبر بھی کوئی وجہ نہیں رکھتا ہے۔ بس اب رضا (بالقضاء) کا معاملہ رہ جاتا ہے۔ بلکہ میں (ترقی کر کے) کہتا ہوں کہ رضا بالقضاء بھی دو مساوی الطرفین احتمالوں کے ساتھ وابستہ ہوجاتی ہے۔ (مثلاً) اگر کوئی شخص کہے کہ میں آگ کے گرم و خشک ہونے پر اور پانی کے سرد و مرطوب ہونے پر راضی ہوں تو عقل ان کلمات کے استعمال پر ہنسے گی۔

(ترجمہ شعر عربی): "اور اللہ اس سے بھی (تعریف و توصیف سے بھی)

وراء الوراء ہے ۔ پس میں اور زیادہ بات نہیں کہتا ہوں، اس لیے کہ ذات پاک ایک ایسا راز ہے کہ زبانِ نطق اُس کے بیان کرنے سے گونگی ہے"۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہمارے تمام چھوٹے بڑے بچے بیمار ہو گئے تھے ۔ الحمدللہ سب نے شفا پائی، سوائے سعدالدین کے جس کی حیات کو ختم کرنے کا عنایت اولیٰ (عنایتِ ازلی) تقاضا کر رہی تھی ۔

اللہ تعالیٰ تمام خوفناک مراحل سے اور تمام مہلک مواقع سے خلاصی و رہائی بخشے ۔

والسّلام

مکتوب

﴿۱۴۸﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رح کے نام

تحقیق حدیث: خلق اللہ آدم علیٰ صورتہ کی تحسین و تعریف میں

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالےٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام محبّت التیام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ میں درخواست ہے کہ وہ ہمارے اور آپ کے لیے عافیت کو دائم رکھے۔

آپ کے مکاتیب یکے بعد دیگرے پہونچے اور آپ کی صحت و عافیت کا حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا۔

حدیث خلق اللّٰہ اٰدم علیٰ صورتہ کی تحقیق کرتے ہوئے آپ نے لکھا تھا کہ جیسا کہ تدلیِّ کُل تمام نفوس کو اپنی طرف بہت زیادہ کھینچنے والی ہے، اسی طرح انسانِ کامل بھی نفوسِ عامّہ کو اپنی طرف بہت زیادہ کھینچنے والا ہے؛ جس طرح کہ تدلیِّ کُل کے فیوض و برکات اُن نفوس پر فائض و دائر ہیں جو نفوس اُس تدلیِّ کُل کے گرد مجتمع ہیں، اُسی طرح انسانِ کامل کے فیوض و برکات بھی اُن افراد پر فائض ہیں جو انسانِ کامل کے اِردگرد جمع ہیں اور

جس طرح سے کہ تدلیِ کُل جبروت کے ساتھ ملکوت کے ارتباط کا واسطہ ہے،
ایسے ہی انسانِ کامل بھی عالمِ ملکوت کے ساتھ عالمِ شہادت کے ارتباط کا
واسطہ ہے۔ یا جس طرح بھی آپ نے لکھا ہے (بہر حال مفہوم یہی ہے)

اللہ کی حمد ہے اِس معرفتِ جلیلۂ صحیحہ پر جو امرِ واقع کے مطابق ہے ____

اگرچہ اس کے ایک اور معنیٰ بھی ہو سکتے ہیں جو مطابقِ واقعہ ہیں۔ وہ یہ کہ نوعِ انسانی
تمام انواع میں اکمل و اعلیٰ ہے، اور انسان کا چہرہ اُس کے تمام اعضاء میں
اکمل و اعلیٰ ہے، اور عوالم کے محاذات کے اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ جو اکملِ انواع
ہے وہ خیرِ مطلق کی صورت کے مانند ہے۔ اس لیے کہ حدیث کے بھی ظاہری
معنی کے علاوہ بہت سے باطنی معنیٰ ہوتے ہیں، جیسا کہ قرآن کے اندر علاوہ
ظاہری معنیٰ کے باطنی معنیٰ بھی ہیں ____

آپ نے لکھا تھا کیا اچھا ہو اگر اعتکافِ رمضان پُھلت میں کریں۔ فقیر
کو یہ بات کہ اعتکافِ رمضان پُھلت میں ہو بہت ہی مرغوب اور پسند ہے،
لیکن شہر (دہلی) کے حالات کی گڑبڑ کہ ہر روز ایک نیا فتنہ گُل کھلاتا ہے اور
ایک نئے قسم کا ڈر اور خوف لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاتا ہے۔ ایسی حالت
میں گھر اور اہل و عیال کو یہاں چھوڑ کر کہیں چلا جانا ظاہری مصلحتوں کے خلاف
معلوم ہوتا ہے۔ عربی کا وہی مشہور مصرعہ مناسبِ حال پاتا ہوں جس کے الفاظ
یہ ہیں: تَجرِي الرِيَاحُ بما لاتَشتَهِي السُفُنُ

(ترجمہ مصرعہ):

(کبھی کبھی ہوائیں کشتیوں کی خواہش کے برخلاف چلتی ہیں)

والسّلام

مکتوب

﴿۱۴۹﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام
شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔

عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔

آپ کو چلہ کا اعتکاف مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ پے در پے اور مسلسل فیوض نصیب فرمائے۔ تشویشِ سابق کے بارے میں پورے طریقے پر کہا جا چکا ہے اس کو پیشِ نظر رکھیں۔ اگر تدبیر تقدیر کے موافق ہو جائے تو پختہ ارادہ یہ ہے کہ اعتکاف سے فارغ ہونے کے بعد ہیاکل کی شرح جن کو چہل اسما بھی کہا جاتا ہے، لکھی جائے۔ اور امر اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

والسلام

مکتوب

﴿۱۵۰﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتی رح

کے نام

حقائق و معارف آگاہ، سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام بعد از سلام مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس سے درخواست ہے کہ وہ ہمارے اور آپ کے لیے دوامِ عافیت عطا فرمائے۔

ان ایّام میں جو کچھ ظاہر و نمودار ہو رہا ہے یہ سب اُمور طلسم الٰہی (کرشمہ سازیِ قدرتِ الٰہی) کے احکام و آثار معلوم ہوتے ہیں (یوں سمجھنا چاہیے) گویا اِس فقیر کو محض اِس طلسم کی معرفت یا اس کی تعریف (پہچاننے اور پہچان کراتے) کے لیے پیدا کیا گیا ہے — بزرگوں نے فرمایا ہے کہ وصولِ مادّی محض عقل میں آنے والی بات نہیں ہے، اِس لیے کہ وصول نام ہے قوّت سے فعل کی طرف خروج کا، اور خروج حرکت ہے، اور حرکت کسی قسم کی بھی ہو، مادّی نہیں ہو سکتی، مگر مادّی (شئے) کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ پس واجب ہوا کہ ایک مادّہ ہو جو کہ مادّوں میں بہترین ہو اور جو مجرّدِ محض کا تخت بن سکے اور یہ حرکت پہلے اُسی مادّے کے ساتھ ہوگی جو کہ بہترین مادّہ ہے۔

اس مکتوب میں آپ نے حَرقیٰ (جلے ہوئے اشخاص) اور غرقیٰ (ڈوبے ہوئے اشخاص) کے بارے میں پوچھا تھا۔ اِس کے بعد اس سوال کا جواب لکھا جائیگا۔

مکتوب

﴿۱۵۱﴾

شاہ محمّد عاشق پھلتیؒ کے نام

(اُن کے ایک رسالے سبیل الرشاد کی تحسین و تعریف میں
اور دو بہ ظاہر متضاد حدیثوں کی باہمی تطبیق میں)۔

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت انتظام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور ہم اُس سے اپنے اور آپ کے لیے دوامِ عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

رسالۂ سبیل الرشاد جس کو آپ نے طریقِ اجتبار و انابت کے بیان میں بطور مسوّدہ تحریر کیا ہے، اُس کا مطالعہ کیا گیا۔ یہ بہت ہی مفصّل، صحیح اور فائدہ مند رسالہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی تالیف پر جزاے خیر عطا فرمائے اور اس رسالے سے مسلمانوں کو نفع عطا کرے۔

احجارِ بہتہ جب لباسِ مثال کو پہن کر تدلّیِ اعظم کے مقابلے میں آکھڑے ہوں اور وہ تدلّیِ اعظم کے اندر اضمحلال و فنا کا قصد کریں تو دیکھنا چاہیئے کہ کون سی استعداد (تدلّیِ اعظم سے) قریب کرنے والی ہے، اور کون سی صفت اضمحلالِ کلّی کی استعداد پیدا کرنے والی ہے؟ اس مقام پر اہلِ طُرق کے وہ تمام اختلافات

ختم ہو جاتے ہیں جو فنا اور اضمحلال کے قوانین کی تعیین میں اُنھوں نے کیے ہیں۔ اس مقام پر حق شک و شبہ سے ممتاز ہو جاتا ہے۔

المختصر، تدلیِ اعظم سے قریب کرنیوالے اسباب میں سے ایک سبب یادداشت میں غیبت پیدا ہونا ہے اور ایک قریب کرنے والا امر تدلیِ کُل اور ملاءِ اعلیٰ کا اس کو (سالک کو) قبول کرنا ہے اور اُس کا استحسان (اچھا جاننا) اور اس سے راضی ہونا ہے اور ایک مُقرِّب (قریب کرنے والا) بعض فیوضِ الٰہی کا تمام عالم میں اُس کی (سالک کی) شہرت و اشاعت کے لیے آلہ بننا ہے۔ ایک مُقرِّب (قریب کرنے والا) اللہ تعالیٰ سے رات دن التجاء کرنا، اپنے حَول و قوۃ کو گُم کرنا اور حضرتِ حق کے حَول و قوّۃ کا اقرار و اثبات کرنا ہے۔ اسی طرح پر اور مُقرِّبات کو قیاس کرنا چاہیئے۔

مدّعیانِ تصوّف میں سے ایک جماعت وَجد و سماع اور اہلِ شوق کے جوش و خروش کو طریقۂ عبادت پر ترجیح دیتی ہے۔ اِس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص سرسوں کے ایک دانے کو پودے کی بالیدگی یا رنگ کی لطافت کی وجہ سے دوسرے دانے پر ترجیح دے۔ حالانکہ معتبر حال دانہ سرسوں کا اچھی طرح توڑ دینا اور پیلنا ہے۔ جب روغن گر اُس کو امتحان کی کُٹھالی میں ڈالتا ہے اور تیل کھینچتا ہے، اور یہ تیل آگ کی سواری بن جاتا ہے تو اُس وقت حقیقت واضح ہوتی ہے۔ جو چیز بھی اِس دولت کے قابل بنا دے، دوسری چیز کے مقابلے میں بہتر ہے۔ اس جگہ نہ پودے کی بالیدگی کوئی اثر رکھتی ہے اور نہ رنگ کی صفائی کوئی اثر رکھتی ہے۔

آگ میں جلنا اور پانی میں ڈوبنا اُن میں سے ہر ایک فی نفسہٖ ایک عظیم بلا ہے۔ اس لیے کہ یہ دونوں انسانیت کی بنیاد کو دفعتہً گرا دیتی ہیں۔ اِسی وجہ

سے اس حدیث اللّٰهم إنّي أعُوذبكَ منَ الغَرقِ و الحَرق الخ میں غرق و حرق سے پناہ مانگی گئی ہے۔ لیکن دوسری دو صفتیں اس جگہ جمع ہوگئیں۔ ایک یہ کہ نَسَمَہ (روحِ ہوائی) بغیر اجزاء کے تحلّل کے، جو طویل بیماریوں میں ہوتا ہے، باہر نکل آئی، درآں حالیکہ اُس شخص کے قویٰ ابھی تک کارِل ہیں۔ دوسری صفت یہ کہ مومن دراصل عنداللہ مرحوم تھا۔ جب اسبابِ ہلاکتِ شدید کے محیط ہونے کی وجہ سے اُس کے بدن میں رحمت نے راہ نہ پائی تو یقینی طور پر وہ رحمت اس کے نفس و جان کے اندر سرایت کر گئی (اور وہ مومن مرحوم حدیث الغَرِیقُ شَہِیدٌ کا مصداق بن گیا)

والسلام

مکتوب

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالےٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور آپ کو ہمیشہ عافیت سے رکھے۔

رقیمۂ کریمہ پہونچا اور حقیقتِ مندرجہ واضح ہوئی۔ وہ مکتوب جس میں تجلّیات کا ذکر کیا گیا ہے، آپ کو اختیار ہے کہ اُس کو جس کتاب میں چاہیں درج کردیں، لیکن اگر اُس کو کتاب قولِ جلی میں درج کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ وہ مکتوب (مکتوبِ تجلّیات) اِن شاء اللہ تعالیٰ عنقریب آپ کے پاس پہونچے گا۔

فقیر کا قصد یہ ہے کہ جو معرفت اِس قسم کے کلام کی مقتضی ہو، اُس معرفت کا بیان تفصیلی طور پر کردیا جائے۔ یہ بات نہ ہو کہ کلام کو معارفِ وجود کے محامل پر بطریقِ اشارہ محمول کردیا جائے۔ شیخ محمد حامد کے بارے میں دعائے مغفرت کی گئی۔ اِنّا للہ و اِنّا اِلیہ راجعون اُن کا کارِ خیر میں بہت کچھ حصّہ ہے۔ اُمیّد ہے کہ اُن کو اس کا ثواب پہونچتا رہے گا جب تک کہ اُن کے کارِ خیر کے آثار باقی رہیں گے اور اُس سے لوگ فائدہ حاصل کرتے رہیں گے۔

والسّلام

مکتوب

﴿۱۵۳﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی ؒ کے نام

تجلیاتِ سہ گانہ اور اُن علوم و معارف کے بیان میں

جو ان تجلیات کے قریب ہیں

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اور اُس سے آپ کی اور اپنی دوامِ عافیت کے لیے دعا ہے۔ آپ کا مکتوب بہجت اُسلوب پہونچا۔ وہ مکتوب ان علوم و معارف کے اشتیاق کو ظاہر کر رہا تھا، جو اس فقیر پر ایامِ اعتکاف میں ظاہر ہوئے۔ لہذا چند کلمات لکھے جاتے ہیں:

اگرچہ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ علوم و معارف کے ظاہر اور وارد ہونے کے وقت دل اُن علوم و معارف کو قلمبند کرنے کی طرف مشغول و مائل نہیں ہوتا ہے، اور اُس وقت کے بعد وہ مضامین لوحِ دل سے مٹ جاتے ہیں۔ اسی بناء پر بہت سے معارف قلمبند ہونے اور ضبطِ تحریر میں آنے سے رہ جاتے ہیں۔ پھر بھی ما لا یُدرک کلّہ لا یُترک کلّہ[1] کو ملحوظ رکھ کر کچھ لکھتا ہوں)۔

---

[1] ترجمہ "جس کا کل حاصل نہ ہو سکے تو کُل کو چھوڑا بھی نہ جائے۔"

جاننا چاہیے کہ تجلیِ الہیٰ غالباً لطیفۂ سِرّ پر وارد ہوتی ہے۔ رُوح کے امتزاج (ملاوٹ) کے ساتھ اور سِرّ اور روح کی استعداد کو تجلی کے اندر بہت زبردست دخل حاصل ہے۔ اِس لیے کہ تجلّی، متجلیٰ لہٗ (جس کے لیے تجلی ہو) کی قدر و منزلت کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ لیکن بعض اوقات اُس تجلّی کا حلول لطیفۂ سِرّ میں چھپا ہوا ہوتا ہے۔ بالکل اِس طرح جس طرح کہ آئینہ دیکھنے والا آئینے کو تو بھول جاتا ہے اور وہ محض اُس صورت میں مشغول ہو جاتا ہے جو اُس کو آئینہ میں نظر آ رہی ہے۔ بسا اوقات جس کے لیے تجلّی ہو رہی ہے وہ گمان کرتا ہے کہ یہ تجلّی قبول کرنے والی استعداد کے ساتھ متعیّن نہیں ہے، اور فیض پہونچانے والے کے علاوہ اس جگہ کوئی سبب متحقّق نہیں ہوا ہے۔ اِس کو عرفِ صُوفیہ میں اِس طرح تعبیر کرتے ہیں کہ تجلّی کرنے والے نے تدلّی کی یعنی اُس ذات کی طرف نزول کیا جس کے لیے تجلّی کی گئی ہے۔

کبھی کبھی لطیفۂ سِرّ اور لطیفۂ روح کی استعداد روشن اور نمایاں ہوتی ہے اور اُس تجلّی کی طرف شوق و ذوق اور لطیفہ سِرّ کے احکام کے ساتھ اس کا (متجلّیٰ لہٗ) کا متعیّن اور وابستہ ہونا خوب ظاہر ہوتا ہے۔ اُس وقت کہتے ہیں کہ متجلّیٰ لہٗ نے ترقی کی۔ پھر یہ تجلّی کبھی صورت کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی بے کیف ہوتی ہے۔ نفوسِ زکیّہ (پاکیزہ نفوس) کے اندر بالخصوص حالتِ بیداری میں اکثر و بیشتر یہ تجلّی بے کیف ہوتی ہے۔ بعض اوقات یہ تجلّی اپنے مرکزو منبع سے تدلّی (نزول) کے طریقے پر ظاہر ہوتی ہے، اور جس پر تجلّی ہو رہی ہے اس کی استعداد شعشانِ اُلوہیّت (تجلّیاتِ اُلوہیّت) کے غلبہ کی وجہ سے چھپ جاتی ہے اور اُس شخص کے تمام قویٰ میں اُس کی (شعشانِ اُلوہیّت کی) ایک کرن پڑتی ہے۔ سب نورِ تجلّی سے منوّر اور روشن ہو جاتا ہے اور حق،

باطل سے ممتاز ہو جاتا ہے، اور یہ سب الہامات اور مکاشفات کا حکم پیدا کرتے ہیں ___ جب یہ مقدمہ واضح ہو گیا تو اب ہم اُن تین تجلیات کو جو ان دنوں میں وارد ہوئیں، قدرے تفصیل کے ساتھ اور اُن علوم کے تعین کے ساتھ جن علوم کو قوائے متخیلہ و واہمہ نے قبول کیا، بیان کرتے ہیں ___ اللہ تعالیٰ کی بات سچی ہے اور وہی صحیح راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے ___

تجلیِ اوّل کا بیان

آخر رات میں ایک وارد آیا جس نے عقل، سِرّ اور روح کو جنبش و حرکت دی اور ایک طرح کی حیرت نے پکڑ لیا۔ اس واقعہ کے کمالِ ظہور کے بعد یہ بات معلوم ہوئی کہ اس کی حقیقت حجرِ بُہت کے لیے تدلیِ کُل کی کشش تھی اور حجرِ بُہت کا تدلیِ کُل کی طرف انجذاب و انفعال اور حجرِ بُہت کا اُس کی شعاع میں محو ہونا تھا ___ جب اس حالت سے کچھ افاقہ ہوا تو قوتِ متخیلہ و واہمہ میں سے ہر ایک قوت نے اپنا حصہ قبول کر لیا۔ منجملہ اور اُمور کے ایک امر یہ ہے کہ حقیقتِ الٰہیہ نے چاہا کہ اپنے نور کو دنیا میں بھیجے تاکہ اس سے عالم منور ہو جائے اور اُس نور کو قبول کرنے والا احدیتِ جمع کے علاوہ جو کہ خیال و وہم کے درمیان ہے اور کوئی نہ تھا ___

یہ نورِ اعظم (جس کا ذکر ہوا) عرشِ رحمٰن ہے اور اس مقام پر تین قوتیں جمع ہوئیں:

(۱) قوتِ مجردہ ___ جو تجلیِ اعظم سے حاصل ہوئی۔

(۲) قوتِ ملکیہ ___ جو طبیعتِ فلکیہ سے برآمد ہوئی۔

(۳) احدیتِ جمع درمیانِ خیال و وہم ___

ان تینوں قوتوں کے اجتماع کے سبب سے اُس نورِ اعظم کی طبیعت نے تقاضا کیا تھا کہ اپنی صورت کو اُس متجلّیٰ لہٗ کے لطیفہ سِر میں نقش کر دے تاکہ نفسِ ناطقہ

تجلیِ اعظم کے مشابہ ہو جائے اور قوۃ نسمیہ قوۃِ ملکیہ کے مشابہ ہو جائے اور قوتِ مدرکہ
احدیتِ جمع درمیانِ خیال و وہم کے مانند ہو جائے۔ یہی وہ مناسبت ہے کہ جو اس
تجلیِ اعظم کو متجلیٰ لہٗ کے شعور کے اندر نقش کرنے والی ہوئی ـــــ اور اسی طرف
اشارہ ہے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس قولِ مبارک میں کہ تحقیق اللہ تعالیٰ
نے آدم ع کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ اُن اُمور میں جو ظاہر ہوتے ایک یہ
بھی ہے کہ مجھے آگاہی ہوئی کہ بادشاہِ وقت اور اُس کے اضطراب و پریشانی
کے بارے میں جو اُس کو ارکانِ سلطنت کے غلبے کی وجہ سے لاحق ہے، کچھ
کہنا چاہیئے (اُس کی تفصیل یہ ہے کہ) عالمِ ملکوت سے اِس مضمون کا اشارہ
ہوا کہ بادشاہ کو اِس حالت میں آیۂ فان تولّوا فقل حسبی اللّٰہ لا إلٰہ إلا
هو علیه توکلت و هو ربّ العرش العظیم سے تمسّک و توسّل کرنا چاہیئے۔
یہ تمسّک و توسّل نافع ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ کو آخرِ شب میں تہجد
کی نماز کے بعد آیتِ مذکورہ کی تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ اِسی خاطر (آگاہی)
کے ضمن میں معلوم ہوا کہ اللہ کے ایک بندوں کی جماعت اِس کام کے لیے
مقرّر ہے کہ وہ اللہ سے بادشاہِ وقت کے تسلّط اور غلبہ کے واسطے دعا کرے۔
منجملہ اور باتوں کے ایک یہ بات بھی ہے کہ ایک شخص کے جواب میں جس نے مجھ
سے سوال کیا تھا کہ تمہاری نسبت صوفیہ کی نسبتوں میں سے کس نسبت سے
مناسبت رکھتی ہے؟ (اِس کے جواب میں مجھے آگاہی دی گئی کہ) یوں کہنا چاہیئے
کہ اس جگہ کوئی نسبت نہیں ہے۔ تدلیِّ اعظم نے ہمارے نفس میں اپنا
ایک نمونہ قائم کر دیا ہے؛ بس اُسی کی بقا اور اِستحکام مطلوب ہے اور وہ بھی
اُس کے نمونہ ہونے کی حیثیت سے نہ کہ کسی اور حیثیت سے ـــــ

یہ امر بالتبع دوسرے فوائد بھی اِس عالم میں چھوڑے گا۔ اسی خاطر

(آگاہی) کے ضمن میں یہ بات واضح ہوئی کہ اِس کیفیت کو نسبت کہنا اور صوفیہ کی نسبتوں میں سے اُس کے مناسب کوئی نسبت ڈھونڈنا محض طمعِ خام ہے۔ جس نے جانا اُس نے جانا اور جس نے نہ جانا اُس نے نہ جانا ــــ لکھنے کے قابل باتوں میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ اُس میں نورِ اعظم کی ایک عجیب کیفیت پائی گئی۔ ذوقُ الازل کے علوم میں سے ہر ذوق جو اس حالت میں یاد آیا وہ سب اِس نور میں دکھائی دیا۔ جس طرح کہ مجلّیٰ و مُصَفّیٰ آئینے کے اندر صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن اِس معنی میں نہیں کہ وہ نور ازل صورت کے لیے ظرف ہو، بلکہ یہ نور وہی حقیقت بن جاتا ہے اور اُسی رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ ان نیرنگیوں کے ضمن میں یہ بات جانی گئی کہ تمام اولیاء اللہ کے اندر اِسی نورِ اعظم سے ذوقُ الازل پیدا ہوتا ہے۔ جب وہ ذوق الازل کی چھپی ہوئی استعداد رکھتے ہیں تو اگرچہ یہ آئینہ (نورِ اعظم) اُن کی نظر سے غائب ہو تب بھی اولیاء اللہ جانتے ہیں کہ اُن کی نظر بغیر آئینے کے واسطے کے حقائقِ ازلیہ پر پڑی۔

تجلّیِ دوم کا بیان

لطیفۂ قلب کی ایک تاثیر واقع ہوئی اور اُس کو حیرت نے گھیر لیا۔ کمالِ تاثیر کے بعد لطیفۂ قلب تدلّیِ کُل کے نور میں گم ہوگیا، اور ایک عجیب اضمحلال پیدا ہوگیا۔ جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو چند علوم مقام کے مناسب قوّتِ متخیلہ اور قوّتِ واہمہ میں ظاہر ہو گئے۔ ان علوم میں سے ایک یہ ہے کہ اِس تجلّی کو فیض پہونچانے والی تدلّیِ کُل ہے باعتبارِ خاص ــــ اور یہ اعتبارِ خاص فلکِ اعظم کی قوّتِ منطبعہ کے وسط میں تدلّیِ کُل کے قیام کا سبب ہے۔ بالکل اس طرح جیسے کہ انسان کے قویٰ میں دل کی حیثیت ہے۔ اس لیے کہ نفسِ کُل، کائنات کے اندر پورے طریقے سے تدبیر کرنے والا ہے اور یہ (نفسِ کُل) قوّتِ منطبعہ کے نقطوں میں سے ایک

ایسا نقطہ ہے جو تمام نقطوں کا رئیس کہا جاتا ہے ۔ وہ قوّتِ مجرّدہ جس کو میں تجلّیِ اعظم کہتا ہوں اُس نے اس نقطے کو اپنا عرش بنا لیا ہے ۔ اسی مناسبت کی وجہ سے یہ تجلّی محاذاتِ قلب پر واقع ہوئی ۔

قابلِ تحریر باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ بعض علوم زمانۂ سابق میں شامل ہوئے اور بعد میں آنے والے زمانے میں اُنھوں نے فیض پانے والوں کی استعداد کی (کمی) کی وجہ سے اجنبیت کا لباس پہن لیا ۔ یعنی وہ علوم بالکل غیر معروف اور اجنبی ہو گئے ۔ مثال کے طور پر نسبتِ اُویسیہ جو زمانۂ سابق میں، خواہ بہ نسبت افاضلِ بشر، خواہ بہ نسبتِ ملاءِ اعلیٰ (ملائکہ) ایک ایسا امر تھی جو شائع اور دائر تھا۔ اور یہ نسبتِ اویسیہ درحقیقت ولایتِ صغریٰ میں سے ہے ۔

سھرند (سرہند) کے بعض مشائخ متاخرین کو اس نسبتِ اُویسیہ کی حقیقت ایک قسم کی فناء و بقاء کے بعد متحقق ہو گئی اور یقینی طور پر چونکہ وہ نسبت ان کمالات فناء و بقاء کے بعد تھی، اس لیے اس کے اندر بعض مشائخِ سرھند نے زیادہ رونق اور زیادہ حُسن محسوس کیا ۔

اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیئے جیسے کہ ایک شخص جاہل ہے اور ایک حکیم ہے ۔ ان دونوں نے ایک درخت پایا ۔ جاہل شخص نے اُس درخت کے پتّوں، پھولوں اور پھلوں کی سیر پر اپنی نظر کو محدود رکھا، اور حکیم نے درخت کی قوّتِ نامیہ (نشو و نما دینے والی قوّت) اور قوتِ غاذیہ (غذا دینے والی قوّت) اور ان دونوں قوتوں کے واسطے سے اطرافِ درخت میں مادّۂ منجذبہ کی تقسیم کو ملاحظہ کر کے لطف حاصل کیا ۔ اِن دونوں نے اُس ایک ہی درخت کو سرسری طور پر دیکھا لیکن حقیقت کے اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ جاہل نے ایک علیحدہ درخت دیکھا اور حکیم نے ایک دوسرا درخت دیکھا ۔ ان دونوں کے دیکھنے میں بڑا فرق ہے ۔

اسی بنار پر درویشوں نے خیال کیا کہ ولایتِ علیار اور ولایتِ نبوّت ایک اور ہی چیز ہے، اور یہ اُس نسبت کی غیر ہے جس کو اہلِ طریقت ولایتِ صغریٰ میں حاصل کرتے ہیں۔ جب علوم کا فیضان دَورۂ حاضر کے مسطرپر واقع ہوا تو ٹھیک ٹھیک واضح اور صاف ہوگیا کہ یہ (ولایتِ عُلیا اور ولایتِ نبوّت) وہی نسبت ہے (جس کو اہلِ طریقت نے ولایتِ صغریٰ میں کسب کیا ہے) اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے ــــ لیکن اس سبب سے جس کو ہم نے ابھی ابھی بیان کیا ان درویشوں کے نزدیک یہ نسبت اصلی اور ظلّی دو قسموں پر منقسم ہوگئی۔ ایسے ہی جب ذوق الازل کے بعض مسائل نے درویشوں کو اس دور کے مناسبِ (حال) بسط و تفصیل کے ساتھ اپنا جلوہ دکھایا تو انھوں نے جانا کہ ان مسائل کا فیضان پہلے ہی سے ہے۔ اور حقیقت میں بات یہی ہے ــــ

منجملہ ان باتوں کے (جو قابلِ تحریر ہیں) یہ بات بھی ہے کہ ملّت انبیار میں اور طریقۂ اولیار میں فقط علوم الازل ہی مراد و مقصود نہیں ہیں، بلکہ مراد و مقصود اس تدلّیِ کُل کا قُرب اور اُس کے اندر اضمحلال اور گُم ہوجانا ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ نورِ تدلّی کل بعض نفُوس کے اندر اس بات کو پاتا ہے کہ وہ نفوس حظیرۃُ القدُس میں داخل ہونے کے قابل ہیں، تو یقینی طور پر نور تدلّیِ کُل ان نفوس کو اعمال اور توجہاتِ نسمیہ کے ذریعہ سے تربیت یافتہ بنادیتا ہے اور رفتہ رفتہ اُس مقامِ بلند تک پہونچا دیتا ہے ــــ یہی لوگ 'مقربون' ہیں ــــ (یہ نورِ تدلّیِ کل) دوسروں کو اُن نفوس قدسیہ کے دامنوں سے وابستہ کردیتا ہے اور ان کو اِن پاکیزہ نفوس کا مقلّد بنا دیتا ہے تاکہ یہ دوسرے لوگ بھی اس سعادت سے جو اُن کے مناسبِ حال ہو کامیاب ہوں ــــ یہ دوسرے لوگ بھی 'اصحابُ الیمین' ہیں ــــ

اعمال و اذکار اور توجہاتِ نسمیہ ہی عمدہ افعال ہیں نہ کہ ذوق الازل اور ربطِ حادث با قدیم کے معارف ـــ اگر یہ حاصل ہوں تو بہتر اور نہ حاصل ہوں تو بہتر ـــ

تجلئ سوم کا بیان

یہ تجلی تلاوتِ قرآن عظیم کے وقت میں واقع ہوئی ـــ (صورت یہ پیش آئی کہ) لطیفۂ عقل کو ایک جنبش ہوئی اور اضمحلال متحقق ہوا۔ اس حالت سے افاقے کے بعد چند علوم ظاہر ہوئے۔ اس تجلی کی من جملہ اور باتوں کے ایک یہ ہے کہ اس تجلی کا نزول ایک خاص مقام سے ہے، اور وہ مقام صورتِ انسانیہ کے اندر تدلئ کُل کی گہری نظر کا ہونا ہے۔ نیز وہ استعداد جبلی ہے کہ تمام افرادِ انسانیہ اس میں متحد و متفق ہیں، اور وہ طاری ہونے والے حوادث ہیں جو ان افرادِ انسانیہ کو پیش آتے ہیں۔ ان حوادث کا علاج اور اُن کی اصلاح کرنے والی تدبیر مُسامِتْ (مقابل) اور مُسامَتْ (جس کا مقابلہ کیا گیا ہو) دونوں کا، ان تینوں مذکورہ قوتوں (قوتِ مجردہ، قوتِ ملکیہ اور احدیتِ جمع درمیان خیال و وہم) میں جمع ہونا ہے جیسا کہ ہم نے تجلئ اول کے بیان میں تحریر کیا ہے۔

لہٰذا (تلاوتِ قرآن مجید کے وقت) ایک عجیب شان رونما ہوئی، اور اضمحلال متحقق ہوا۔ اس کے بعد وہ دونوں (مُسامَتْ اور مُسامِتْ) باہم مل گئے اور تینوں مادّوں (قوتوں) سے "قِلّتہً" و "کثرۃً" (بطور قلت و کثرت) عجیب صورتیں ظاہر ہوئیں ـــ

آیاتِ قرآنی ان تمام بھیدوں کی جامع ہیں، جب تک کہ زمانہ اور اہلِ زمانہ موجود ہیں (یعنی قیامت تک) حق تعالیٰ متکلم ہے، اور آیاتِ قرآن اترنے والے کلماتِ حق ہیں، لیکن لسان الخیب کے ترجمان حضرت محمد خاتم الرسل

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس لیے کہ یہ تینوں مذکورہ قوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر کامل اور وافر طور پر تھیں۔ دوسرے آپ کے دستر خوان نعمت کے ریزہ چین ہیں۔

منجملہ اور باتوں کے ایک یہ بھی ہے کہ نبوت اور نزولِ قرآن محض تعلیم علم نہیں ہے۔ جس طرح کہ مُدبّر السمٰوات والارض (اللہ تعالیٰ) صُوَر جوہریہ میں سے کسی صورت کو معدوم کردیتا ہے اور ایک دوسری صورت کو پیدا کردیتا ہے۔ اسی طرح عالم ملکوت میں شرائع تکلیفیہ کی صورتیں پہلے صورت روحیہ میں، پھر صورت وہمیہ میں اور پھر صورتِ خیالیہ میں متصوّر اور متشکّل کردیتا ہے اور طبقاتِ ملائکہ ملکیّت کے ادنیٰ اور نچلے طبقے تک سب کے سب اِسی رنگ میں رنگین ہوجاتے ہیں، اور اسی کی مناسبت سے اُن کو الہام و القار کیا جاتا ہے۔ پس اگر کسی جاہل نے شرائع (شریعتوں) کا انکار کیا یا شریعت کی باتوں کی بے جا اور ناحق تاویل کی تو اگرچہ وہ اصابتِ حق کا (حق تک پہونچنے کا) قصد ہی کیوں نہ رکھتا ہوگا، ضرور ماخوذ ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ موسم مرطوب ہے اور آسمان سے زمین تک سب چیزیں بھیگی ہوئی ہیں اور (ایک شخص خواہ مخواہ) یہ گمان کرتا ہے کہ موسم گرم ہے اور اُس کے اندر انتہائی گرمی اور خشکی ہے۔ یہ فاسد اور غلط اعتقاد اس کو کچھ نفع نہیں بخشتا اور مرطوب ہوا کی وجہ سے اُس شخص کی تکلیف روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے اور بیماریاں اُس کے اندر عفونت میں دم بدم اضافہ کرتی رہتی ہیں۔

تجلّیاتِ سہ گانہ کے سلسلے میں یہ آخر کلام ہے ــــــ

و الحمد للہ تعالی أولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً

مکتوب

﴿۱۵۴﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ

کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت التزام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی درگاہ میں اپنے اور آپ کے لیے دوامِ عافیت کی درخواست ہے۔

آپ کا رقیمۂ کریمہ پہونچا، جو کچھ اُس میں لکھا ہوا تھا واضح ہوا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ شرحِ تائیہ صغریٰ عنقریب پہونچے گی، اور بعد ازاں شرح رہیا کل تدلیِ اعظم روانہ کی جائے گی۔

مکتوب

﴿۱۵۵﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

(حدیث کنت کنزاً مخفیاً کی معرفت کی تحسین اور چند تحقیقی مضامین)

حقائق و معارف آگاہ، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلامِ محبت مشام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اُس کی درگاہ میں اپنے اور آپ کے لیے دوامِ عافیت کی دُعا ہے۔

(اِس زمانے کے) عجائبِ احوال میں سے ایک یہ ہے کہ جس دن یہ فقیر بر بنائے ضرورت اکبر آبادی مسجد کی طرف گیا، اور اِس لیے گیا کہ (ہمارے) آس پاس کے تمام مکانات خالی ہو گئے تھے، تو دو فرشتے بابا فضل اللہ کشمیریؒ کو جو کہ ایک صالح نوجوان ہیں، اور فقیر کے دوستوں میں سے ہیں، خواب کے اندر نظر آئے، اور اُن فرشتوں نے اُن سے کہا کہ اے شخص تو حویلی میں کیوں ٹھہرا ہوا ہے، اِس وقت ہم حویلی کی حفاظت کے لیے آئے ہیں۔ بعد ازاں جب کوٹلہ (فیروز شاہ) بادشاہ کے آدمیوں کے ہاتھ میں آ گیا تو وہ دونوں فرشتے نمازِ فجر کے بعد اِس فقیر کی نظر میں متمثّل ہوتے اور اُنھوں نے کہا کہ اب ہم

رُخصت ہوتے ہیں۔ اُسی روز ہم نے اپنے بعض خادموں سے کہا کہ وہ حویلی میں رہیں۔ چنانچہ وہ ایک مدّت تک دن میں تو رہتے تھے، مگر رات کو نہیں رہتے تھے۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہاں جو واقعہ گذرا وہ اسی قبیل (یعنی محافظتِ ملائکہ کی قبیل) کا تھا۔ ہر سال مکان کی چٹائیاں اور چارپائیاں تبدیل کی جاتی ہیں، اور یہ سب انتظام خادموں کی محافظت کے زمانے میں بھی رہا، اور جس زمانے میں کہ محافظت میں کمی تھی، اُس وقت بھی رہا اور ان دو فرشتوں کی (محافظت والی) بات صحیح ثابت ہوئی۔

آپ نے لکھا تھا کہ اس حدیث (قدسی) كُنْتُ كنزاً مخفياً فأحبَبْتُ أن أعرفَ الخ[ع] کے معنیٰ میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ظہورِ آدم ظہورِ کرشمۂ الٰہی کا ہم وزن ہے۔ شرطیّت وجود کثرت میں قضاء و قدر نے تخلیق آدم کے اندر قوّتِ ملکیہ اور قوتِ بہیمیہ کو باہم ملادیا اور اِس ترکیب سے انواعِ کمالاتِ بشریّہ اور اطوارِ تجلّیاتِ الٰہیّہ نے جلوہ فرمایا۔ اِسی بناء پر یوم القیامہ کی جزاء کا عالم ظاہر ہوا۔ آپ نے سچّی اور اچھّی بات کہی۔ آپ کی حق کی طرف رہبری کی گئی ہے اور آپ سچّائی کے ساتھ بولے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے، یہ سب باتیں (جو آپ نے لکھی ہیں) صحیح ہیں۔

آپ نے اولادِ ائمہ، اہل بیت رضؓ کے بارے میں بھی استفسار کیا تھا۔ یہ مضمون بہت طویل ہے۔ مختصر یہ ہے کہ سادات کے بارہ ۱۲ قبیلے ہیں جس طرح کہ بنی اسرائیل کے بارہ ۱۲ قبیلے تھے۔ چھ قبیلے اولاد حضرت امام حسن رضؓ سے اور چھ ۶ قبیلے اولاد حضرت امام حسین رضؓ سے ہیں۔ اس لیے کہ حضرت امام حسن رضؓ کی اولاد دو صاحبزادوں سے باقی رہی۔

ع ترجمہ "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں" الخ (حدیث قدسی)

زید بن الحسنؒ ۔ اُن سے ایک قبیلہ پیدا ہوا اور حسن بن الحسنؒ کہ اُن سے پانچ قبیلے پیدا ہوئے ۔ حضرت امام حسینؓ کی اولاد سے سوائے حضرت زین العابدینؓ (علیؓ) کے اور کوئی باقی نہیں رہا تھا اور حضرت زین العابدینؓ (علی) سے چھ لڑکے باقی رہے ۔ محمد باقرؒ، عبداللہؒ، زید شہیدؒ، حسین اصغرؒ عمر اشرفؒ، علی ابن علیؒ (ابنِ حسینؓ) ۔ پھر ان میں سے موسیٰ بن عبداللہ جونؒ ابن حسنؒ اور موسیٰ ابن جعفر ابن محمدؒ ابن علیؒ ابن حسینؒ۔ یہ دونوں غیر منتہی ہیں ۔ مگر چار نسب ایسے ہیں کہ نسّاب اُن کی اولاد کی فروع کی تعداد بیان کرتے میں عاجز ہیں ۔

اس فقیر (ولی اللہ) نے جب غور کیا تو ہندوستان میں اکثر بطونِ سادات کو ان ہی میں سے متفرّع پایا مگر اولاد حضرت امام حسنؓ کہ ان میں سے بعض متفرّع ہیں اور بعض نہیں ہیں ۔

امام محمد باقرؒ کی اولاد سے امام جعفر صادق رضؒ کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا۔ اور امام جعفر صادقؒ سے پانچ لڑکے باقی رہے ۔ موسیٰ (کاظمؒ) اسمٰعیلؒ محمّد دیباجؒ (ملقب بہ مامون) علی عریضیؒ اور ایک اور (اسحٰق موتمنؒ)

امام موسیٰؒ سے تیئسؒ کے قریب اولا ہوئی ۔ ان میں سے بعض کی اولاد چلی اور بعض کی نہیں چلی اور امام علی رضا (ابنِ موسیٰ کاظمؒ) سے ایک لڑکا ہوا جن کا نام محمّد تقیؒ تھا ۔ امام تقیؒ سے دو لڑکے ہوئے ۔ علی نقیؒ اور موسیٰ مُبرقعؒ ۔ اور علی نقیؒ کے دو لڑکے حسن ہادیؒ (حسن عسکری) اور جعفرؒ ہوئے ۔ جعفر کی اولاد بہت ہے اور حسنؒ ہادی (حسن عسکری) کی نسل نہیں چلی مگر بقولِ شیعہ ایک صاحبزادے محمّد تھے جن کو وہ مہدی ثابت کرتے ہیں۔

یہ سلسلۂ سخن عجلت کی حالت میں اسی قدر لکھ کر ختم کرتا ہوں۔

والسّلام

مکتوب

﴿۱۵۶﴾

ایک عزیز (درویش)

کے نام

الحمد للّٰہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی

نامۂ مشکیں شمامہ معدنِ اخلاص اور موطنِ اختصاص سے چل کر فقیرِ کثیر التقصیر کے پاس پہنچا۔ ہرچند وہ نامۂ گرامی اپنے منبع و مصدر (لکھنے والے) کی اچھائی پر دلالت کرتا تھا، لیکن تعریف و معرفت کی زبان اِخفاء اور پوشیدگی اور اعلان و اظہار دونوں کی طرف اپنا رُخ رکھتی تھی۔

بہرکیف اِس فقیر کی طرف سے اس مکتوب کے جواب میں دعائیں پیش کی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ (ہمارے اور آپ کے درمیان) غَیبُوبَت کے پردے کو اُٹھا کر حضوری کی حقیقت کو ظاہر کرے، اور اجنبیت کے پردے کو ہٹا کر معرفت کی حقیقت عطا کرے۔

والسّلام

مکتوب

﴿۱۵۷﴾

مکتوب خواجہ محمد امین ولی اللّٰہی کشمیری

بنام

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی

(اس کے جواب میں اگلا مکتوب ہے)

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قُدِسَ سرّہ نے اپنی کتاب فقرات میں چند اشعار عدم شعورِ عارف کے استحسان کے بارے میں لکھے ہیں اور ان اشعار میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے حضور میں اپنا سوال پیش کیا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے احقر کی طرف سے حضرتِ والا کی خدمت میں عرض کیا گیا تھا اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ نے (اس مقام پر) اپنے اُن اشعار کے معانی و مطالب کھولنے کی طرف اشارۂ اجمالیہ بھی کیا ہے۔ چنانچہ ان اشعار کو پیش کیا جاتا ہے ؎

داد جاروبے بدستم آن نگار | گفت زین دریا برانگیز آں غبار
آب آتش گشت و جاروبم بسوخت | گفت زیں آتش تو جاروبے برآر
کردم از حیرت سجودے پیشِ او | گفت بے ساجد سجودے خوش بیار
آہ بے ساجد سجودے چون بود | گفت بیچون باشد و بے خار خار

حضرت خواجہ احرارؒ کی طرف سے اُن اشعار کے متعلق یہ افادہ ہے کہ جاروب یعنی جھاڑو سے مُرادِ نسبتِ ذکر ہے کہ اولیاء کی طرف سے طالب کو پہنچتی

ہے تاکہ کثرتِ ذکر کے سبب غیرِ حق سبحانہٗ (غیر اللہ) کی جانب توجہ کے غبار سے دل کو آزاد کردے۔ دل جب غیر اللہ کی گرفتاری سے چھٹکارا پاگیا تو اس کو (دل کو) تصرّفِ جذبہ کی شائستگی حاصل ہوجاتی ہے، اور اسی تصرّفِ جذبہ کو آتش (آگ) سے تعبیر کیا گیا ہے، یہاں تک کہ طالب اس تصرّفِ جذبہ کے ذریعہ اپنی ہستیِ موہوم کی زحمت و تکلیف سے آزاد ہوکر نسبتِ فعل و صفت سے بلکہ غیرِ حق کی ہستی کی نسبت سے بھی آزاد ہوکر بحرِ شہود میں اس طرح مستغرق ہوجاتا ہے کہ صُدورِ فعل کے وقت اور وجود کے ساتھ موجود ہونے کے اوصاف سے متصف ہونے کے وقت اُس کا فعل، فعلِ حق سبحانہٗ سے اور اس کی صفت، شہودِ ذاتِ حق سبحانہٗ سے محجوب اور پوشیدہ نہیں ہوتی۔ انتہٰی۔

احقر امیدوار ہے کہ جو کچھ موجودہ حالت میں ہوسکے، اس مضمون کی تحقیق اپنی اصطلاحِ عالی کے موافق اور اپنے وجدانِ کرامت ترجمان کی رُو سے آپ کے قلمِ فیض رقم کی زبان سے ظاہر ہوجاتے۔

مکتوب

﴿۱۵۸﴾

خواجہ محمد امین ولی اللہی کشمیری کے نام

(اشعارِ مذکورہ کی تشریح ہیں)

الحمد للّٰہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

دریا سے مراد وجودِ منبسط ہے، موجودات کی شکلوں پر، کہ جس نے اپنی صفتِ وحدت سے تمام موجودات اور کائنات کو گھیر لیا ہے، اور جاروب سے مراد کلمۂ لا إله الاّ اللّٰه کا ذکر ہے جو کہ باطل معبودوں کی نفی کرتا ہے، جس طرح جھاڑو گھر سے غبار اور خس و خاشاک کو دُور کر دیتی ہے۔ پس شروع میں اہلِ ارشاد و سلوک محبوبِ حقیقی کی نیابت میں سالکوں کو نفی و اثبات کے ذکر کی تلقین کرتے ہیں تاکہ باطل معبودوں کی نفی ہو جاتے۔ اگرچہ حقیقت میں کوئی باطل موجود نہیں ہے۔ جو کچھ بھی ہے وہ ایک وجود ہے، اور جتنی موجودات ہیں، وہ وجودِ حق میں متلاشی ہیں اور ذکرِ نفی و اثبات غیر کے تمثّل و تصوّر پر دلالت کرتا ہے۔ پس اہلِ ارشاد کے خطاب و کلام کا مضمون و مطلب یہ ہوگا کہ دریا سے جو کہ محلِّ گرد و غبار نہیں ہے، ایک گرد و غبار اُٹھانا چاہیئے۔ پس جب سالک توحیدِ حقیقی سے مشرّف ہو گیا تو اثباتِ غیریت کا قلع قمع ہو گیا اور نفی بیکار ہو گئی۔ پانی آگ ہو گیا، اور اُس آگ نے میری

جھاڑو کو جلا دیا' کے یہی معنیٰ ہیں۔ یعنی صفتِ وحدت کی تجلّی نے نفی واثبات کو بیکار کر دیا۔ اس کے بعد اہلِ ارشاد نے محبوبِ حقیقی کی نیابت میں فرمایا کہ شہودِ وحدت پر مواظبت کرنی چاہیئے، تاکہ رذائلِ بشریہ غائب ہو جائیں' اور اخلاق اللہ کے ساتھ متصّف ہونا نصیب ہو جائے۔ "آگ سے ایک جھاڑو کے نکالنے" کے یہی معنیٰ ہیں۔

چونکہ سالک پر غلبۂ توحید (وجودی) ہوگیا تھا' اس لیے اس کو ایک قسم کی حیرت نے گھیر لیا اور وہ حیرتِ محمود تھی۔ اس لیے کہ اس جگہ مظہر بالذّات ظاہرِ مجرّد کی جانب ایک میلان رکھتا ہے___ اور یہی معنیٰ سجدے کے ہیں___ اس کے بعد فناء الفناء مطلوب ہے اور فناء الفناء یہ ہے کہ توجّہ کا بھی شعور نہ ہو۔ "بے ساجد بجود سے خوش بیار" کے یہی معنیٰ ہیں___

اس جگہ ایک اشکال پیدا ہوا کہ توجّہ اپنے نفس کے اندر علوم کو متلزم ہے۔ اس لیے کہ توجّہ دو چیزوں کے درمیان ایک نسبت کا نام ہے۔ اس اشکال کا حال خود اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے میرے قلب پر وارد ہوا' کہ اس اشکال کی بنیاد علومِ حضوری کا علمِ حصولی کے ساتھ خلط ملط ہونا ہے' ورنہ ذاتِ شئے کا علمِ حضوری نزدیک ذات ہے اور آنہ حضور بھی وہی ذات ہے۔ اس جگہ اتحادِ حقیقی ہے اور اعتبارِ دُوئی ایک بسیط حالت ہے جو کہ کثرتِ نسبت کی گنجایش نہیں رکھتی۔ ورنہ حالتِ موجودہ بینَ الشیئین (دو چیزوں کے درمیان) نازل ہونے والی حالت اور اُس کے مانند حالت سے تعبیر کی جا سکتی ہے۔

مکتوب

﴿۱۵۹﴾

شاہ محمد عاشق پھلتی کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالےٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے سلامِ محبّت انتظام کے بعد مطالعہ کریں۔
اپنی عافیت پر اللہ تعالےٰ کا شکر ہے اور اُس کی بارگاہ میں اپنے اور آپ کے لیے دوامِ عافیت مطلوب ہے۔

آپ کا مکتوب بہجت اُسلوب پہونچا اور احوالِ مرقومہ واضح ہوتے۔
ان شاء اللہ تعالیٰ اس مکتوب کے بعد ایک اور مکتوب بھیجا جائے گا جو مُنقّح اور مفصّل طور پر ہوگا، اور اُن بہت سے اِشکالات و شبہات کے جوابات پر مشتمل ہوگا جو اہلِ زمانہ کو پیش آتے ہیں۔ چاہے وہ شبہات الٰہیات میں ہوں چاہے سمعیّات میں ہوں۔

والسّلام

مکتوب

﴿۱۶۰﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلّمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اُس کی جناب میں درخواست ہے کہ وہ ہمارے اور آپ کے لیے عافیت کو دائم و برقرار رکھے۔

کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء ادھوری پڑی ہوئی ہے۔ اس وقت صحیح ترمذی ختم ہونے کے قریب ہے اور قصد یہ ہے کہ درسِ ترمذی کے بعد اسی کتاب (ازالۃ الخفاء) کا درس دیا جائے گا۔ اسی وجہ سے میں کتاب ریاض النضرۃ نہ بھیج سکا۔

ان ایّام میں دیوان ابنِ فارض کی شرح حاصل ہوئی ہے، جس نے اس دیوان کی دوسری چھوٹی شرح کے مسوّدے سے مستغنی کردیا۔ اس لیے کہ اِس شرح میں ایک عجیب و غریب تحقیق ہے جو حسبِ دل خواہ ہے، اور تصوّف کی جو تحقیق ہمارے پیشِ نظر ہے وہ دو صفحوں میں آسکتی ہے۔

والسّلام

مکتوب
﴿۱۶۱﴾

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالےٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ کریں۔

آپ کا رقیمۂ کریمہ پہونچا۔ چونکہ وہ شیخ محمد ماہ کی وفات کی خبر دینے والا تھا، اس لیے تاثیرِ بلیغ کا سبب ہوا (یعنی اس کو پڑھ کر دل بہت متاثر اور غمگین ہوا) حقیقۃً وہ اپنی جگہ پر ایک بے نظیر آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ صبرِ جمیل کے ذریعہ سے دلوں کی پریشانیوں کو دُور فرماتے۔ والسلام

مکتوب
﴿۱۶۲﴾

حافظ جار اللہ (پنجابی) کے نام

(ان دنوں میں لکھا جب مکتوب الیہ حج کے لیے ملک عرب کو گئے تھے)

(ترجمہ عربی سے)

اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی حافظ جار اللہ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے، اور اُن کو اس مقام تک پہونچائے جس کی اُنھیں تمنا ہے ___

بعد سلام کے ہمارے بھائی کو واضح ہو کہ میں اور میرے اہل و عیال الحمد للہ عافیت و سلامتی کے ساتھ ہیں۔

آپ کا مکتوب مجھے ملا۔ اس کے مضمون پر مطلع ہوا اور ان مشقتوں سے بھی آگاہ ہوا کہ جو آپ نے عمان والے شخص کی تلاش میں برداشت کیں، اور جن سے آپ کی ملاقات نہ ہو سکی اور آپ کو جن کی کوئی خبر نہیں لگی ___ اللہ ہی کے لیے ہے آپ کی خوبی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے ___ اس لیے کہ آپ کی کوشش للہ اور فی اللہ تھی۔ شاید اس میں کوئی بھید ہو، جس سے آپ لوگ بعد کو عنقریب واقف ہو جائیں گے۔ اب آپ ان صاحب کی طلب میں زیادہ کوشش نہ کیجیے۔ اس لیے کہ آپ نے پوری پوری کوشش کر لی۔ یہ سمجھ لیجیے کہ وہ شخص مطلوب ایک لانبے قد کے بوڑھے ہیں، سیاہ رنگ کے ہیں، تاجروں کے لباس میں رہتے ہیں اور علم کے لحاظ سے مشہور لوگوں میں سے نہیں ہیں۔

وہ صاحب گمنام ہیں اور چھپے ہوئے ہیں۔ آپ نے جتنی تلاش کرلی، اُس سے زیادہ تلاش نہ کریں۔

فقیر ہمیشہ حج کو سعادت خیال کرتا ہے اور وہ واقعی سعادت کی بات ہے، اور قلب بھی حج کا ارادہ کرتا ہے، لیکن کثرتِ عیال، قلتِ مال، ضعفِ سلطنت اور راستے کے امن و امان کا نہ ہونا ہمارے ارادے میں رکاوٹ بن رہے ہیں ــــــ اللہ ہی کے سامنے شکایت کی جاتی ہے اور اُسی سے مدد مانگی جاتی ہے ــــ الحمدللہ! آپ حج و زیارت سے فارغ ہو گئے۔ اب بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے وطن (پنجاب) کی طرف لوٹ آئیں، ورنہ حرمین شریفین کے آنے والے علماء و صالحین کے اخبار و حالات لکھیں ــــ

والسّلام

مکتوب

﴿۱۶۴﴾

مولوی عاقبت محمود پیش امام کے نام

نماز کی فضیلت کے بیان میں

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر شیخ مولوی عاقبت محمود سلمہ ــــــ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام محبت التزام کے بعد مطالعہ کریں کہ ــــ اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت و اقرار کے بعد اسلام کے ارکان میں سب سے بڑا رکن نماز ہے اور ترویج اسلام کا سب سے پہلا مصداق نمازِ پنجگانہ کا قائم کرنا اور اشاعتِ نماز کے سلسلے میں کوشش کرنا ہے۔ پس لازم ہوا کہ مسجد کے اماموں کی وجہِ معاش اور تنخواہ مقرر کریں، تاکہ اُن کی گذر اس کے ذریعہ سے ٹھیک ہو جائے۔ اِسی وجہ سے عادل بادشاہوں نے اس معاملے میں کوشش کی ہے۔ بالخصوص مسجد اکبر آبادی[1] بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی

---

[1] یہ مسجد فیض بنیاد اعزاز النساء بیگم، زوجۂ شاہجہاں بادشاہ نے سنہ ۱۰۶۰ھ مطابق سنہ ۲۴ جلوس شاہی میں بنائی تھی۔ اس بیگم کا خطاب اکبر آبادی محل تھا۔ اِسی سبب سے یہ مسجد بھی اکبر آبادی مشہور ہو گئی۔ اس مسجد کے تین گنبد اور سات در تھے۔ اسکی عمارت ۶۳ گز طول اور سترہ گز عرض میں خالص سنگِ سرخ کی تھی اور پیش طاق سنگِ مرمر کا پرچین کار بنا ہوا تھا۔ اُس کے آگے ایک چبوترہ ۶۳ گز طول، ۵۷ گز عرض اور تین گز اونچا تھا۔ جس پر سنگِ سُرخ کا کٹہرا لگا ہوا تھا۔ اس چبوترے کے آگے ۱۲ × ۱۲ گز کا ایک

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

مسجد ہے۔ فقیر نے اس مسجد میں تقریباً چالیس دن نماز پڑھی، اور اس مسجد کے (انتظامی) حالات سے مطلع ہوا۔ (اس مسجد کا) امام صالح اور نیک ہے اور جماعت، سنّتوں کی ادائیگی اور ذکر و اذکار کا پورا پورا پابند ہے۔ ہر نماز میں دو سَو، تین سَو آدمی پورے ذوق کے ساتھ اس مسجد میں حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں پر صبح کی نماز کے بعد پورے اطمینان کے ساتھ اس امام کے اہتمام سے کامیاب اور فتح باب کرنے والے اوراد و وظائف پڑھے جاتے ہیں اور انتہائی نورانی حلقہ منعقد ہوتا ہے۔ اس امام کی وجہ معاش اور تنخواہ اگرچہ مقرّر ہے لیکن تاخیر اور کم یابی کے سبب یہ امام پریشان حال رہتا ہے۔ یہ امام امید رکھتا ہے کہ اس کی تنخواہ اتنی مقرّر ہو کہ جس سے اُس کا گزارہ ہو سکے اور وہ تنخواہ (بلاناغہ) ماہ بہ ماہ پاکر پریشانی سے نکل جائے اور پورے اطمینان کے ساتھ اُمورِ خیر میں مشغول ہو جائے۔

(گزشتہ سے پیوستہ) حوض بنا ہوا تھا، جس میں نہر سے پانی آتا تھا۔ اس کے اردگرد طالب علموں کے لیے حجرے بنے ہوئے تھے اور ہر حجرے کے آگے ایک ایوان تھا۔ سامنے مہ گز عرض کے چبوترے پر دو بلند مینار تھے جن میں شمالی مینار بجلی کے صدمے سے ٹوٹ گیا تھا۔ فیض بازار دہلی میں یہ مسجد واقع تھی۔ ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے بعد جب عمارات و مکانات ڈھائے گئے تو اس مسجد کو بھی مسمار کر دیا گیا۔ بعد میں انگریزوں نے اس مسجد کے محل و موقع پر ایڈورڈ پارک بنا دیا۔ جس وقت پارک کے لیے زمین ہموار کی جانے لگی تو مسجد کا چبوترہ اور بنیادیں مثل گنج نہاں کے زمین میں مدفون تھیں، ویسے ہی ڈھک دی گئیں، اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ خانۂ خدا اور یہ بے نظیر عمارت نظروں سے پوشیدہ ہو گئی“۔

(ماخوذ از مضمون مولانا سیّد مناظر احسن گیلانی مطبوعہ الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر بابتہ ۱۳۵۹ھ بحوالہ کتاب واقعات دارالحکومت دہلی مؤلفہ مولوی بشیر الدّین احمد)

(باقی صفحہ ۳۴۲ پر)

اور اس کارِ خیر کا ثواب حضرت پادشاہِ وقت ـــــ اللہ تعالیٰ اُن کی سلطنت کو غالب کرے اور اُس کو قوت عطا کرے ـــــ کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتے۔ آں عزیز القدر (مولوی عاقبت محمود) بھی اس سلسلہ میں کوشش کرنے کے سبب ثواب کا بہت کچھ حصہ حاصل کریں۔ اس لیے کہ سفارش کرنا گویا سلاطین کے قرب و مصاحبت کی زکوٰۃ ہے ـــــ

والسلام

(گزشتہ سے پیوستہ) "حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ اسی اکبر آبادی مسجد کی ایک سہ دری میں زندگی بسر کرتے تھے، اور اُن کا کھانا حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے گھر سے روزانہ اس مسجد میں جاتا تھا۔

(مولانا مناظر احسن گیلانی۔ بحوالہ امیر شاہ خاں۔ الفرقان کا شاہ ولی اللہ نمبر صفحہ ۲۲۶-۲۲۷)

کتاب، مخدرات تیموریہ مولفہ سید ظہور الحسن (مطبوعہ ۱۹۲۴ء دہلی) میں اکبر آبادی بیگم کے حالات میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

"اعزاز النساء یا اکبر آبادی بیگم شاہجہاں کی دوسری بیگم ہے۔ اپنے متواضعانہ اخلاق، نیک عادات، انکساری اور ملنساری کی وجہ سے شاہی حرم سرا کی مستورات میں ہر دل عزیز تھی۔ اُس کی تمدنی اور تعلیمی ترقیوں نے نہ صرف شاہجہاں کو اپنا گرویدہ بنا لیا، بلکہ محل کی تمام بیگمات بالخصوص ممتاز محل کی اولاد کو بھی مطیع کر لیا تھا۔ اس کی فطرت میں حسد اور کینہ بالکل نہ تھا اور وہ ممتاز محل کے ساتھ ہمیشہ اخلاص سے رہا کرتی تھی۔

اکبر آبادی بیگم سے کوئی اولاد باقی نہیں رہی تھی۔ شاہجہاں کے انتقال کے بعد بارہ ۱۲ سال تک زندہ رہی اور ایک گوشے میں بیٹھ کر بقیہ زندگی خدا کی یاد میں بسر کر دی۔ اکبر آبادی بیگم نے ۴ ذی الحجہ ۱۰۸۸ھ کو انتقال کیا۔ اس بیگم نے اپنی یادگار قائم رکھنے کی غرض سے دہلی میں فیض بازار سے متصل ایک نہایت ہی خوبصورت اور عالیشان مسجد بڑے ذوق و شوق سے تعمیر کرائی تھی۔ جو اکبری مسجد کے نام سے مشہور ہوئی۔ اسمیں ایک مسافر خانہ اور طالب علموں کے رہنے کے لیے مکانات تھے۔ یہ مسجد شاہجہاں کے سامنے ہی بڑی لاگت سے تیار ہوئی تھی۔"

Title: *Nadir Maktubat-e Hazrat Shah Waliullah Dehlavi*
(Unpublished Letters of Shah Waliullah of Delhi)

Volume: Second

(Based on the manuscript preserved in Osmania University, Hyderabad)
Compiled by: Shah Mohammad 'Ashique of Phulat

Edited, Annotated and Translated into Urdu by
Maulana Mufti Naseem Ahmad Faridi (d.1988)

Revised and Introduced by:
Professor Nisar Ahmed Faruqi
University of Delhi, Delhi-7

Year of Publication: 1419 A.H./ 1998 A.D A.

Printed at: Diamond Printers, Delhi

Price: Vol. II Rs. 250 US $ 25
Complete set of Four Volumes: Rs 750 US $ 80

Sole Distributor:
ISLAMIC BOOK FOUNDATION
781- Hauz Suiwalan, Darya Ganj, New Delhi-110002

Published by:
HAZRAT SHAH WALIULLAH ACADEMY
Phulat District Muzaffar Nagar U.P (India) Pin code: 251201

Unpublished Letters of

Shah Waliullah of Delhi

(170 3-. 1762 A.D)

Volume II

Compiled by

Shah Mohammad 'Ashique Phulati

Edited, Annotated and Translated by

Naseem Ahmad Faridi

Revision and Introduction by

Professor Nisar Ahmed Faruqui

University of Delhi, Delhi-7

Published by:

Shah Waliullah Academy

Phulat (District: Muzaffar Nagar) U.P.

Pin code: 251201 (India)